نکاح اور حُسن معاشرت

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

تالیف: ڈاکٹر وصی اللہ محمّد عبّاس

مدرّس المسجدِ الحرام و پروفیسر جامعہ اُمّ القریٰ
مکّہ مکرّمہ سعودی عرب

انصار السنّہ پبلیکیشنز۔ لاہور

جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
محفوظ ہیں

نکاح اور حُسنِ معاشرت

تالیف: ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس
مدرس المسجد الحرام و پروفیسر جامعہ ام القریٰ
مکہ مکرمہ سعودی عرب

ناشر: ابو مومن منصور احمد
اهتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی
اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فہرست مضامین

❀ عرض ناشر ---------- 7

❀ مقدمہ ---------- 10

باب نمبر ا:..... نکاح اور سسرالی رشتہ

❀ نکاح کی تعریف ---------- 18

❀ شادی فطری رشتہ ہے ---------- 19

❀ نکاح کا شریف رشتہ انبیاء ورسل کی سنت ہے ---------- 20

❀ بیوی، بچوں اور پوتوں کا ہونا اللہ کی بڑی نعمت ہے ---------- 21

❀ نکاح اللہ رب العزت کی نشانیوں میں سے ہے ---------- 22

❀ خطبہ (منگنی) ---------- 23

❀ شادی کرنے کا حکم شرعی ---------- 24

❀ شادی غربت اور افلاس کو دور کرنے کا سبب ہے ---------- 29

❀ خاطب ومخطوبہ (منگیتر لڑکی اور لڑکے) کو آپس میں دیکھنا ---------- 30

❀ منگنی کی خاطر بغیر اجازت کے دیکھنا ---------- 31

❀ عورت کا خطبہ دینے والے مرد کو دیکھنا ---------- 32

❀ عورت اور مرد منگنی کے وقت جسم کے کس حصہ کو دیکھ سکتے ہیں؟ ---------- 33

❀ صالح رفیق حیات کی تلاش ---------- 40

❀ شادی میں کفاءت کا مسئلہ ---------- 41

❀ شادی میں کفاءت صرف دین ہی کی معتبر ہے ---------- 41

❀ صالحہ بیوی دنیا کی سب سے افضل نعمت اور پونجی ہے ---------- 44

❀ عورت یا لڑکی کی رضامندی شرط ہے ---------- 45

❀ نکاح کے لئے ولی کی شرط ---------- 50

❀ عورت کی منگنی کس کے ذریعہ ہو؟ ---------- 51
❀ ولی امر خود اپنی لڑکی کی شادی کی پیشکش کرسکتا ہے ---------- 52
❀ خود عورت اپنے کو نیک آدمی سے شادی کے لئے پیش کرسکتی ہے ---------- 55
❀ شادی میں مہر کا ہونا ضروری ہے ---------- 55
❀ شادی میں مہر کی مقدار ---------- 57
❀ جہیز ایک مصیبت اور معصیت ---------- 60
❀ عورتوں اور بچوں کا شادی میں شرکت کے لئے جانا ---------- 66
❀ عقد نکاح کا طریقہ ---------- 67
❀ حاضرین نکاح کے لئے کیا مستحب ہے؟ ---------- 70

باب نمبر ۲:..... شرعی آداب عامہ

❀ مسواک کرنا ---------- 73
❀ امور فطرت پر مداومت ---------- 74
❀ اچھا لباس پہننا ---------- 75
❀ ایک جنس کا دوسرے سے مشابہت کا حکم ---------- 76
❀ مردوں کو داڑھی بڑھانے کی تاکید ---------- 79
❀ ٹخنوں سے نیچے مردوں کے کپڑوں کا حکم ---------- 80
❀ خوشبو کا استعمال ---------- 81
❀ کپڑوں کی شرعی حالت ---------- 82
❀ کپڑوں میں فوٹو کا حکم ---------- 82
❀ غیر مسلموں کے لباس کا حکم ---------- 84
❀ عورت کا زیب وزینت کرنا ---------- 84
❀ شوہر والی عورت کے لئے خضاب ومہندی وغیرہ بھی مستحب ہے ---------- 86
❀ عورت کے بال کے متعلق اہم مسائل ---------- 90

- عورت کا اپنے بالوں کو دوسرے بال کے ساتھ جوڑنا ---------- 91
- مصنوعی بال لگانا ---------- 92
- زینت کے دوسرے پہلو ---------- 93
- رخصتی کے وقت خصوصی زینت کا استحباب ---------- 94
- شادی میں آلات طرب وگانے بجانے کے حدود ---------- 95
- صرف دف بجانا جائز ہے ---------- 96
- اسراف اور فضول خرچی کی حرمت ---------- 99
- دولہا اور دلہن کے کمرے میں منکرات ---------- 99
- رخصتی کے وقت وعظ ونصیحت کی اہمیت ---------- 101
- میاں بیوی کے خلوت کے آداب ---------- 104
- خلوت خاص کے آداب ---------- 106
- شوہر اور بیوی کا اکٹھا دو رکعت صلاۃ پڑھنا ---------- 107
- جماع (ہم بستری) کے وقت کی دعا ---------- 108
- جماع میں ثواب اور اس کے آداب ---------- 108
- جماع کے بعد جماع ---------- 109
- دبر میں جماع کی حرمت ---------- 110
- جماع سے پہلے بوس وکنار ---------- 110
- جماع کے بعد سونے کا حکم ---------- 111
- جماع کے بعد غسل کرنا ---------- 111
- شوہر اور بیوی کا اکٹھا غسل کرنا ---------- 111
- حالت حیض ونفاس میں جماع کا حکم ---------- 112
- حالت حیض ونفاس میں جماع کا کفارہ ---------- 113
- جماع کے علاوہ بیوی شوہر کا ساتھ رہنا سونا ---------- 113

❀ حیض کے ختم ہو جانے کے بعد غسل سے پہلے جماع ---------- 114
❀ جماع سے متعلق شوہر اور بیوی کے درمیان کے اسرار کا بیان کرنا ---------- 114
❀ ولیمہ اور اس کی شرعی حیثیت ---------- 115
❀ ولیمہ کسی بھی کھانے سے ہو سکتا ہے (گوشت کا ہونا ضروری نہیں) ---------- 116
❀ زوجین میں حسن معاشرت کا حکم ---------- 117
❀ عورتوں کے لئے تادیبی کاروائی ---------- 118
❀ عورتوں کو مارنا عیب ہے ---------- 121
❀ مرد کی قوامیت کے اسباب ---------- 122
❀ اہل وعیال کے ساتھ رحم وکرم کا مطالبہ ---------- 125
❀ حسن معاشرت کے اسباب اور اسکی مثالیں ---------- 128
❀ بیوی اور بچوں کا نفقہ واجب ہے ---------- 146
❀ صاحب حق کی روزی کو روک لینا اور انہیں نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے ---------- 148
❀ اہل وعیال کے لئے اکتسابِ رزق صدقہ ہے ---------- 149
❀ تنگیٔ رزق کے وقت شوہر کو ہدایت ---------- 151
❀ عورتوں کا شوہروں سے وسعت سے زیادہ طلب کرنا ہلاکت کا سبب ہے ---------- 153
❀ اہل وعیال کو تعلیم دینا اور دین پر چلانا ---------- 153
❀ شوہر و بیوی کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا ---------- 155
❀ اختلاف یا ناراضگی ناگزیر ہے ---------- 159
❀ ناحق غصہ ہر شر اور برائی کا مجموعہ ہے ---------- 160
❀ زوجین میں اختلاف کو ہوا دینا بڑا گناہ ہے ---------- 163
❀ میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کا فتنہ ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے ---------- 165
❀ بیوی پر شوہر کے حقوق ---------- 165
❀ ایک اہم مسئلہ ---------- 169

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِیْنُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہُ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ.

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ.))

﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾(آل عمران:۱۰۲)

﴿ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ ﴾

(النساء: ۱)

﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ ﴾(الاحزاب: ۷۰تا۷۱)

عصر حاضر میں بے حیائی اور فحاشی کا سیلابی ریلا عفت وعصمت کے تمام بند اور شرم

وحیاء کے سب حدود و قیود توڑنے کی خاطر کیل کانٹے سے لیس ہو کر مسلم معاشرے کے فساد میں مصروف یلغار ہے اور مسلمان عورت خاص طور سے اس کا ہدف ہے۔ اس وقت اُمت مسلمہ ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جس کے ایک طرف بے حیائی، فحاشی اور عریانی کا سیلابی ریلا ہے تو دوسری طرف دین اسلام کی پاکیزہ تہذیب و تعلیم اور ثقافت ہے۔ اب ان دونوں راستوں میں سے اسے ایک کا انتخاب کرنا ہے:

﴿فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ (یونس: ۱۰۸)

مغربی ذرائع ابلاغ اور بے دین بلکہ لادینی حکومتوں کی کوشش ہے کہ اُمت مسلمہ تہذیب مغرب کی پیروکار بن کر ذلت ورسوائی اور گمراہی وضلالت کے گہرے سمندروں میں غرق ہو جائے اور اس کے برعکس اسلام پسند، مخلص لوگ ملت اسلامیہ کو اسلامی رنگ میں رنگنے کے لیے کوشاں ہیں:

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ (البقرہ: ۱۳۸)

دورِ حاضر میں غیر مسلم اقوام ملت اسلامیہ کی بیٹیوں کو برسر بازار لانے اور ان کی عفت وعصمت اور شرم وحیاء کی چادر کو تار تار کرنے کے لیے دن رات مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی تہذیب، ثقافت اور کلچر کو کئی ذرائع سے مسلمانوں کے گھروں میں داخل کر دیا ہے۔ آج مسلمان بیٹیاں بلا ستر وحجاب غیر محرموں کے بازوؤں میں کھیل رہی ہیں۔ عبادات سے یکسر غافل اور آدابِ شرعیہ سے عاری ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ انھیں نکاح کے مقدس رشتے، حسن معاشرت کے آداب شرعیہ اور احکامات اسلامیہ ضروریہ سے باخبر کر کے ان کی عفت وعصمت کو ایک مقدس قلع میں محفوظ و مامون کر دیا جائے۔

''نکاح اور حسن معاشرت سیرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں'' اپنے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ کتاب کے مؤلف عرب وعجم کے مشہور سکالر فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس مدرس حرم مکی واُستاذ الحدیث جامعہ اُمّ القریٰ مکہ مکرمہ (کثر اللہ أمثالہ فی علماء المسلمین) ہیں۔ جنھوں نے اپنے وسیع تر مطالعہ اور موجودہ حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ کتاب میں موجود آیات واحادیث کی تصحیح ونظر ثانی وتصمیم اور پروف ریڈنگ مؤلف کتاب مفتی حرم ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ کے حکم پر ہمارے انتہائی قابل احترام بھائی حافظ حامد محمود الخضری رفیق ادارہ انصار السنہ نے کی۔ یہ کتاب نکاح اور حسنِ معاشرت کے مسائل وآداب پر ایک نہایت عمدہ مجموعہ ہے جو کتاب وسنت کے دلائل قاطعہ اور براھین ساطعہ سے مزین ومرصع ہے، ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے لؤلؤے متناثرہ اور ازھار منتشرہ کو یکجا کر کے مسلمان مرد وعورت کے لیے ایک گلدستہ تیار کر دیا ہے۔ جس کی خوشبو کی مہک سے وہ اپنے دل ودماغ کو معطر اور اپنے ایمان واسلام کو جلا بخش سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ مسلم معاشرے کے مرد وزن کو اس کتاب سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق ارزانی فرمائے اور نجات کا ذریعہ اور کامیابی کا وسیلہ بنائے۔ اور قیامت کے دن اس کے مؤلف، مخرج، ناشر جناب ابومؤمن منصور احمد حفظہ اللہ ''مالک اسلامی اکادمی، لاہور'' اور اس پر عاملین کے لیے توشۂ آخرت اور فوز وفلاح کا زینہ بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

مدیر: ادارہ انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور

موافق ۱/۹/۱۴۳۲ھ

2-8-2011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ.))

اللہ رب العالمین نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست مبارک سے پیدا کیا پھر انہیں کے ذریعہ ان کی بیوی حواء کو پیدا کیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ① ﴾

(النساء: ۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور بہت سی عورتوں کو پیدا کیا، اس اللہ سے ڈرو جس سے اپنی حاجات طلب کرتے

ہو، اور صلہ رحم کا خیال رکھو، بیشک اللہ تمہارا نگہبان ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عورتوں کے متعلق میری وصیت لے لو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، پسلیوں میں سب سے اوپر کی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے، اگر تم اسے سیدھی کرنے کی کوشش کروگے تو توڑ دوگے، اور اگر ٹیڑھی رہتے ہوئے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو تو اسی حالت میں چھوڑ دو۔''❶

اس آیت اور حدیث میں مرد اور عورت کے ایک جان ہونے کی نصیحت ہے، کیونکہ انسانیت کی اصل ایک جان اور ایک باپ ہے، اسی کو یاد دلا کر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، تا کہ ایک دوسرے سے رحمت وشفقت کا سلوک کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مُضر کے وفد کی حالت زار کو دیکھ کر اس آیت کریمہ کو پڑھ کر خطبہ دیا تھا اور لوگوں کو ان کی مدد کی ترغیب دی تھی۔ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ فَجَاءَ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرٍ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾ الى آخر الآية، ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾ (النساء: ۱) والآية التي في الحشر: ﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا

❶ صحیح بخاری: ۴۴۷/۶، حدیث نمبر: ۳۳۔ صحیح مسلم: ۱۰۹۱/۲، حدیث نمبر: ۱۴۶۸.

اللّٰہَ ﴾ (الحشر الآیۃ:۱۸)۔)) [1]

''جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم دن کے شروع اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، اس وقت مضر قبیلے کے کچھ لوگ آئے جو اون کی چادروں سے جسم ڈھانکے تھے، تلواروں کو لٹکائے ہوئے، ان کی حالت زار کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا، کیونکہ ان کے اوپر فقر وفاقہ کے آثار نمایاں تھے، آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوئے پھر نکلے اور بلال رضی اللہ عنہ کو کہا، انہوں نے اذان دی، اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ پڑھائی، پھر آپ نے خطبہ دیا، یہ آیت پڑھی: اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے، آخر آیت تک پڑھی، اور پھر سورحشر کی یہ آیت پڑھی کہ اللہ سے ڈرو، اور ہر ایک دیکھ لے کہ کل قیامت کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ پھر آپ نے صدقہ وخیرات کی ترغیب دی کہ ایک کوئی ایک دینار صدقہ کرے، ایک درہم، ایک کپڑے اور ایک صاع گیہوں اور کھجور کا صدقہ کرے یہاں تک فرمایا کہ کوئی آدھی کھجور ہی کا صدقہ کرے، تو سب نے حسب استطاعت لاکر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔

اس انسان کی افزائش نسل کے لئے اللہ تعالی نے عورت اور مرد کے لئے نکاح کو مشروع فرمایا، بلکہ فطری طور پر ہر ایک کو دوسرے کے لئے مجبور کر دیا، کیونکہ دونوں کے اندر ایک ایسی خواہش رکھ دی ہے جس کی بنا پر دونوں ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہوسکتے، اس خواہش کے اتمام کو نسل اور اولاد کے وجود اور اضافہ وافزائش کا

---

[1] صحیح مسلم: ۷۰۴، حدیث نمبر: ۱۰۱۷.

ذریعہ بنایا۔

اسی طرح تمام ذی روح میں سے نر و مادہ بنا کر ایک کو دوسرے کا فطری طور پر خاص خواہش کے اہتمام کے لئے محتاج کر دیا، اس ضرورت پر مجبور کر کے سب کی افزائش و پیدائش کا سلسلہ جاری کیا۔ یہی نہیں بلکہ تمام زندہ کائنات یعنی نباتات وغیرہ میں نر و مادہ بنایا:

﴿وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْکِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ ﴾ (الزخرف:۱۲)

''جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے، اور تمہارے لئے کشتیاں بنائیں اور چوپائے جانور پیدا کئے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔''

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴾

(الانعام:۳۸)

''اور جتنی قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں، اور جتنی قسم کے پرند ہیں، جو اپنے دونوں پروں سے اڑتے ہیں، ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو تمہاری طرح امت نہ ہوں۔''

﴿وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴾

(الذاریات:۴۹)

''اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یَذْرَؤُکُمْ فِیْهِ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١١﴾ (الشوریٰ: ١١)

''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسا کوئی نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى﴾ (طٰہٰ: ۵۳)

''اسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے بنائے ہیں اور آسمانوں سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر اس بارش سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم پیدا کرتے ہیں۔''

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٧﴾﴾

(الشعراء: ۷)

''کیا انہوں نے زمین پر نظریں نہیں ڈالیں کہ ہم نے اس میں ہر طرح کے نفیس جوڑے کس قدر اگائے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں حیوانات ونباتات کے پیدا کرنے کا ذریعہ پانی کو بنایا۔ انسانوں، جنوں اور جانداروں کے پیدا کرنے کا وہ پانی نطفہ کی شکل میں ہوتا ہے، اس میں اختلاف نہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾﴾

(الانبیاء: ۳۰)

''کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا، اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔''

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے نر و مادہ کے درمیان ایک فطری تعلق کے ذریعہ اس زمین کی آبادی اور اس میں ہر جنس ونوع کے مخلوقات کی بقاء اور افزائش کا ذریعہ بنایا ہے۔

انس وجن کے علاوہ تو تمام مخلوقات صرف عبادت رب اور حکم رب کے تابع ہیں انہیں فطرت سے اختلاف کا اختیار نہیں۔ البتہ انس وجن کو اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے ابتلاء وآزمائش کے لئے فطرت سے اختلاف کا اختیار دیا ہے، اسی اختیار کی بنا پر ان دونوں کے لئے جنت وجہنم، عذاب وثواب، انعام وانتقام کا وعدہ اور وعید فرمایا۔

زیر نظر کتاب کا نام ''نکاح اور حسن معاشرت، سیرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں'' ہے۔ اس کتاب کو میں نے ایک خاص مناسبت کی بنا پر کچھ وقت نکال کر تیار کیا ہے، مناسبت یہ ہے کہ ہمارے محترم دوست سید عبدالجلیل آف حیدرآباد رسلمہ اللہ نے مجھے اپنی دختر سلمہا کی شادی میں شرکت کی دعوت دی، جن کی شادی ہمارے محترم دوست مولانا محمد عبدالہادی عمری مقیم برطانیہ کے فرزند ارجمند عبدالفتاح سلمہ سے بتاریخ ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۰ء ہو رہی ہے، تو دل میں آیا کہ اس موقع پر شادی اور اس کے شرعی آداب سے متعلق سیرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اردو زبان میں کچھ جمع کردیا جائے تا کہ اس پر فتن دور میں جہاں کہ اخلاق واحترام کی دن بدن کمی ہو رہی ہے، میاں بیوی کے تعلقات اسقدر استوار نہیں ہوتے جس طرح اللہ نے چاہا ہے اور جس طرح محبوب الٰہی نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ اپنے تعلقات رکھے تھے۔

نیز شادی کے موقع پر اس کتاب کی طباعت کے بعد کافی تعداد میں تقسیم بھی کی گئی۔

ہمارے نوجوان ازدواجی زندگی میں تلخی وترشی سے دور رہ کر سیرت رسول کی روشنی میں ایک مسلمان گھر آباد کریں جس کے سائے میں صالح اور رحم وکرم میں پلی ہوئی رحم وکرم کی عادی اولاد پیدا ہوں اور بڑے ہوکر اس دنیا میں امن وامان قائم کریں۔

اللہ رب العزت اسے اپنے لئے خالص بنائے اور پڑھنے سننے والوں کے لئے باعث نصیحت بنا کر میرے لئے اور میرے والدین، اساتذہ وشیوخ کے لئے اجر کا باعث بنائے، آمین۔

وصی اللہ بن محمد عباس

۲رمحرم ۱۴۳۲ھ موافق ۹ردسمبر ۲۰۱۰ء

باب نمبر ۱

نکاح اور سسرالی رشتہ

نکاح اور سسرالی رشتہ اللہ رب العزت کی بڑی قدرت کا مظہر ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ﴾ (الفرقان: ۵۴)

''وہ اللہ ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتہ والا کر دیا۔''

اللہ کی قدرت یہ ہے کہ ایک نطفہ کے ہزاروں جزء میں سے ایک جزء سے ایسا انسان پیدا کیا جس میں سکیڑوں اعصاب اور رگیں اور ہڈیاں اور مختلف قسم کے گوشت کے ٹکڑے اور چمڑا، بال، ناک ونقشہ بنایا، دل اور گردے کے اسرار ورموز پر مشتمل اجزاء بنائے، اور پھر اس کو اپنی قدرت سے ماں کے نطفے سے ملایا، کھانے پینے کے راستے اور اس کے لئے دانت وزبان بنائے، انسان کے بطن کے عجیب وغریب نقشے اور پرزے بنائے، آنکھ، ناک، کان کے محیر العقول اعضاء بنائے، دماغ کی باریک سے باریک خلقت یقیناً رب قادر کی ذات پر شاہد ہے، اسی طرح اس نطفے میں سے کسی کو نر اور کسی کو مادہ بنایا، اور ان دونوں میں ہر ایک کی فطری وراثت اور دونوں کے خاندان کے خصائص سے متعلق انسان اگر دقت اور باریک بینی سے سوچے تو اس کا دماغ چکرا جائے گا کہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ ان مختلف اخلاق واوصاف کو اس نطفے سے پیدا کرتا ہے۔ ﴿ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴾

پھر ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کے بچے کس قدر مختلف شکل وصورت اور مختلف

عادات واطوار کے ہوتے ہیں، کچھ باپ کی نسبت سے دادا، پردادا کی شکل واخلاق کے ہوتے ہیں اور کچھ ماں کی نسبت سے ماموں اور نانا وپرنانا کے اخلاق واشکال کے ہوتے ہیں۔ بے شک اللہ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے کہ انسان کے مواد تخلیق جن میں چند بے جان مادے تھے جن کو رب قدیر نے ترکیب دے کر ایک حیرت انگیز ہستی بنا کر کھڑی کر دی جس کو انسان کہا گیا اور اس کے اندر احساسات، جذبات، شعور، عقل وفہم، سوچ اور تخیل کی عجیب قوتیں پیدا کر دیں، اور پھر اس کے اندر سلسلۂ نسل کے لئے پانی کو ذریعہ بنایا اسی پانی کے نطفہ کو ایک دوسرے کی طرف میلان کا اصل سبب بنایا۔

اور پھر اسی ایک مادہ تولید سے دو صنف مرد اور عورت بنائے، اور اس تناسب کے ساتھ کہ آگے چل کر میاں اور بیوی بن سکیں۔ تاریخ میں ایسا نہیں سنا گیا کہ کسی قوم میں صرف مرد ہی مرد پیدا ہوں، یا پھر صرف عورتیں ہی عورتیں پیدا ہوں۔ یقیناً یہ ایک ایسے خالق کا کرشمہ ہے جو بے مثل اور بے پایاں قدرت کا مالک ہے۔

نکاح کی تعریف

نکاح کی تعریف یہ ہے کہ وہ عقد شرعی جس کی بنا پر شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے سے شہوت پوری کرنا جائز ہوجائے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث سے اس تعریف کی دلیل ملتی ہے:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ.)) [1]

---

[1] صحیح مسلم: ۲/۸۸۹، حدیث نمبر: ۱۲۱۸۔ یہی روایت سنن ابی داؤد، ص: ۲۹۱، حدیث نمبر: ۱۹۰۵ اور سنن ابن ماجہ، ص: ۵۲۱، حدیث نمبر: ۳۰۷۴ میں "اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ" کے لفظ سے آئی ہے۔

''کہ عورتوں کے حق میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت اور
امان دے کر لیا ہے، اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم اور شریعت سے
حلال کیا ہے۔''

شادی فطری رشتہ ہے

اللہ رب العزت نے اس انسان کو پیدا کیا اور وہی جانتا ہے کہ کیا چیز اس کی مصلحت میں ہے اور کس چیز سے اس کے اندر فساد پیدا ہوگا۔ اسی لئے اس رب رحیم نے انسان کو اس زمین پر زندگی گذارنے کے لئے اسے اس کی عقل کے بھروسے نہیں چھوڑا، بلکہ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ نے تمام انبیاء کو اپنی عبادت کے طریقوں اور زندگی کے سلیقوں کو سکھانے کے لئے بھیجا۔ آدم اور ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ﴾ (طٰہٰ:۱۲۳)

''فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن
ہو، اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری
ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا اور نہ بد بخت ہوگا۔''

تو جس طرح اللہ نے تمام انسانوں کو عبادت، صلاۃ و زکوۃ کے طریقے بتائے اسی طرح انہیں نکاح و شادی کے احکام بھی بتائے۔ جس قوم نے ان آداب و احکام کو برتا، ان پر عمل کیا، وہ دنیا میں بڑھتے پھلے اور خوشحال رہے اور جنہوں نے ان کی مخالفت کی وہ دنیا ہی میں اس مخالفت کی سزا پا گئے۔ اور آخرت کا عذابِ شدید تو ان کا انتظار ہی کر رہا ہے۔

اسی شہوت کو پوری کرنے کے لئے جب قوم لوط نے غلط طریقہ اختیار کیا تو اللہ

تعالیٰ نے ان کو ان کی بستیوں سمیت اوپر اٹھا کر نیچے کی طرف پھینک کر ہلاک کر دیا۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ﴾ (ھود: ۸۲تا۸۳)

''پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا، ہم نے اس بستی کو زیر و زبر کر دیا، اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کنکر یلے پتھر برسائے۔''

شرعی نکاح اور شادی کے بغیر شہوت رانی نسل انسانی کا قتل وفنا ہے۔ جن قوموں نے عورت کی آزادی کے نام پر اس کو گھر سے باہر نکال کر آوارگی دے دی، ان کے یہاں نکاح کے مقدس رشتے کا کوئی احترام نہیں، اگرچہ وہ لوگ شکلی اور صوری طور پر شادی بھی کر لیں تو ان کے اپنے خود ساختہ قانون میں عورت کی آزادی کا تقاضا یہ ہے کہ کسی دوسرے مرد سے راہ ورسم رکھنے سے اسے روکا نہیں جا سکتا، اسی طرح مرد بھی اپنی شہوت کو کسی اور عورت سے پوری کرنے میں آزاد ہے۔ ایسے حالات میں یقینا شرعی نکاح کی خوشگوار زندگی، آزاد زندگی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی، گندی اور گھناؤنی زندگی گذارنے کی عادی قوموں میں شادی کا رشتہ بھی کم ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے اجتماعی مفاسد پیدا ہوئے، خاندانی بندھن کمزور ہو کر ناپید ہوا جا رہا ہے۔

نکاح کا شریف رشتہ انبیاء ورسل کی سنت ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ ﴾

(الرعد: ۳۸)

''یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان کے لئے بیویاں اور اولاد بھی ہم نے دی۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ، وَتَزَوَّجُوْا فَإِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْأُمَمَ، وَمَنْ کَانَ ذَا طُوْلٍ فَلْیَنْکِحْ وَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَعَلَیْهِ بِالصِّیَامِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ.)) (1)

''یعنی نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں، شادی کرو کیونکہ میں تمہاری افزائش اور بڑھوتری پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا، جو صاحب استطاعت ہو تو شادی کر لے اور جس کو مالی استطاعت نہ ہو تو وہ صوم رکھے کیونکہ صوم اس کی شہوت کو توڑ دے گا۔''

بیوی، بچوں اور پوتوں کا ہونا اللہ کی بڑی نعمت ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ (النحل:۷۲)

''اللہ ہی نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنائے، اور پاک اور اچھی چیزوں کی روزی دی۔''

(1) سنن ابن ماجه، ص: ۳۲۱، حدیث نمبر: ۱۸۴۶.

نکاح اللہ رب العزت کی نشانیوں میں سے ہے

ارشاد فرمایا:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱﴾(الروم: ۲۱)

''اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم اس کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

یقیناً میاں بیوی کے بنانے میں اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں، نکاح کے ذریعہ دونوں کے درمیان ایسی محبت پیدا کردیتا ہے، اور اس قدر جذبہ رحمت وشفقت دونوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ جو مرد اور عورت کبھی ایک دوسرے سے مانوس ومتعارف نہ تھے دونوں کو شادی کے بعد ایسا کردیتا ہے کہ دونوں ایک جان دو قالب کی طرح ہوجاتے ہیں، مرد عورت کا خادم اور عورت مرد کی لونڈی کی طرح ہوجاتی ہے، ہر ایک دوسرے کی خدمت اور خوشی میں اپنی خوشی اور سعادت سمجھنے لگتا ہے۔ کیونکہ فطری طور پر اللہ خالق اور قادر نے ان کو ایسا مجبور کردیا ہے کہ ہر ایک اپنے فطری تقاضوں کو دوسرے کے جسم میں پائے، اور دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہوکر پوری زندگی کو گذارنے کا تہیہ کرلیں اور ایسی محبت مطلوب الٰہی ہے کہ اس رشتے سے دونوں الگ نہ ہوں اور اگر ایک جان دو قالب کی محبت کا وجود نہیں ہوا یا کبھی رہا ہو لیکن اس رابطہ و

تعلق میں دراڑ پڑ گئی ہو تو رب رحیم نے اس شگاف اور دراڑ کو ختم کرنے کی کوشش کا حکم دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ (النساء:۳۵)

''اور اگر میاں بیوی میں اختلاف کا ڈر ہو تو دونوں کی طرف سے صلح کرانے والوں کو بھیجو، اگر وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اللہ دونوں کے اختلاف کو ختم کر دے گا، اللہ جاننے اور خبر رکھنے والا ہے۔''

ایک دوسرے کی بے سبب جدائی اللہ کو پسند نہیں، اسی وجہ سے اختلاف مابین الزوجین کے وقت بھی اللہ نے صلح کرانے کا حکم دیا اور طلاق کے شروط و آداب کو حکیم وخبیر رب نے ایسے انداز پر مشروع فرمایا ہے کہ اگر مسلمان ان کو بجا لائے تو شاید طلاق کے واردات کم سے کم ہو جائیں۔

خطبہ (منگنی)

منگنی کہتے ہیں کسی عورت یا ولی کے ذریعہ کسی عورت سے شادی طلب کرنے کو۔ خطبہ کی مشروعیت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے ایک درج ذیل ہے:

((عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى مَا يَدْعُوْ اِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ.)) [1]

[1] سنن ابو داؤد: ۵۶۵/۲، حدیث نمبر: ۲۸۰۲۔ المشکاۃ، حدیث نمبر: ۳۱۰۶.

''اگر کوئی کسی عورت سے منگنی کرے تو اگر وہ اسے دیکھ سکتا ہے جس کی وجہ سے نکاح میں رغبت ہو تو دیکھ لے۔''

شادی کرنے کا حکم شرعی

فرمان الٰہی ہے:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ﴾ (النساء:٣)

''عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں، تم ان سے نکاح کرلو، دودو، تین تین، چار چار سے۔ مگر تمہیں اگر عدل وانصاف نہ کرسکنے کا خوف ہو تو صرف ایک ہی شادی کرو، یا لونڈی رکھو۔''

اسی طرح احادیث میں بھی شادی کی ترغیب آئی ہے، بلکہ اس کا حکم ہے، اور اللہ ورسول کا حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے، اگر کوئی دوسری دلیل اس کے خلاف نہ ہو، نیز واجب کو چھوڑنے سے آدمی گنہگار ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.)) [1]

''یعنی ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ہم غریب وفقیر تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو بیوی کو بسانے

[1] صحیح بخاری: ۹/ ۱۳۹، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباء ة فلیصم، حدیث نمبر:۵۰۶۶.

اور کھلانے پلانے کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کر لے، کیونکہ شادی سے اس
کی نظر نیچی رہے گی، اور شرمگاہ کی حفاظت ہوگی، اور جو شادی کی مالی
طاقت نہیں رکھتا وہ صوم رکھے، صوم سے اس کی شہوت کو سکون ملے گا۔''

اس حدیث میں شادی کا حکم ہے، نیز شدت شہوت کی تسکین کے علاج کا بھی ذکر ہے، کہ جو شادی کی مالی طاقت نہیں رکھتے وہ روزے سے اپنی خواہش کو تسکین دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشت زنی سے شہوت کو کم کرنے کا حیلہ و بہانہ ناجائز ہے۔ نیز مشت زنی جائز بھی نہیں کیونکہ یہ فعل اللہ کے اس قول اور مومنین کی صفات کے خلاف ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ ﴾ (المومنون:۵تا۷)

''اور وہ لوگ (مومن ہیں) جو اپنی شرمگاہوں کو بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ سے محفوظ رکھتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے حفاظت نہ کرنے سے ان پر کوئی ملامت نہیں، اس کے علاوہ دوسرا طریقہ استعمال کرنے والے اللہ کی حد سے تجاوز کرتے ہیں۔''

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ شادی کر کے بیوی اور لونڈیوں کے علاوہ سے شہوت پوری کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ [1]

اسی طرح دواؤں کے ذریعہ شہوت کا ختم کرنا یا اپنے کو خصّی کر لینا بھی جائز نہیں۔ اور جنھوں نے بیویوں سے الگ رہنے یا شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس ارادے کا علم ہوا تو آپ نے ان سے براءت کا اظہار

فرمایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.

قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا.

فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) ❷

''یعنی تین افراد نے ازواج مطہرات کے پاس آ کر نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا، جب انہیں بتایا گیا تو ان لوگوں نے آپ کے عمل کو کم سمجھا، اور کہا کہ ہم کہاں اور آپ کہاں؟ اللہ تعالی نے آپ کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات بھر صلاۃ ہی پڑھوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزانہ صوم ہی رکھوں گا، تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی شادی نہ کروں گا۔

جب آپ ﷺ آئے، آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسی

❶ مستدرک الحاکم: ۲/۱۹۳.

❷ صحیح بخاری: ۹/ ۱۲۹، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح بقوله تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء، حدیث نمبر: ۵۰۶۳.

ایسی باتیں کہی ہیں، جان لو میں تم سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا اور تقوی والا ہوں، پھر بھی میں صوم رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، رات میں صلاۃ پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جو بھی میری سنت سے بے رغبت ہوگا وہ مجھ سے نہیں۔''

اسی وجہ سے بہت سے علماء نے طاقت ہوتے ہی شادی کرنے کو فرض کہا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی فتنے اور گناہ میں پڑنے کا خطرہ محسوس کرتا ہے تو اس شخص کے لئے شادی فرض ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَ اَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَ الصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَ اِمَآٮِٕكُمۡ‌ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝۳۲﴾

(النور: ۳۲)

''تم میں سے جو غیر شادی شدہ ہیں اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب و نادار ہیں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔''

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: اس آیت میں شادی کرنے اور کرانے کا حکم ہے۔ اور بہت سے علماء نے شادی کی طاقت رکھنے والے پر شادی کو واجب کہا ہے۔ ان کا استدلال اس حدیث رسول سے ہے جس میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی مالی طاقت رکھتا ہے تو وہ شادی کر لے کیونکہ شادی نگاہوں کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جس کو مالی طاقت نہ ہو تو وہ صوم رکھے اس لئے کہ صوم اس کی شہوت کو توڑ دے گا (یہ حدیث گذر چکی) (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۹۴)

اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جن میں شادی اور تکثیر اولاد کی کوشش کا حکم ہے۔ اس لئے نوجوانوں کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو جلد ہی شادی کرنے کی کوشش کریں، لڑکا اور لڑکی دونوں کو یہ حکم ہے۔

بہت سے طلبہ اور طالبات اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بہانے شادی میں تاخیر کرتے ہیں، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ شادی کو امت محمد ﷺ نے سنت رسول کے خلاف بہت ہی مشکل کام بنا دیا ہے، مہر اور دوسرے لوازمات کثیرہ کی بنا پر عام آدمی اسے سوچ نہیں پاتا، لیکن ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے والدین ان کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں پھر بھی تعلیم کے بہانے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے کوئی عذر نہیں۔

خصوصاً لڑکیوں کا مسئلہ بہت ہی نازک ہے اس کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے عنفوان شباب ہی میں ان کی شادی کر دینی چاہئے، ہم ایک یونیورسٹی کے اسکالر اور پروفیسر کی حیثیت سے کتنی ایسی لڑکیوں کو جانتے ہیں جن کے والدین اچھے خاندان کے اور دنیاوی اعتبار سے مالدار اور فارغ البال بھی ہیں لیکن ان کی لڑکیاں ۴۰، ۵۰ سال کی ہو رہی ہیں ان کی شادی نہیں ہوئی، مجھ سے خود ایک لڑکی نے شکایت کی کہ اس کے والد ہی اس کی شادی کی راہ میں روڑا بنے ہیں۔ عمر ڈھل گئی، اس عمر میں ایسی لڑکی کو کون قبول کرے گا؟

کچھ ایسی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں جن کو خبط ہوتا ہے کہ میں کوئی سروس کر لینے کے بعد ہی شادی کروں گی، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی ازدواجی زندگی خوشگوار نہیں ہوتی، شادی کرنے کے بعد بھی انہیں سکون ورحمت ومودت نہیں ملتی، کیونکہ عورت اور مرد کی سعادت ہر ایک کے اپنے وظیفہ اور عمل کی تکمیل میں ہے۔ عورت گھر کا انتظام کرے

اور مرد کما کر لائے۔ اور اسے کھلائے پہنائے۔

اونچی تعلیم کی رغبت اور اونچی سروس حاصل کرنے کی ہوس نے کتنے لڑکوں اور لڑکیوں کو ضائع کر دیا ہے، بہت سی لڑکیوں کے بارے میں خصوصا رونا آتا ہے کہ اللہ کی تمام نعمتوں کے باوجود وہ شوہر کی نعمت سے محروم ہیں۔

کون خوشحال ہے اس دنیا میں گوہر کے سوا
سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے شوہر کے سوا

شادی غربت اور افلاس کو دور کرنے کا سبب ہے

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ﴾ (النور: ۳۲)

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے شادی کا حکم دے کر آزاد اور غلام سب کو شادی کا حکم دیا ہے، اور فراخیٔ رزق کا وعدہ بھی کیا ہے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نکاح کے حکم میں اللہ کا کہنا مانو، تمہیں مالدار کرنے کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے گا، کیونکہ اللہ کا کہنا ہے: ﴿ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ﴾ ''اگر وہ مفلس ہوں تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم کے ذریعہ انہیں مالدار بنا دے گا۔''

عبداللہ بن مسعود کا کہنا ہے: شادی کے ذریعہ فراخی رزق تلاش کرو، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ﴾ اسی طرح امام بغوی نے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۹۴)

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین قسم کے لوگوں

کی مدد کرنے کو اللہ نے اپنے اوپر حق بنالیا ہے، اللہ کی راہ میں کلمۃ اللہ کی بلندی کے لئے جہاد کرنے والے کی، اس غلام کی جس نے اپنے مالک سے مقدار مخصوص مال کی ادائیگی پر آزادی کے لئے لکھا پڑھی کرلی ہے اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہے، اور اس شادی کرنے والے کی جو عفت و پاکبازی کے لئے شادی کرر ہا ہے۔ ❶

خاطب ومخطوبہ (منگیتر لڑکی اور لڑکے) کو آپس میں دیکھنا

آدمی جس عورت سے شادی کی نسبت کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے شادی کی نیت سے عورت کا دیکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس عورت کو دیکھنے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں معلوم ہوتا ہے۔ ❷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے آکر بتایا کہ اس نے ایک انصاریہ سے شادی کا پیغام دیا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاکر اسے دیکھ لو، کیونکہ انصار کی آنکھ میں کوئی خاص بات ہے۔ ❸

فائدہ: اس خاص بات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انصار کی آنکھوں میں نیلا پن ہوتا ہے، یا ان کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ ❹

---

❶ سنن الترمذی، ص: ۳۸۸، فضائل الجهاد، باب ماجاء فی المجاهد والناكح والمكاتب وعون الله اياهم۔ سنن النسائی: ۲۱/۶۔ سنن ابن ماجه، کتاب العتق، باب المكاتب۔ صحیح ابن حبان: ۳۳۹/۹۔ السنن الكبرى للبيهقی: ۷۸/۷۔ وانظر غاية المرام للالبانی: ۱۴۲.

❷ المغنی لابن قدامة: ۴۸۹/۹۔ الافصاح لابن هبيره: ۱۱۱/۲.

❸ صحیح مسلم: ۲۱۰/۹.

❹ شرح مسلم للنووی: ۲۱۰/۹.

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ایک عورت خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہو کر کہنے لگی: کہ اللہ کے رسول! میں اپنے کو آپ کے لئے ہبہ کر رہی ہوں، تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا، پھر آپ نے اپنا سر نیچے کر لیا، جب اس بی بی نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو بیٹھ گئی، تو ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اس سے میری شادی کر دیں۔ ❶

منگنی کی خاطر بغیر اجازت کے دیکھنا

اگر کوئی شخص مخطوبہ (منگیتر) کو اس کی جازت کے بغیر بھی دیکھنا چاہے تو چھپ چھپا کر بھی دیکھ سکتا ہے، لیکن کم از کم اس کے اولیاء امور کو خبر ہو ورنہ اس کے ورے فساد بھی بر پا ہو سکتا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی کسی عورت کی منگنی کرے تو اسے دیکھ سکے تو ضرور دیکھ لے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ بنوسلمہ کی ایک لڑکی سے میں نے منگنی کی تو اس کو چھپ کر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا آخر ایک دن اسے دیکھ لیا۔ ❷

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شادی کا ارادہ کیا، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: کہ جاؤ، اسے دیکھ لو اس لئے کہ اس سے مزید محبت اور اتفاق کا امکان ہے، چنانچہ انہوں نے دیکھا اور شادی کی، اور کہہ رہے تھے کہ

---

❶ صحیح بخاری مع الفتح: ۱۸۰/۹۔ صحیح مسلم بشرح النووی: ۲۱۱/۹.

❷ مسند احمد: ۳۳۲/۳، ۳۶۰۔ مسند ابی داؤد: ۲۲۹/۲، حدیث نمبر ۲۰۸۲۔ یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

آپس میں محبت واتفاق ہے۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ اجنبی عورت کو قصداً عام حالات میں دیکھنا منع ہے کیونکہ وہ شر وفساد کا سبب ہوسکتا ہے، لیکن شادی مرد اور عورت کے درمیان ساتھ زندگی گذارنے کا عقد وعہد ہے اس لئے اس مصلحت کے تحت صرف اسی نیت سے دیکھنا جائز ہوگا، اس کے علاوہ دیکھنے والے کی نیت کو اللہ ہی جانتا ہے وہی اس کا اچھا یا برا بدلہ دے گا۔

عورت کا خطبہ دینے والے مرد کو دیکھنا

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((اِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ.)) [2]

''بے شک عورتیں مرد کے ہم مثل ہیں۔''

اس وجہ سے ہر وہ چیز جو مردوں کے لئے جائز یا واجب ہے وہ عورتوں کے لئے بھی ہے، اور جو چیز مردوں کے لئے حرام یا ممنوع ہے وہ عورتوں کے لئے بھی ہے، اِلّا یہ کہ دونوں جنسوں کے لئے اللہ ورسول کا کوئی خاص حکم ہو۔

دوسری بات یہ بھی یاد رہے کہ قرآن وسنت میں عام احکام میں مرد مخاطب ہوتے ہیں مگر ان میں عورتیں بھی داخل ہوتی ہیں تو جن احادیث میں مرد کو مخاطب کیا گیا ہے کہ مخطوبہ کو دیکھ لے ان احادیث میں حکماً عورتیں بھی شامل ہیں، اس لئے جس طرح مردوں کو عورتوں کا خطبہ میں دیکھنا جائز ہے بعینہ اسی طرح عورتوں کا منگنی کے وقت مرد کو دیکھنا جائز ہے۔ اس قسم کے مواقع عام غض بصر کے حکم سے مخصوص ہوں

---

[1] سنن ابن ماجه، ص: ٣٢٣، كتاب النكاح، باب النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها.

[2] صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ٢٣٣٣.

گے۔ فقہاء کی بڑی جماعت نے واضح طور پر بصراحت اس کو جائز کہا ہے۔ ❶ اس لئے عورت کو حق ہے کہ نیک شوہر کے اختیار کے ساتھ اچھی شکل وصورت کا شوہر بھی اختیار کرے۔ اس کی واضح دلیل جمیلہ بنت ابی سلول کا ثابت بن قیس سے خلع لینے کا قصہ ہے۔ ❷ یہ حدیث اگرچہ اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن اس کی تائید صحیح بخاری کی روایت سے ہوتی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا اَعْتِبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰكِنِّي لَا أُطِيْقُهُ.)) ❸

''میں ثابت کے دین اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں پاتی لیکن میں انہیں برداشت نہیں کرسکتی۔''

ممکن ہے اس کے ساتھ بعد میں مارنے کا بھی واقعہ ہوا ہو تو اس کی بھی شکایت ہوئی اور پھر خلع کا واقعہ واقع ہوا ہو۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ مار کر ان کا کوئی عضو توڑ دیا تھا، اس کے بعد انھوں نے آ کر شکایت کی۔ ❹ اور جب مقصد نکاح یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں، تو دیکھ کر پسند کرنے ہی سے یہ مقصد پورا ہوسکتا ہے۔

عورت اور مرد منگنی کے وقت جسم کے کس حصہ کو دیکھ سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے ظاہری جسم کو دیکھ سکتا ہے، مرد کا چہرہ

---

❶ حاشیة ابن عابدين: ٣٧٠/٦۔ روضة الطالبين: ٢٠/٧۔ مغنی المحتاج: ١٢٨/٣۔ كشاف القناع: ١٠/٥۔ مواہب الجليل: ٤٠٥/٣.

❷ دیکھیں: صحیح بخاری: ٦٠/٧، حدیث نمبر: ٥٢٧٥۔

❸ سنن ابن ماجه: ٢٠٨/٢، حدیث نمبر ٢٠٥٧. اس میں یہ لفظ ہے: ''وَكَانَ رَجُلًا دَمِيمًا'' ''یعنی ثابت بن قیس اچھی شکل کے نہ تھے۔''

❹ سنن ابی داؤد: ٤٣٣:٣، نمبر حدیث: ٢٢٢٨.

اور ہاتھ پیر، مگر عورت کا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کیونکہ عرف میں عام طور پر انہیں دونوں اعضاء کے دیکھ لینے سے مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ یا اگر مزید دیکھنا ہوتو دونوں پیروں کو دیکھ سکتا ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھ سکتا ہے۔ ❶

چہرہ اور ہتھیلی کے ساتھ دونوں پاؤں کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ یہ قول امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے۔ ❷

اس مسئلے میں ائمہ کے مختلف اقوال ہیں:

ابن حجر کہتے ہیں: کہ جمہور علماء کا کہنا ہے کہ منگنی کرنے والے مرد کو منگیتر کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ کوئی اور عضو نہ دیکھے۔

امام اوزاعی کہتے ہیں: کہ شرم گاہ کے علاوہ جہاں اور جسم کے جس عضو کو دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں: کہ آگے پیچھے کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتا ہے۔

امام احمد سے تین اقوال منقول ہیں:

پہلا قول جمہور علماء کے مطابق ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عام طور پر جو اعضاء کھلے رہتے ہیں انہیں کو دیکھ سکتا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اسے ننگا کر کے دیکھ سکتا ہے۔ ❸

محلی میں ابن حزم کا قول اس طرح منقول ہے:

”ومن اراد ان یتزوج امراۃ حرۃ او امۃ فلہ ان ینظر منھا متغفلا لھا

---

❶ دیکھیں: الحاوی الکبیر ۹/ ۳۴۔ روضۃ الطالبین: ۷/ ۲۰۔ ۱۹.

❷ بدایۃ المجتھد نھایۃ المقتصد: ۳/ ۱۰۔ حاشیۃ ابن عابدین: ۵/ ۳۲۵.

❸ فتح الباری: ۹/ ۱۸۲.

وغیر متغفل الی ما بطن منها وظهر۔ ولا یجوز ذلک فی امة یرید شراء ها ولا یجوز له ان ینظر منها الا الوجه والکفین فقط لکن یأمر امرأة تنظر الی جمیع جسدها وتخبره۔"[1]

"یعنی جو شخص کسی آزاد عورت یا لونڈی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت یا لونڈی کو سامنے کر کے یا چھپ کر اس کے ظاہری اور باطنی تمام عضو کو دیکھ سکتا ہے، مگر لونڈی کو خریدنے کے لئے صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں ہی کو دیکھ سکتا ہے۔"

امام نووی نے امام اوزاعی کا قول اس طرح نقل کیا ہے: "کہ گوشت کی جگہوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور جو لوگ چہرہ اور ہتھیلیوں ہی کے دیکھنے کے جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ انہیں دونوں کے دیکھنے سے رغبت کا مقصد حاصل ہوتا ہے، کیونکہ چہرہ کو دیکھ کر خوبصورتی یا بدصورتی جانی جاسکتی ہے۔ اور ہتھیلیوں کو دیکھنے سے جسم کی صحت وتازگی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔"[2]

علامہ البانی کی رائے واضح طور پر نہ معلوم ہوسکی کہ کس قول کے مخالف اور کس کے موافق ہے، البتہ ان کی تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خاطب مخطوبہ کے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ اعضاء بھی دیکھ سکتا ہے۔

اور جن لوگوں نے تمام بدن اور شرمگاہ تک دیکھنے کی اجازت دی ہے وہ "الی ما یدعو نکاحها" میں لفظ "ما" کے عموم سے استدلال کرتے ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ (۱/ ۱۵۸) میں اسی لفظ کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ مزید جابر رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ کے افعال سے بھی عموم کا استدلال کیا کہ

[1] محلی: ۱۱/ ۲۲۱.
[2] شرح مسلم للنووی: ۳/ ۵۸۰.

دونوں چھپ کر کے منگیتر کو دیکھتے تھے۔

لیکن چھپ کر دیکھنے سے عموم جسم بلکہ شرمگاہ تک دیکھنے کی دلیل ہرگز نہیں ملتی، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے گھر کے آنگن میں دروازے کے اوٹ سے دیکھا ہو یا کہیں نکلتے راستے چلتے دیکھا ہو، مگر اس کا تصور تو بہت بعید ہے کہ چھپ کر شرمگاہ اور نہاتے وقت پیٹھ یا پیٹ دیکھنے کی کوشش کی ہو، اور محمد بن مسلمہ کی روایت میں ہے کہ میں نے چھپ کر اسے اس کے کھجور کے باغ میں دیکھا۔

کچھ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منسوب فعل سے بھی استدلال کر سکتے ہیں جسے عبد الرزاق صنعانی رحمہ اللہ نے مصنف میں ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کی لڑکی سے شادی کا پیغام دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ابھی چھوٹی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ وہ آپ سے اس کی شادی نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پھر بات کی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا میں اسے آپ کے پاس بھیج رہا ہوں اگر آپ کو پسند آئے تو وہ آپ کی بیوی ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکی کی پنڈلی کھول کر دیکھنا چاہا تو اس نے کہا کہ چھوڑ دو، اگر آپ امیر المومنین نہ ہوتے تو آپ کی گردن پر تھپڑ مار دیتی۔

اس کے بعد اعمش سے یہی روایت ذکر کی ہے، ان کے الفاظ میں ہے کہ اگر آپ امیر المومنین نہ ہوتے تو آپ کی آنکھ پر تھپڑ مار دیتی۔ [2]

تو جان لینا چاہئے کہ یہ روایت صحیح نہیں، ابو جعفر کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ اور نہ علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے۔ علامہ البانی نے راوی کے نام کے دھوکے میں پہلے اس کی

---

[1] سنن ابن ماجہ، ص: ۳۲۴، حدیث نمبر: ۱۸۶۴.

[1] مصنف عبد الرزاق: ۶/۱۶۳.

تصحیح کی تھی کیونکہ ابن حجر نے عمر رضی اللہ عنہ سے محمد بن الحنفیہ کو راوی بتایا تھا۔ دراصل وہ محمد بن الحنفیہ نہیں بلکہ ابوجعفر ہیں۔ ❶

اس لئے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ منگنی کرنے والا عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ مزید اعضاء جسم نہ دیکھے۔ نیز عورت بھی ظاہری اعضاء کے علاوہ اس کے اور کسی عضو کو نہ دیکھے شریعت نے ہر فتنے کا سد باب کیا ہے، اور مخطوبہ کے تمام اعضاء کو دیکھنے کی صورت میں ضروری نہیں کہ خاطب اس سے شادی بھی کر لے، دیکھ کر چھوڑنے کے بعد بہت لمبے چوڑے اور بڑے فتنے کا خطرہ ہے اس طرح دیکھ کر شادی نہ کی تو غیرت بھی اس سلسلے میں لڑکی والوں کو غلط اقدام پر ابھار سکتی ہے۔ اور پھر کمزور دین وایمان کے لوگ منگنی کو تلذذ کا ایک بہانہ بھی بنا سکتے ہیں۔ اور پھر جا کر لوگوں سے بیان بھی کر سکتے ہیں کہ میں نے فلاں کی فلانہ کو مادر زاد ننگا کر کے دیکھا ہے۔

اور پھر عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کوئی ایک واقعہ بھی نہیں ملتا ہے جس سے معلوم ہو کہ کسی نے کسی عورت کو شادی کے لئے اس کے قمیص یا تہبند و پاجامہ کے نیچے کے اعضاء کو دیکھا ہو۔

خود نبی کریم ﷺ کے اس قول مبارک میں بھی اسی کا اشارہ ملتا ہے کہ ''جا کر اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کوئی خاص بات ہوتی ہے۔'' ❷

امام احمد کے اقوال کا بھی ذکر ہو چکا، لیکن کوسج نے مسائل احمد واسحاق بن راھویہ میں روایت کی ہے کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ شادی کی نیت سے مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ((لا بأس به ما لم یکن یری منها محرما))

---

❶ دیکھیں: سلسلة الاحادیث الضعیفه: ۳/ ۴۳۳ـ۴۳۴.

❷ صحیح مسلم مع شرح النووی: ۹/ ۲۱۰.

یعنی کوئی حرج نہیں جب اس کے اس عضو کو نہ دیکھے جس کا دیکھنا حرام ہے۔

اس کے بعد اسحاق بن راھویہ نے اس کی تصویب کی اور محمد بن مسلمہ کی روایت سے استدلال کیا، وہ یہ کہ میں نے ایک عورت کی منگنی کی تو چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا، آخر ایک دن اس کے کھجور کے باغ میں اسے دیکھ ہی لیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ صحابی رسول ہو کر یہ کام کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں کسی عورت سے منگنی کا ارادہ ڈالے تو اس کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

یہ روایت سنن ابن ماجہ، ص: ۳۲۴، نمبر حدیث: ۱۸۶۴ میں ہے۔ ابن راھویہ نے صرف آخری جزء کا ذکر کیا ہے۔

اس روایت سے ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ کھجور کے درختوں کے درمیان ظاہر بات ہے، عورت زیادہ سے زیادہ ننگے سر ہی رہی ہوگی یا کسی کے دیکھنے کا خطرہ نہ ہونے کی بنا پر دوپٹہ سینے پر نہ رکھے ہو۔ اس سے زیادہ دیکھنے کا استدلال اس روایت سے ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہے۔

اس لئے کسی بھی مرد کو اپنی منگیتر کی پیٹھ، پیٹ، ران اور دوسرے اعضاء میں کسی قباحت یا بیماری کا شبہ ہو تو ماں بہن، خالہ یا کسی بھی اعتماد کی عورت کو بھیج کر معلومات لے سکتا ہے، اگر لڑکی کے اولیاء امور راضی ہوں، یا لڑکے کے جسم کے کسی عضو کو دیکھنا ہو تو مردوں کے ذریعہ دیکھا جا سکتا ہے، یا خصوصی طور پر ثقہ ڈاکٹر کے ذریعہ دکھا کر معلومات لی جا سکتی ہیں۔

اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے ایک روایت آئی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

---

[1] کتاب المسائل عن احمد و اسحاق: ۵۶/۲.

کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ فرمایا تو مخطوبہ کو دیکھنے کے لئے ایک عورت کو بھیجا اور اس کو ہدایت کی کہ اس کے دانت اور رخسار کو سونگھنا اور اس کی ایڑیوں کو دیکھنا۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے ماں باپ، بھائی اپنی بیٹی اور بہن کو پردے سے نکال کر دکھانا پسند نہ کریں گے، غیرت کے جذبے سے شاید منگیتر کو اپنی لڑکی کو دکھانے سے انکار کر دیں لیکن درحقیقت ان کی غیرت کا احترام کرتے ہوئے یہ بات کہی جائے گی اور انہیں اس بات کو ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ سنت مطہرہ میں نبی کریم ﷺ نے جب اس کا حکم دیا ہے تو یقیناً اس کی بڑی مصلحت ہے، اس لئے اس کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

لیکن خلوت کرنا، کرانا یا ماں باپ کی طرف سے لڑکی کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے منگیتر کے ساتھ گھر سے باہر کچھ وقت گذارے اس بہانے سے کہ اس سے ایک دوسرے کو پہچاننے میں مدد ملے گی تو یہ عمل سراسر فسق وفجور اور دیوّثی ہے۔ اس لئے عورت یا مرد کو دیکھتے وقت ان شروط کو ملحوظ رکھنا ہے:

۱: شادی کا عزم ہو۔

۲: خاطب ومخطوبہ میں خلوت نہ ہو کہ ایک دوسرے کے فاحشہ میں پڑ جانے کا خطرہ ہو۔

۳: فتنے کا خوف نہ ہو۔

---

[1] مستدرک الحاکم: ۱۶۶/۲۔ حاکم نے اسے شرط مسلم کے مطابق صحیح بتایا ہے، ذھبی نے بھی ان کی مخالفت نہیں کی۔ مگر یہ روایت قابل استدلال نہیں، بلکہ ضعیف ہے۔ دیکھیں: سلسلة الاحادیث الضعیفه: ۴۳۲/۲۔ مزید دیکھیں: تهذیب السنن لابن القیم: ۲۵/۳.

۴: مشروع اعضاء کے علاوہ مزید اعضاء کو نہ دیکھا جائے، خصوصا عورت کے اعضاء میں چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کو دیکھے یا پاؤں کو بھی دیکھے۔

صالح رفیق حیات کی تلاش

مرد وعورت کے اوپر واجب ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ شادی کے میدان میں داخل ہوں، ہر ایک کی یہ نیت ہو کہ ان شاء اللہ ہمیں زندگی اسی کے ساتھ گذارنی ہے، اگر نیت نیک ہو تو معاملات میں بھی ہر ایک اچھے سے اچھا رہنے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر کسی نے بھی صرف تجربہ اور چاشنی کے لئے شادی کی تو اولاً: یہ نیت شرعی طور پر ناجائز ہے۔ ثانیاً: اس بدنیتی کی بنا پر اخلاقی ومعاملاتی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مخلص نہیں ہو سکتے۔

اور اگر کسی نے چند دن شادی کر کے چھوڑ دینے کی نیت سے شادی کی تو وہ نکاح متعہ ہوگا جو سراسر حرام ہے، ہر ایک کو اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔

اسی طرح انٹرنیٹ وغیرہ پر فوٹو دیکھنا اور بات چیت کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ فوٹو عورت اور مرد کی اصل شکل کو واضح نہیں کرتا۔ اسی طرح بات چیت کرنے یا الگ ہو کر گھنٹوں اکٹھے رہنے سے بھی ایک دوسرے کے اخلاق نہیں ظاہر ہو سکتے، کیونکہ اس مرحلے میں ہر شخص دوسرے سے تصنع کرے گا اور بناوٹی اخلاق سے ملے گا۔

ہاں! اگر عورت کی زبان یا اس کی آواز کے بارے میں جاننے کی خاطر مرد منگنی سے قبل اس سے بات کرنا چاہے تو دیکھتے وقت محرم کے ساتھ خلوت کے بغیر بات کر سکتا ہے۔

شادی میں کفاءت کا مسئلہ

اس کے بعد یہ بھی جان لینا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے کہ اسلام میں شادی کی کفاءت میں نسب اور مال کا کوئی وزن واعتبار نہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ہند نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں پچھنا لگایا تو آپ نے بنو بیاضہ سے کہا: کہ ابو ہند سے شادی کر دو، اور ان سے ان کی اولاد سے شادی طلب کرو، اگر دواؤں میں سے کسی دوا میں خیر ہے تو حجامت اور پچھنا لگانے میں ہے۔ ❶

شادی میں کفاءت صرف دین ہی کی معتبر ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اِذَا خَطَبَ اِلَیۡکُمۡ مَنۡ تَرۡضَوۡنَ دِیۡنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوۡہُ اِلَّا تَفۡعَلُوۡا تَکُنۡ فِتۡنَۃٌ فِی الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ عَرِیۡضٌ.)) ❷

''جب تمہارے پاس لڑکیوں سے شادی کرنے کے لئے کوئی آئے اور وہ دین واخلاق میں اچھا ہو تو اس سے شادی کر دو، اگر نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔''

اسی طرح ابو حاتم مزنی سے بھی روایت ہے، اس کے آخر میں ہے "وان کان فیہ" ''اگر اس میں کوئی عیب بھی ہو'' تو آپ نے تین بار تاکید کر کے فرمایا کہ جب کوئی دین واخلاق میں اچھا ہو تو اس سے شادی کر دو۔ ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۱۹۔ ❷ سنن الترمذی: ۲/۳۹۴، حدیث نمبر: ۱۰۸۴۔

❸ سنن ترمذی، ص: ۲۵۶، حدیث نمبر: ۱۰۸۴-۱۰۸۵۔

اور جس طرح مرد کے دین وخلق کو معیار اختیار بنایا گیا ہے، اسی طرح شریعت میں عورت کے بھی دین اور اخلاق ہی کو معیار انتخاب قائم کیا گیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم کا ارشاد ہے:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.)) [1]

''عورت سے شادی چار وجوہ کی بنا پر کی جاتی ہے، کچھ لوگ اس کے مال کی لالچ میں، کچھ لوگ اس کے خاندانی عزت کو دیکھ کر، کچھ لوگ اس کی شکل کی خوبصورتی پر ریجھ کر شادی کرتے ہیں، کچھ عورت کا دین وخلق دیکھ کر شادی کرتے ہیں تو تم دین والی سے شادی کرکے کامیاب ہوجاؤ، اگر کسی دوسری وجہ سے شادی کی تو ہلاک ہوجاؤ گے۔''

اسی طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا تو آپ نے صحابہ سے کہا کہ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر شادی طلب کرے تو اس سے شادی کردی جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرلی جائے، اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سنا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چپ رہے پھر ایک غریب مفلس مسلمان گذرا تو آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر منگنی کرے تو اس سے شادی نہ کی جائے، سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے، بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری: ۹/۷، حدیث نمبر: ۵۰۹۰.

((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا.)) ❶

''یہ مفلس شخص پہلے شخص سے زمین بھر کر بہتر ہے۔''

جب شادی ایک دوسرے کے لئے سکون قلب اور محبت ورحمت کی غرض سے کی جاتی ہے اور یہی مقصود شرع ہے تو پھر یقیناً زوجین کے لئے سکون قلب ومحبت ورحمت وشفقت اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب دونوں صالح اور اللہ رب العزت کے دین کے پابند ہوں۔ مرد سنت رسول کے عامل اور اخلاق رسول کے حامل ہوں، نیز عورتیں ارشادات رسول واخلاق ازواج مطہرات پر عمل کرنے والیاں ہوں۔

اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے فساد عریض اور بڑے فتنے سے ڈرایا ہے، اور صحابی کو کہا کہ اگر تم دین والی عورت کو اختیار نہ کرو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں ہے کہ لڑکی کے نہ چاہتے ہوئے بھی کسی فقیر اور قلاش سے شادی کر دی جائے بلکہ ولی امر کو چاہیئے کہ دیندار شوہر تلاش کرے، دین کے ساتھ اگر دنیا بھی ہو تو بیشک وہ نور علی نور ہے۔

خود نبی کریم ﷺ سے جب فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے مشورہ لیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کے لئے معاویہ اور ابوجہم رضی اللہ عنہما نے منگنی دی ہے تو کیا کروں، آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ معاویہ نادار اور غریب ہیں، ان کے پاس مال نہیں۔ اور ابوجہم، عورتوں کو بہت مارتے ہیں، تم اسامہ بن زید سے شادی کر لو۔ ❷

تو خود نبی اکرم ﷺ نے جائز فرمایا کہ عورت یا ولی اگر صلاح اور خوش اخلاقی کے ساتھ کھاتا پیتا اور نیک شوہر ڈھونڈھیں تو یہ افضل ہے۔ مگر بے دینی کے ساتھ صرف دنیاوی حسب ونسب کو دیکھ کر اگر شادی کی گئی تو بہت کچھ فتنے سامنے آئیں گے،

---

❶ صحیح بخاری: ۹/۱۹۴۔۱۹۳، حدیث نمبر: ۵۰۹۔ ❷ صحیح مسلم: ۲/۱۱۱۸۔

اور خود بے دینی بڑا فتنہ ہے، کتنے لوگ شادی کے بعد اخلاق باختہ ہوگئے، اور اگر میاں بیوی میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کیوجہ سے بے دینی میں مبتلا ہوا تو اس کا گناہ اولیاء امور کو الگ سے ملے گا۔

نیز بعض دینی امور میں غلو اور افراط اور خلاف سنت پر عمل بھی وبال جان ہوسکتا ہے جب کہ سنت رسول کے مطابق زندگی نہ ہو۔ صالح مرد اور صالحہ عورت وہی ہوں گے جو احکام الٰہی کے پابند ہوں گے، سنت رسول کے عامل ہوں گے۔

صالحہ بیوی دنیا کی سب سے افضل نعمت اور پونجی ہے

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ.)) [1]

''دنیا پوری کی پوری لطف اندوزی کا سامان ہے اس میں سب سے افضل سامان صالحہ عورت ہے۔''

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ﴾ (التوبہ: ۳۴) (یعنی جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، بعض صحابہ نے کہا: کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، اگر ہمیں معلوم ہوجائے کہ کون سا مال بہتر ہے تو ہم اس کو حاصل کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل مال اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، اور اللہ کا شکر ادا کرنے والا دل اور صالحہ بیوی ہے جو آدمی کے دین وایمان میں مدد کرے۔ [2]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں

---

[1] صحیح مسلم: ۱۰۹۰/۲، حدیث نمبر: ۱۴۶۷.

[2] سنن الترمذی، ص: ۶۹۴، حدیث نمبر: ۳۰۹۴.

سعادت مندی کی ہیں، صالحہ بیوی، وسیع رہائش گاہ، صالح پڑوسی، اچھی آرام دہ سواری، اسی طرح چار چیزیں شقاوت اور بدبختی کی ہیں: برا پڑوسی، بری بیوی، بیکار سواری اور تنگ گھر۔ ❶

یہی روایت مسند احمد (۱:۶۸) میں ہے جس میں صرف تین چیزوں کا ذکر ہے، پڑوسی کا ذکر نہیں ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ تعالی صالح بیوی عطا فرمائے تو اس کو اس کے آدھے دین کی حفاظت میں مدد دی، اس کو چاہئے کہ باقی آدھے دین میں بھی اللہ سے ڈر کر اسے محفوظ رکھے۔ ❷

سعد بن ابی وقاص کی روایت میں صالحہ بیوی کی صفات میں سے بعض اوصاف کا ذکر ہے، جس میں آیا ہے کہ تین چیزیں سعادت مندی کی ہیں، بیوی جسے دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے، کسی بات کا حکم دے تو اطاعت کرے، اور گھر سے غائب رہے تو اس کے نفس اور اپنے مال پر کوئی خطرہ نہ محسوس کرے۔ اچھی سواری جو تمہیں اپنے ساتھیوں تک پہونچائے، اور کشادہ گھر جس میں ضرورت کی بہت سی جگہیں ہوں۔ ❸

عورت یا لڑکی کی رضامندی شرط ہے

اسلام نے مرد و عورت دونوں کو اپنے رفیق حیات کے اختیار کی آزادی دی ہے، کسی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ ماں باپ یا اولیاء امور کے لئے اکراہ یا زبردستی کرنا جائز نہیں۔ فرمان نبوی ہے:

---

❶ صحیح ابن حبان: ۹/۳۴۰، حدیث نمبر: ۴۰۳۲.

❷ صحیح الترغیب والترھیب: ۲/۴۰۴، حدیث نمبر: ۱۹۱۶.

❸ مستدرک الحاکم۔ صحیح الترغیب والترھیب: ۲/۴۰۴، حدیث نمبر: ۱۹۱۵.

((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمَ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ،
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ.)) ❶

''شادی شدہ بیوہ یا مطلقہ کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک پوچھنے پر وہ صراحتاً کہہ نہ دے کہ فلاں سے میری شادی کرادو، اور باکرہ غیر شادی شدہ لڑکی کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے، لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اس کی اجازت کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ چپ رہے۔''

یعنی جب بیوہ عورت سے کہا جائے کہ فلاں شخص سے تمہاری شادی کردی جائے؟ تو جب تک وہ صراحتاً ہاں نہ کہہ دے اس کی شادی جائز نہیں۔ البتہ باکرہ عورت سے جب منگنی کرنے والے کا ذکر اور اس کا تعارف کرایا جائے اور کہا جائے کہ تمہاری شادی اس سے کردی جائے؟ تو اگر وہ چپ رہے تو اس کا چپ رہنا اجازت کی جگہ پر ہے، مگر چپ رہنے کے بارے میں بھی اس سے کہہ دیا جائے کہ دیکھو اگر تم چپ رہیں تو ہم سمجھیں گے کہ تم رضامند ہو، اس کے باوجود بھی وہ چپ رہے تو وہ اس کی اجازت کی جگہ پر سمجھا جائے گا۔ سیّدہ عائشہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي، قَالَ: رِضَاهَا صَمْتُهَا.)) ❷

''اے اللہ کے رسول! باکرہ عورت شرم سے رضامندی کا اظہار نہیں کرسکتی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی رضامندی ہے۔''

اور اگر مان لیا جائے کہ بروقت اگر دوشیزہ چپ رہی تو دوسرے لمحے اپنی ماں

❶ صحیح بخاری: ۹/ ۲۳۹، حدیث نمبر: ۵۱۳۷.
❷ صحیح بخاری: ۹/ ۲۳۹، حدیث نمبر: ۵۱۳۶.

بہنوں سہیلیوں سے اپنی ناپسندیدگی کی صراحت ضرور کر جائے گی۔ اس لئے صحیح مسئلہ یہی ہے کہ باکرہ بالغہ کی شادی کوئی شخص بھی اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نہیں کرسکتا خواہ شادی کرنے والا باپ ہی ہو۔ بعض مذاہب میں باپ کو حق دیا گیا ہے کہ وہ باکرہ کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر بھی کرسکتا ہے۔ یہ مذہب مرجوح ہے۔ اگر لڑکی کے باپ ہی نے اس کی شادی کسی ایسے شخص سے کردی کہ جسے وہ پسند نہیں کرتی تو وہ شادی مردود ہو جائے گی۔

امام بخاری نے باب کا ذکر کیا ہے کہ باپ نے اگر اپنی بیٹی کی شادی کسی ایسے شخص سے کردی ہے جسے وہ پسند نہیں کرتی تو اس شادی کو توڑ دیا جائے گا۔ اس کے بعد خنساء بنت خذام الانصاریہ سے روایت کا ذکر کیا ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی کردی تھی، انہوں نے اسے پسند نہ کیا، تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور شکایت کی تو آپ نے اس نکاح کو قبول نہ کیا۔ [1]

مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خنساء باکرہ نہیں ثیبہ تھیں لیکن جب تک کسی خصوصیت کی دلیل نہ ہو اس کو صرف ثیبہ کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں، اس لئے یہ حکم ہر عورت کے لئے ہے۔ ولی کے لئے کسی عورت کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر کرنا جائز نہیں۔

البتہ ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ولی امر کسی مرد کو دینی اور دنیاوی اعتبار سے پسند کر کے کسی لڑکی کی شادی کرنا چاہے اور لڑکی اس سے شادی کو پسند نہیں کرتی بلکہ کسی فاسق و فاجر سے نکاح کو پسند کرتی ہے تو اس وقت لڑکی کو مجبور کرنے کا حق ہے کہ فاسق و فاجر شخص سے شادی نہ کرے، البتہ اس کے لئے دوسرا دیانتدار آدمی ڈھونڈھا جائے۔

---

[1] صحیح بخاری: ۲۴۳/۹، حدیث نمبر: ۵۱۳۸۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دوشیزہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا باپ میری شادی میرے چچازاد لڑکے سے کر کے اپنی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور میں اسے پسند نہیں کرتی، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بیٹھو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک انتظار کرو، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ سے قصہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باپ کے پاس آدمی بھیج کر بلوایا، اور لڑکی کو اختیار دیا اس کے بعد اس لڑکی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے جو کیا اسے قبول کر رہی ہوں لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتیں جان لیں کہ والد کو اپنی بیٹیوں پر اکراہ اور زبردستی کا حق نہیں۔

اس حدیث کو بعض علماء نے مرسل کہا، اور مرسل ضعیف قسم کی حدیث ہے، پھر بھی بہت سے مذاہب میں مرسل حدیث کو قبول کیا جاتا ہے۔ ❶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غیر شادی شدہ لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی ہے جسے وہ پسند نہیں کرتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا۔ ❷

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام نے اگرچہ لڑکی اور عورت کو اپنے مناسب مزاج شوہر کے انتخاب کا حق دیا ہے لیکن اس کو بہر حال ولی امر باپ بھائی اقارب کی رضامندی کا بھی پابند کیا ہے، اس کو مکمل آزادی نہیں کہ جس سے چاہے شادی کر لے کیونکہ بہت سے حالات میں والدین بھائی ہی نہیں بلکہ اعزہ واقارب اہل خاندان کی عزت وکرامت پر بھی دھبہ لگ سکتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو ہر کسی سے شادی کرنے سے روکنے کا حق ہے۔ یعنی نہ عورت اپنی خاص مرضی سے شادی کر سکتی

---

❶ سنن نسائی، ص: ۵۰۲، حدیث نمبر: ۳۲۶۹۔ سنن ابن ماجہ، ص: ۳۲۶، حدیث نمبر: ۱۸۷۴.

❷ سنن ابن ماجہ، ص: ۳۲۶، حدیث نمبر: ۱۸۷۵.

ہے اور نہ ولی امر باپ یا اور کوئی صرف اپنی مرضی سے شادی کرا سکتا ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح بیٹی کے بچپن ہی میں کر سکتا ہے، جیسا کہ آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَ الّٰٓئِیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ وَّ الّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ﴾ (الطلاق:۴)

''تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوگئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

امام بخاری نے اس آیت کی بنا پر صحیح بخاری میں باب کا ذکر کیا ہے ((باب نکاح الرجل ولده الصغار)) کہ ''ذکر ہے اس مسئلہ کا کہ آدمی اپنے چھوٹے بچوں بچیوں کی شادی کر سکتا ہے۔''

اس کے بعد امام صاحب نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ذکر کیا ہے، جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تھی جب کہ ان کی عمر چھ سال کی تھی، اور آپ کی رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی اور پیارے رسول کی حیات میں نو سال آپ کے ساتھ رہیں۔ [1]

لیکن اگر بالغ ہو کر لڑکا یا لڑکی اس منسوب شخص سے شادی پر راضی نہ ہوں تو والدین کو انہیں مجبور کرنے کا حق نہیں، اور دوسرا کوئی شخص ڈھونڈ کر شادی کی پیش قدمی ہونی چاہئے۔

---

[1] صحیح بخاری: ۹/۲۳۷، حدیث نمبر: ۵۱۳۳.

نکاح کے لئے ولی کی شرط

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْنِ.)) ❶

''ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں۔''

دوسری حدیث میں ہے:

((لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ.)) ❷

''ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں۔''

یہ حدیث ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا.)) ❸

''عورت کسی عورت کی شادی نہ کرائے اور نہ ہی بذات خود اپنی شادی کرے، کیونکہ وہ عورت جو خود سے اپنی شادی کر لیتی ہے وہ زانیہ ہے۔''

اس حدیث کے آخری جملے کی صحت کے بارے میں بعض علماء نے شبہ ظاہر کیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا

---

❶ ارواء الغليل: ٦/ ٢٥٨.

❷ دیکھیں: ارواء الغليل للالبانی: ٦/ ٢٣٥.

❸ سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، حديث نمبر: ١٨٨٢ ـ ارواء الغليل: ٦/ ٢٤٨ ـ ٢٤٧.

بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهَا.)) [1]

"جس کسی عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا تو وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، اگر شوہر نے اس سے خلوت کی تو عورت کو مہر دے گا اور اگر کئی ولی ہوں یا لڑکی اور اس کے ولیوں کے درمیان اختلاف ہو تو حاکم وقت اس کا ولی بن کر اس کا نکاح کردے گا۔"

ان احادیث واضحہ کی وجہ سے جس مذہب میں کہا جاتا ہے کہ ولی کا ہونا شرط نہیں، اس مذہب کا یہ مسئلہ باطل ہے کیونکہ صحیح اور صریح حدیث کے خلاف ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ولی وہی مرد ہوسکتا ہے جو عورت سے قریب ہو، اور جو اقرب الاقارب ہے اس کا حق ولایت مقدم ہوگا، اس کی ترتیب اس طرح ہے، سب سے پہلے عورت کا باپ، اس کے بعد اس کا وکیل، پھر دادا اور پردادا، پھر اس عورت کا لڑکا، پھر اس عورت کا پوتا، پھر اس کا سگا بھائی، پھر باپ کی طرف سے بھائی، پھر ان بھائیوں کے بیٹے، پھر عورت کا چچا، پھر باپ کی طرف سے چچا، پھر ان کے بیٹے، پھر جو عصبہ میں سے سب سے قریبی ہے جس طرح وراثت میں سب سے قریبی عصبہ حقدار ہوتا ہے، آخر میں حاکم ولی ہوگا۔

عورت کی منگنی کس کے ذریعہ ہو؟

ابھی ذکر ہوا کہ نکاح کی صحت کے لئے ولی کا ہونا اور اس کی رضامندی بھی شرط

[1] سنن ابی داؤد، سنن الترمذی وسنن ابن ماجہ وغیرھم۔ ارواء الغلیل: ۶/ ۲۴۳.

ہے۔اس لئے منگنی دینے والا مرد ولی الامر کے پاس منگنی دے کہ میں آپ کی بیٹی فلانہ یا فلاں لڑکی جو آپ کی ولایت میں ہے اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ یہی معنی ومفہوم اس حدیث کا ہے جس میں ذکر ہے کہ: ((اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ)) [1]

''جب تم سے کوئی دین واخلاق میں پسندیدہ آدمی منگنی کرے تو اس سے شادی کردو۔''

اسی طرح آیت کریمہ ﴿ وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ﴾ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب عام اولیاء کے لئے ہے کہ غیر شادی شدہ آزاد اور غلام اور لونڈیوں کی شادی کردو۔اس لئے عورت کے ولی امر سے خطبہ منگنی کی بات چیت ہونی چاہئے کیونکہ وہی آخری مرحلے تک پہنچانے کا حقدار نیز ذمہ دار ہے۔ نیز لڑکی کی ماں، خالہ سے یا کسی اور عورت سے منگنی کا ذکر کیا جا سکتا ہے مگر نکاح کے اتمام کے لیے مرد ولی کا ہونا ضروری ہے۔

ولی امر خود اپنی لڑکی کی شادی کی پیشکش کرسکتا ہے

بعض ملکوں اور شہروں میں لڑکی کا ولی امر باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ ہی لڑکی کے لئے شوہر کی تلاش کرتے ہیں، اس کے نتیجے میں کچھ خرابیاں بھی ظاہر ہوئیں۔اور یہ عادت یا رواج ان ممالک میں ہوا جہاں غیر اسلامی حکومت رہی یا اکثریت غیر مسلموں کی رہی جیسے ہندوستان کہ وہاں غیر مسلموں کے یہاں لڑکی والے ہی پیشکش کرتے ہیں، دوسری طرف سے لڑکے والے سر اونچا کر کے کمر توڑ مقدار میں جہیز کی طلب

[1] سنن الترمذی: ۲/ ۳۹۴، حدیث نمبر: ۱۰۸۴.

کرتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ دیندار لوگ بھی بلکہ عالم دین تک بھی جہیز طلب کرنے میں پیچھے نہیں رہتے، اور عذر یہ کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنی لڑکیوں کی شادی میں دینا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچارہ لڑکی کا باپ یا اس کا ولی عاجز ہو کر لڑکی کی شادی ہی نہیں کرتا یا پھر کسی ایسے شخص سے کر دینے پر مجبور ہو جاتا ہے جو دینی و اخلاقی طور پر اچھے معیار کا نہیں ہوتا۔

اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ مرد یا اس کے گھر والے منگنی کی پیشکش کریں، یہی طریقہ عام طور عہد نبوی میں تھا، اور یہی طریقہ عام طور پر ہونا چاہئے جیسا کہ صحابہ کرام کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں عیب کی بات نہیں کہ لڑکی والے بوقت ضرورت پیشکش کریں۔ موسی علیہ السلام کی شادی اسی طرح سے ہوئی تھی، جب موسی علیہ السلام نے لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا اور وہ خلاف عادت وقت سے پہلے گھر پہنچیں تو ان کے والد نے جب سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آج ایک شخص نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا ہے، تو لڑکیوں کے والد نے ایک لڑکی کو بھیج کر موسی علیہ السلام کو بلایا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو پانی پلانے کی اجرت دے دیں۔

چنانچہ وہ لڑکی شرم وحیا کے انداز میں موسی علیہ السلام کے پاس آئی، جب موسی علیہ السلام ان کے گھر پہنچے اور ان کے سامنے اپنا قصہ بیان کیا تو ان کے والد نے کہا ﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (القصص: ۲۵) ''ڈرو نہیں اب تم ظالموں سے نجات پا گئے۔''

پھر لڑکیوں کے والد نے کہا: ﴿اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾ (القصص: ۲۷) کہ میں ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک سے تمہارا نکاح کرنا چاہتا ہوں، خود مہر کی

تعیین بھی کردی کہ آٹھ سال تمہیں ہمارے یہاں مزدوری کرنی ہوگی، اگر دس سال کرنا چاہو تو تمہاری مرضی پر ہے۔

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی منگنی کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے ((باب عرض الانسان ابنته او اخته علی اهل الخیر)) ''باپ کا اپنی بیٹی اور بہن کو کسی نیک آدمی کے لئے پیش کر کے نکاح کرنے کو کہنا۔''

اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب حفصہ بنت عمر کے شوہر خنیس بن حذافہ غزوۂ احد میں زخم کھا کر بعد میں انتقال کر گئے، اور حفصہ بیوہ ہو گئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ حفصہ سے نکاح کر لو انہوں نے کہا کہ سوچ کر بتاؤں گا۔ کئی رات انتظار کیا پھر جو عثمان مجھ سے ملے تو کہنے لگے کہ میری رائے یہ ٹھہری کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ آخر میں ابوبکر کے پاس گیا ان سے کہا کہ اگر آپ کو منظور ہو تو میں حفصہ سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں، یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، نفی یا اثبات میں کچھ نہ کہا، تو مجھے عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا، میں نے کچھ دن انتظار کیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے شادی کا پیغام بھیجا، میں نے حفصہ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، پھر جو ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ نے حفصہ سے نکاح کر لینے کے لئے مجھ سے کہا تھا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا تو آپ کو ضرور ناگوار گذرا ہوگا، میں نے کہا: بیشک مجھ کو ناگوار تو گذرا ہی تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے جواب نہیں دیا تھا کہ مجھ کو معلوم ہو گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا یعنی ان سے نکاح کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا، اور مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کروں لیکن دل میں یہ طے

کرلیا تھا کہ اگر نبی کریم ﷺ حفصہ سے نکاح کا ارادہ ترک کردیں گے تو میں حفصہ سے نکاح کرلوں گا۔ ❶

خود عورت اپنے کو نیک آدمی سے شادی کے لئے پیش کرسکتی ہے

کوئی اصالحہ عورت صالح شخص سے خود نکاح طلب کرسکتی ہے جس طرح خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے طلب کیا تھا۔ ❷

اور جس طرح ایک عورت نے آکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا تھا: ((اِنِّیْ وَهَبْتُ لَکَ مِنْ نَفْسِیْ)) ''میں نے اپنے کو آپ کے لئے ہبہ کردیا ہے۔'' ❸

ان احادیث سے یہ ادب ملتا ہے کہ انسان اپنی بیٹی کے لئے بَر تلاش کرکے کسی صالح شخص سے نکاح کی پیشکش کرسکتا ہے، اسی طرح کوئی صالحہ عورت بھی خود کو کسی صالح آدمی سے نکاح کی رغبت کا اظہار کرسکتی ہے اس میں کوئی ہتک کی یا غیر شرعی بات نہیں، بلکہ کچھ حالات میں اگر باپ یا ولی امر نے ایسا نہ کیا تو لڑکی کنواری بیٹھی رہ سکتی ہے، اس صورت میں کس قدر خرابی ہوگی واضح ہے۔

شادی میں مہر کا ہونا ضروری ہے

مہر کو عربی زبان میں ''صداق'' کہا جاتا ہے۔ صداق 'صدق' یعنی سچائی سے ماخوذ ہے، اور یہ ایک عوض ہے جو مرد کی خواہش نکاح کی سچائی پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ

❶ صحیح بخاری: ۲۰۲/۷، حدیث نمبر: ۴۰۰۵.
❷ دیکھیں: مسند البزار: ۲۴۹/۴۔ ۸۴۲ و ۹/۲۔ ۱۰۔ معجم الطبرانی الکبیر: ۲۹۶/۲.
❸ صحیح بخاری: ۲۳۸/۹، حدیث نمبر: ۵۱۳۵.

نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ ﴾ (النساء:۴)

''اور عورتوں کے مہر انہیں راضی خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں یا تمہیں اس میں سے دے دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ۔''

اسی آیت کریمہ کی بنا پر مہر کا ہونا واجب اور ضروری ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے بغیر مہر کے کوئی شادی نہیں کی، اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔

چنانچہ جس عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا، جب آپ نے اس کی شادی دوسرے شخص سے کرائی تو اس سے آپ نے کہا:

((اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ.))

''جاؤ تلاش کرو، چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔''

اس سے قبل آپ نے اس شخص سے کہا:

((هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا.)) [1]

''کیا تمہارے پاس اس کے مہر کے لئے کچھ ہے؟''

اسی طرح اہل علم کا اجماع ہے کہ نکاح کے لئے مہر ضروری ہے حتی کہ اگر بروقت مہر نہ معین کی گئی تو بعد میں اس جیسی عورت کی مہر کا اس کے لئے فیصلہ کیا جائے گا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسئلہ آیا جس میں یہ تھا کہ ایک شخص نے شادی کی، شادی میں عورت کی مہر مقرر نہ کی تھی اور رخصتی سے پہلے ہی وہ شخص انتقال کر گیا، ایک ماہ تک اس مسئلہ کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آتے رہے یا کئی بار آئے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں اپنی رائے سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ

---

[1] صحیح بخاری: ۹/۲۳۸، حدیث نمبر: ۵۱۳۵.

اس عورت کے لئے اس جیسی عورتوں کے مہر کی طرح مہر ہوگا، نہ کم نہ بیش۔ نیز وراثت بھی دی جائے گی، اسے عدۃ وفات بھی پوری کرنی ہے، اگر میرا یہ اجتہاد درست ہے تو اللہ کی توفیق سے ہے، اور اگر غلط ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہیں۔

اس کے بعد قبیلہ اشجع کے کچھ لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح اور ابوسنان بھی تھے، انہوں کہا کہ اے عبداللہ بن مسعود! ہم گواہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا، ان کے شوہر ہلال بن مرہ الاشجعی تھے۔ یہ بات سن کر عبداللہ بن مسعود بہت خوش ہوئے کہ ان کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے موافق نکلا۔ [1]

شادی میں مہر کی مقدار

اسلام ایک معتدل دین ہے، اور امت محمد ﷺ امت وسط ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾ (البقرہ:۱۴۳)

"ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تمہارے اوپر گواہ رہیں۔"

اللہ رب العزت نے اپنے کلام مبارک میں متعدد مقامات پر حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے۔ شادی ایک فطری چیز ہے جس کی غریب اور مالدار سب کو ضرورت

---

[1] سنن ابی داؤد، ص: ۳۲۱، حدیث نمبر: ۲۱۱۶۔

ہے، اس لئے مہر جو عورت کے لئے شادی کے وقت ضروری چیز ہے عقل اور دین کا تقاضا ہے کہ وہ ہر شخص کی وسعت کے مطابق ہو، اور ہر شخص کو خود اپنی وسعت دیکھ کر مہر رکھنی چاہیئے، لڑکی والے اپنی لڑکی جس شخص کو دے رہے ہیں وہ ان کا رشتہ دار بن رہا ہے اس کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے تکلیف نہ دیں، مہر آسان اور کم مقدار میں ہو تاکہ آسانی سے شوہر اسے ادا کر سکے، داماد سے دشمنی نہ کریں، یا داماد کو ایسا بوجھل نہ کر دیں کہ اس کے دل میں لڑکی کے گھر والوں کے خلاف بغض وعناد آ جائے۔

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيْر خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيْر صِدَاقِهَا وَتَيْسِيْر رَحْمِهَا.)) [1]

''عورت کی برکت میں سے ہے کہ اس کی منگنی، مہر اور اس کے رشتہ داروں سے صلہ رحم آسان ہو۔''

اس باب میں ایک حدیث مشہور ہے:

((اَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُنَّ مَئُوْنَةً.)) [2]

''یعنی سب سے بڑی برکت والی وہ عورت ہے جس کے اوپر خرچ کم ہو۔''

مہر کے مقدار کی کوئی حد نہیں، جس مقدار پر (زیادہ ہو یا کم) اتفاق ہو جائے جائز ہے۔ کم ہونے کی مقدار یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ قرآن کی چند آیتوں اور

---

[1] مسند احمد: ۶/۷۷، ۹۱.

[2] اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند: ۶/ ۱۴۵۰۸۲، حاکم نے اپنی مستدرک ۲/ ۱۸۷، بیہقی نے اپنی سنن: ۷/ ۲۳۵ میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابن سخبرہ ہیں جو ضعیف ہیں، مگر پہلی حدیث کی بنا پر یہ حدیث حسن لغیرہ ہوگی۔

سورتوں کو یاد کرانے کے بدلے میں بھی مہر ہوسکتی ہے۔اس کی مثال وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک عورت نے آ کر نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا ہے آپ جیسا مناسب سمجھیں کریں، آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، پھر اس نے دوبار مزید یہی بات دہرائی۔آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اتنے میں ایک انصاری صحابی اٹھے اور کہا یارسول اللہ اس عورت سے میرا نکاح کر دیجئے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس عورت کو مہر میں دینے کے لئے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں، آپ نے فرمایا: جاؤ کوئی چیز ڈھونڈ کر لاؤ، لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔وہ گئے تلاش کیا، واپس آ کر کہا کہ مجھے تو کچھ نہ ملا، لوہے کی انگوٹھی بھی نہ مل سکی، آپ نے فرمایا اچھا تم کو قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے ان سورتوں کے بدلے میں تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا۔

امام بخاری نے باب کا ذکر کیا ہے "باب التزوج علی القرآن وبغیر صداق" "یعنی قرآن کریم کی تعلیم مہر ہوسکتی ہے، اسی طرح بغیر مہر کا ذکر کئے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔"[1]

زیادہ مہر کی بھی کوئی حد نہیں، آدمی کو اللہ نے فراخی دی ہے تو جتنا چاہے اپنی مرضی سے دے سکتا، مہر میں یا بعد میں جو چاہے دے دے۔فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰﴾ (النساء:۲۰)

---

[1] صحیح بخاری: ۲۵۶/۹، حدیث نمبر: ۵۱۴۹.

''اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا چاہو اور ان میں سے کسی کو بڑا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو، کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لو گے۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر میں انسان بہت سارا مال بھی دے سکتا ہے۔ اس کے باوجود افضل یہ ہے کہ زیادہ نہ دیا جائے تاکہ ریا اور مباہات کا شبہ نہ ہونے پائے اور ایک عام رَو نہ چل جائے تو دوسرے لوگوں کے لئے حرج اور تنگی کا سبب بنے۔ اسی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے:

((اَلَا لَا تَغَالُوْا فِیْ صِدَاقِ النِّسَاءِ....الخ.)) ''یعنی عورتوں کی مہروں کو زیادہ نہ رکھو۔''

کیونکہ اگر یہ چیز دنیا میں شرف وعزت اور اللہ کے نزدیک تقوی کی بات ہوتی تو سب سے زیادہ اس کے حقدار نبی کریم ﷺ تھے، آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں رکھا۔ ممکن ہے ایک آدمی عورت کی نکاح میں خرچ کرنے میں ایسا مبتلا ہو جائے کہ اس کے دل میں عورت سے عداوت آجائے اور عار دلانے لگے کہ تمہاری وجہ سے معمولی سے معمولی چیز کا بوجھ اٹھانا پڑا، یہاں تک کہ مشکیزہ کے لٹکانے کی رسی کا بھی انتظام کیا۔ [1]

جہیز ایک مصیبت اور معصیت

اللہ رب العزت نے مرد کو عورت کے اوپر فضیلت کے اسباب میں سے دو اسباب کا ذکر فرمایا ہے:

---

[1] مسند احمد: ۱/۴۰، ۴۸۔ سنن ابی داؤد: ۲:۶ ۳۱مع العون نمبر: ۲۱۰۶۔ تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۴۱۔ ارواء الغلیل: ۶/۳۴۷.

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ (النساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں ان اسباب کی بنا پر جن کی وجہ سے اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس وجہ سے بھی کہ وہ عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔''

بنابریں شرعاً عورت کی شادی کا سارا خرچ مرد ہی کو برداشت کرنا ہے۔ اسی طرح بیوی کا مہر اور نان ونفقہ اور لباس وفراش کا انتظام مرد ہی کے ذمہ ہے۔ اور یہی طریقہ خیر القرون میں تھا کہ شوہر شادی کے تمام خرچ کا مکلف ہوتا تھا۔

اور جو لوگ عورت کو گھر بسانے اور گھر کے سامان کی تیاری کا اس کے مہر سے مکلف کرتے ہیں وہ عورت کے حق میں ظلم کرتے ہیں کیونکہ گھر بسانے اور گھر کے سامان کی توفیر شوہر پر واجب ہے۔ اور یہی معنی ہے نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک کا جس میں آپ نے فرمایا ہے: ((يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ)) ''اے نوجوانو کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے تو ضرور شادی کر لے۔''

یہاں ''الباءۃ'' سے مراد وہ قدرت ہے جس سے آدمی عورت کو گھر میں بسا سکے، کیونکہ ''الباءۃ'' کا اصل معنی منزل اور گھر ہے، یعنی اس مرد کے پاس اتنی مالی قدرت ہے کہ جس سے عورت کو گھر میں بسا کر اس کے کھانا پینا اور کپڑا کا انتظام کر سکتا ہو۔ [1]

اور ''الباءۃ'' کا معنی قدرت جماع نہیں ہے کیونکہ اگر قدرت جماع مراد ہوتی تو پھر پیارے رسول کے اس قول "فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" کہ ''جو شخص مالی طاقت نہیں رکھتا تو وہ صوم کی پابندی کرے اس سے اس کی شہوت کی حدت کم ہو جائے

[1] دیکھیں: لسان العرب: ۱/۳۶.

گی'' کا معنی غیر مناسب ہو جاتا، کیونکہ شہوت کی حدت کو کم کرنے کے لئے جب صوم کی نصیحت کی گئی تو اس کا معنی یہ ہوا کہ اس حدیث میں ''الباءۃ'' کے معنی مالی قدرت ہے نہ کہ قدرتِ جماع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مرد ہی کے اوپر تمام نفقہ اور خرچ ہے۔ جہیز کا لفظ عربی لفظ جہاز سے ماخوذ ہے، اردو میں اسے جہیز بنا دیا گیا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

((جهاز العروس والميت وجهازهما ما يحتاجان اليه وكذلك جهاز المسافر.)) [1]

''یعنی دلہن اور میت کا جہاز وہ سامان ہے جس کی انہیں ضرورت ہو۔ اسی طرح مسافر کا سامان (جس کی اسے ضرورت ہو)۔''

اسی کو اردو زبان میں امالہ کے ساتھ جہیز کہا گیا، کہ ماں باپ کے گھر سے رخصت ہوتے ہوئے ماں باپ لڑکی کے لئے جو مناسب سامان سمجھ کر تیار کر کے اس کے ساتھ رخصت کریں، اور اس کا خرچ شوہر ہی برداشت کرے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! فاطمہ کی رخصتی کر دیں تو آپ نے فرمایا: ''اعطها شيئا'' اس کو کچھ دے دو، میں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حُطمی زرہ کہاں گئی؟ میں نے کہا کہ میرے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فاطمہ کو وہی دے دو۔ [2]

اس حدیث سے یہ معنی لینا مطلوب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس زرہ کے علاوہ کوئی

---

[1] لسان العرب ۵/۳۲۵.

[2] سنن النسائی، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۳۳۷۵۔ صحیح ابو داؤد، رقم: ۱۸۴۹.

چیز نہ تھی اس کے باوجود ان سے فاطمہ کے لئے ان کی زرہ لی گئی، تو پھر جو لوگ لڑکی والوں سے جہیز کی شرط لگاتے اور بڑی مقدار میں جہیز طلب کرتے ہیں وہ شرعی جہیز کسی حالت میں نہیں ہے، کیونکہ لڑکے والے جہیز کے نام پر اپنے اور لڑکے کیلئے بہت کچھ طلب کرتے ہیں اور شرط لگا کے لڑکی والوں کو مجبور کرتے ہیں، ان کا یہ رویہ مکمل طور پر حرام ہے، حرام اس وجہ سے کہا جائے گا کہ ہر چیز کو اللہ کے رسول نے مکمل طور پر بیان فرمایا ہے خصوصا مال اور نقدی وغیرہ کے متعلق واضح تعلیمات ہماری شریعت میں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کئی صحابہ سے روایت ہے:

((لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبٍ مِنْ نَفْسِہِ.))

''کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا حرام ہے۔''

اسی طرح ابوحمید سے روایت ہے کہ کسی کے لئے حلال نہیں کہ کسی بھائی کا مال بغیر حق کے لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال بغیر حق کے مسلمان کے اوپر حرام کر رکھا ہے۔ [1]

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ تم جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ چپ رہے، ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے، پھر آپ ہی نے فرمایا کہ یہ (یوم النحر) قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، پھر آپ ﷺ نے کہا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ چپ رہے، ہم نے سمجھا کہ آپ اس ماہ کا کوئی دوسرا نام دیں گے، پھر آپ ہی نے کہا کہ کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں؟ پھر آپ نے پوچھا

[1] مسند احمد: ۵/۴۲۵، نیز دیکھیں: ارواء الغلیل: ۶/۲۷۸.

کہ یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ چپ رہے، ہم نے سوچا کہ آپ اس کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ (یعنی مکہ) ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے کے اوپر حرام ہیں جس طرح قیامت تک کے لئے یہ دن، اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت والا ہے، کیا میں نے پہونچادیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ [1]

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا بھی مال اس کی رضا مندی کے بغیر لینا حرام ہے، اور حرام مال کھانے کا برا انجام واضح ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

((كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ.)) [2]

''جو جسم حرام مال سے پلا ہو تو جہنم اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

بیع وشراء اور ہدیہ، ہبہ، وراثت اس قسم کے معاملات ہی حلال مال کے کمانے اور حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو زبردستی جو جہیز حاصل کیا جاتا ہے یقیناً وہ حرام ہے، اس میں شبہ کی گنجائش نہیں، اگر یہ کسب حلال ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا وجود ہوتا۔

کوئی اسے دنیا کے عام معاملات کا حکم نہ دے، جن میں انسان کو اجتہاد کا حق ہے، یا عرف عام کا اس میں کوئی دخل ہو، اس میں تو واضح نص قرآن وسنت ہمارے سامنے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری: ۷۳۱/۳، حدیث نمبر: ۱۷۴۱، ۱۷۳۹.

[2] صحیح الجامع الصغیر: ۱۷۲/۴، حدیث نمبر: ۴۳۹۵.

ہاں اگر لڑکی کے گھر والے اپنی مرضی سے کچھ لڑکے کو یا لڑکی کو دے رہے ہیں تو بے شک وہ ان کے لئے حلال ہے، جیسا کہ حدیث شریف کے لفظ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

لیکن یہاں تو مرضی نہیں ہوتی بلکہ مول بھاؤ کر کے شرط لگائی جاتی ہے۔ اور اگر یہ شرط پوری نہ کی گئی تو شادی نہ ہوگی۔ لڑکی کے گھر والے مجبور ہوتے ہیں، چار و ناچار دینے کے لئے تیار ہی ہو جاتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُوْنَ.....الخ)) [1]

''کیوں لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی شریعت میں نہیں، جس نے ایسی شرط لگائی تو وہ شرط باطل ہے، خواہ وہ سو شرطیں لگائیں۔''

جہیز لینے والے اس روایت سے استدلال کر سکتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((جَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ.)) [2]

''کہ نبی کریم ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرتے وقت روئیں دار چادر، اور ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ دے کر بھیجا، تکیہ میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔''

---

[1] صحیح بخاری: ۳۷۰/۴، حدیث نمبر: ۲۱۵۵.

[2] سنن النسائی، ص: ۵۲۳، حدیث نمبر: ۳۳۸۔ مسند احمد: ۹۳/۱۔ مستدرک حاکم: ۲۰۲/۲، حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح سند سے ہے، ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عطاء بن السائب ہیں جن کے بارے میں ابن حجر نے کہا ہے کہ ''صدوق اختلط'' یعنی صدوق ہیں لیکن آخری عمر میں انہیں بھولنے کی بیماری لگ گئی تھی۔ مگر اس حدیث میں عطاء بن السائب سے زائدہ بن قدامہ نے روایت کیا ہے، زائدہ نے عطاء کے بھولنے کی بیماری سے پہلے روایت کی ہے، اس لئے یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث سے مروجہ بدنام اور ظالم جہیز کا ثبوت لینا ہٹ دھرمی اور عناد ہے۔ کیونکہ "جهّز" کے معنی تیار کر کے رخصت کیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، اولا: یہ کہ آپ ﷺ نے یہ چیزیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی خوشی سے دیا تھا۔ اور ثانیا: ان چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے دیے ہوئے مال سے جہیز میں دیا ہو۔

جہاں تک شبہ لگتا ہے کہ یہ رسم بد ہندوستان میں مسلمانوں نے اپنی پڑوسی قوم ہندوؤں سے لیا ہے، وہ لوگ بہت کچھ جہیز لیتے دیتے ہیں، اور جب مسلمانوں نے یہ فعل ان سے لیا تو اس کا برا اثر یہ پڑا کہ لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر دیا گیا، شاید ہندو قوم بھی اپنی بیٹیوں کو وراثت نہیں دیتی، مسلمانوں نے لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر کے کسی کے حق کے کھانے کے جرم کا ارتکاب کیا اور اللہ رب العالمین کے قانونِ وراثت سے روگردانی کی۔ اللہ رب العزت نے آیت وصیت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے حقِ وراثت دینے کا حکم دیا، البتہ یہ بات ہے کہ لڑکیوں کا حصہ لڑکوں کا آدھا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ ﴾

(النساء: ١١)

"تمہاری اولاد کی وراثت کے بارے میں اللہ کا حکم ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا دوگنا حصہ دو۔"

عورتوں اور بچوں کا شادی میں شرکت کے لئے جانا

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا ذکر کیا ہے: "باب ذهاب النساء والصبيان الى العرس" یعنی عورتوں اور چھوٹے بچوں کا شادی میں جانا۔" شاید اس باب سے ان کا

مقصد یہ ہے کہ ان کا شادی میں شریک ہونا مشروع ہے نہ کہ مکروہ۔ اس باب کی اہمیت اس وجہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بعض مذاہب میں صلاۃ کے لئے عورتوں کا مسجد اور عیدگاہ تک میں جانا غیر مشروع کہا گیا ہے، حالانکہ صحیح احادیث میں ذکر ہے کہ عورتیں عہد نبوی میں مسجدوں اور عیدگاہوں میں صلاۃ کے لئے جاتی تھیں بلکہ عیدگاہ میں جانے کی تاکید بھی احادیث میں آئی ہے۔

اس کے بعد امام بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کا ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتوں اور بچوں کو شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ ان پر کرم فرماتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ.)) [1]

''یا اللہ، تم لوگ تو میرے نزدیک سب سے پیارے لوگ ہو۔''

لیکن نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں یہ شرط بھی ذہن میں رہے کہ ایسی شادی میں ان کا جانا جائز نہیں جہاں آلات طرب اور فحش گانوں کا استعمال ہو رہا ہو، کیونکہ اس قسم کی مجالس سے اجتناب کا حکم ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (الانعام:٦٨)

''اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔''

عقد نکاح کا طریقہ

عقد نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کو نام بنام متعین کر کے دونوں کی

[1] صحیح بخاری: ٩/٣٠٨، حدیث نمبر: ٥١٨٠.

رضامندی جان لینے کے بعد ولی اور کم از کم دو گواہوں کی حاضری میں ایجاب وقبول کرایا جائے ، ایجاب وقبول سے پہلے مستحب یہ ہے کہ خطبہ حاجہ پڑھا جائے ، ولی پڑھے یا اور کوئی شخص پڑھے نبی کریم ﷺ جب نکاح وغیرہ کے لئے خطبہ پڑھتے تو ان الفاظ مبارکہ میں پڑھتے :

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.))

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں ،ہم اس کی تعریف کرتے اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں ، اور اپنے نفس واعمال کی برائیوں سے اسی سے پناہ مانگتے ہیں ،جس کو وہ ہدایت دے تو اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا ، اور جسے وہ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلا برحق معبود ہے اسکا کوئی شریک نہیں ، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔“

اس کے بعد آپ ﷺ یہ تین آیتیں پڑھتے :

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک مسلمان رہو۔“

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ
تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾

(النساء: ۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اس رب سے ڈرو جس سے تم اپنی ضرورتیں مانگتے ہو، اور رشتہ داری کا پاس رکھو، اللہ تمہارا نگراں ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۷۰تا ۷۱)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہی بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔''

اس کے بعد ولی اور دونوں گواہوں کی حاضری میں ایجاب وقبول کیا جائے۔ ایجاب کے معنی ہیں کہ ولی یا اس کا قائم مقام ہونے والے شوہر کو مخاطب کر کے کہے کہ فلاں عورت یا لڑکی (عائشہ، فاطمہ) جو فلاں کی بیٹی ہے تمہاری زوجیت میں اتنے مہر کے ساتھ دی جارہی ہے، تم قبول کرتے ہو؟ اس کے بعد، ہونے والا شوہر قبول کرے اور صریح الفاظ میں کہے میں نے اس عورت یا لڑکی کو اس مہر کے ساتھ اپنی زوجیت میں قبول کیا۔

ایجاب وقبول کے بعد نکاح مکمل ہوگیا، اب فلاں عورت اس کی بیوی ہوگئی، اس کے ساتھ خلوت وغیرہ سب جائز ہوگیا، یہاں تک کہ اگر مذاق اور مسخرہ پن میں ہی

طرفین سے یہ ایجاب وقبول ہوا ہو پھر بھی شرعی طور پر نکاح مکمل ہو گیا اور اس کے تمام احکام اس نکاح پر جاری ہوں گے، مسخرہ اور مذاق اس میں حقیقت بن کر رہے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلطِّلَاقُ وَالنِّكَاحُ وَالرَّجْعَةُ.)) ❶

''تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی میں تو سنجیدگی ہے ہی، مگر اگر مذاق میں بھی کہی تو وہ سنجیدگی ہی کی طرح ہے، نکاح کرنا کرانا، طلاق دینا، اور طلاق دے کر رجوع کرنا''

تمام مذاہب میں بھی یہی صحیح مسئلہ ہے کہ اگر دل لگی میں بھی نکاح اور ایجاب و قبول کرلیا تو نکاح لازم ہو گیا۔ ❷

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں: کہ دل لگی میں طلاق اور نکاح سے طلاق اور نکاح صحیح ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے اور یہی قول صحابہ وتابعین اور جمہور ائمہ کا بھی ہے۔ ❸

یعنی اس نکاح پر تمام شرعی احکام جاری ہوں گے، طرفین میں سے کسی کا یہ عذر قبول نہ کیا جائے گا کہ ہم مذاق کر رہے تھے۔

حاضرین نکاح کے لئے کیا مستحب ہے؟

عقد نکاح یا ولیمہ میں حاضر ہونے والوں کے لئے مستحب ہے کہ زوجین کے لئے خیر وبرکت کی دعا کریں۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ''بارک اللہ

---

❶ سنن ابی داؤد، ص: ۳۳۲، حدیث نمبر: ۲۱۹۴ سنن الترمذی، ص: ۲۸۲، حدیث نمبر: ۱۱۸۴ عن ابی ھریرۃ مرفوعا وسنن ابن ماجه، حدیث نمبر: ۲۰۳۹.

❷ دیکھیں: فتح القدیر: ۱۹۹/۳۔ المغنی لابن قدامه: ۶۱/۷۔ کشاف القناع: ۴۰/۵۔ حاشیة الدسوقی: ۲۲۱/۲۔ روضة الطالبین: ۵۴/۸.

❸ الفتاوی الفقهیة الکبری: ۶۳/۶.

لک'' کہہ کر مبارک بادی دی۔ ❶

جابر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اس طرح مبارکباد دی تھی:

((بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ.)) ''اللہ تمہیں برکت سے نواز ے۔''

یا آپ نے ان سے ''خَیْرًا'' کہا۔ ❷

علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے ان الفاظ میں برکت کی دعا دی تھی:

((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا فِیْ بِنَائِھِمَا.)) ❸

''اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈال، اور ان دونوں کی پہلی ملاقات میں برکت دے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت انصار کی عورتوں نے یہ کہہ کر مبارکباد دی:

((عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ.)) ❹

''یعنی خیر و برکت اور اچھے شگون پر شادی ہوئی۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شادی والے آدمی کو دعا یہ دیتے:

((بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ.)) ❺

''تمہارے لئے اللہ برکت کرے اور تمہارے اوپر برکت ڈالے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں اکٹھا رکھے۔''

ایک روایت میں ہے ((جَمَعَ بَیْنَکُمَا عَلٰی خَیْرٍ)) ''تم دونوں کو خیر و بھلائی پر

---

❶ صحیح بخاری: ۲۷۶/۹، حدیث نمبر: ۵۱۵۵.

❷ صحیح بخاری: ۱۲۱/۹، حدیث نمبر: ۵۳۶۱.

❸ ابن سعد: ۲۰/۸، بسند حسن، و آداب الزفاف للالبانی، ص: ۱۷۴.

❹ صحیح بخاری: ۲۷۷/۹، حدیث نمبر: ۵۱۵۶.

❺ آداب الزفاف للالبانی بمراجعه، ص: ۱۷۴.

اکٹھا رکھے۔"

اس نکاح کے بعد میاں بیوی نئی زندگی میں داخل ہو رہے ہیں اس لئے ایک مسلمان کی طرح ہر ایک کو دوسرے کے حقوق کا پہچاننا ضروری ہے اور ان کی ادائیگی واجب ہے، ورنہ اللہ کے ہاں ہر ایک مسئول ہوگا، اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور جوابدہ ہونے کا ایمان رکھتے ہوئے ہر ایک کو چاہئے کہ دوسرے کے حقوق میں کوئی کمی نہ ہونے پائے ورنہ قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی۔

اس نئی زندگی کو سنت رسول کے مطابق گذارنی ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے خطبۂ نکاح میں ان مذکورہ تین آیات کو پڑھ کر لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کی تاکید فرمائی، اور مرتے دم تک مسلمان بن کر احکام اسلام پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ پھر دونوں کو بلکہ میاں بیوی کے خاندان کے لوگوں کا بھی ذکر کر کے سب کو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی اور پھر بہت سے اختلاف میاں بیوی اور دونوں خاندان میں بسا اوقات غیر معقول اور بے ادبی کی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں، بات کو بتنگڑ بنا کر فتنہ کھڑا کر دیا جاتا ہے، اس وجہ سے آخری آیت میں درست بات اور محبت ونرمی کی بات کرنے کا حکم دیا تاکہ کسی کی دل خراشی اور ایذاء کا سبب نہ بنے۔

باب نمبر ۲

شرعی آداب عامہ

مسواک کرنا

عورت اور مرد کو چاہئے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے شرعی آرائش وزینت کرے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ﴾ (الاعراف: ۳۲)

''اے نبی آپ کہہ دیں کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے اور اچھی روزی کو کس نے حرام کیا ہے؟''

مرد کو چاہئے کہ اپنے کپڑے اور جسم کو پاک صاف رکھے، خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے، خصوصاً آدمی پہلی رات بیوی کے پاس جا رہا ہے تو اپنے منہ کو صاف کر لے، اور کوئی ایسی حالت نہ ہو کہ بیوی کو اس سے پہلی ہی رات میں نفرت ہو جائے۔ شاید یہی حکمت ہوتی تھی کہ افضل الخلق ہمارے نبی معلم الاخلاق ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو پہلے مسواک کرتے۔

شریح کہتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو آپ کا پہلا کام کیا ہوتا تھا؟ کہا کہ سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ ❶

---

❶ صحیح مسلم: ۲۲۰/۱، حدیث نمبر: ۲۵۳.

یوں عام طور پر آپ مسلمانوں کو مسواک کرنے کی ہر حالت میں تاکید فرماتے نیز اس کی فضیلت میں بہت سے احادیث بھی آئی ہیں، خصوصاً آپ صلاۃ کے وقت مسواک کا حکم دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر صلاۃ کے وقت مسواک کا وجوبی حکم دیتا۔ ❶

مگر گھر میں داخل ہوتے ہی مسواک کرنے کا معنی کچھ اور بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے قریب ہوں گے تو اچھی سے اچھی حالت میں ہوں، اگرچہ آپ ہر حالت میں اچھی ہیئت میں ہوتے تھے لیکن امت کی تعلیم کے لئے آپ بہت سے ایسے کام کرتے جو امت کی اچھائی کے لئے ہو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَتَزَیَّنَ لِلْمَرْأَةِ كَمَا اُحِبُّ اَنْ تَتَزَيَّنَ لِیَ الْمَرْأَةُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ:۲۸۸).)) ❷

''یعنی میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے لئے زینت کروں جس طرح یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے زینت کرے۔''

امام بیہقی نے اس اثر کو "باب حق المرأة علی الرجل" یعنی ''عورت کا حق مرد کے اوپر کیا ہے؟'' میں ذکر کیا ہے۔

امور فطرت پر مداومت

اسی طرح امور فطرت پر مداومت رکھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امورِ فطرت دس ہیں، مونچھوں کا کاٹنا، داڑھی کو بڑھانا،

---

❶ صحیح مسلم: ۱/۲۲۰، حدیث نمبر: ۲۵۲.

❷ مصنف ابی شیبہ: ۵/۲۷۳۔ تفسیر الطبری: ۴/۵۳۲۔ السنن الکبریٰ البیہقی: ۷/۲۹۵.

مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے پوروں کو خصوصی توجہ سے دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال کو مونڈنا، استنجا کرنا، دسویں چیز کلی کرنا ہے۔ ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پانچ چیزیں فطرت کی ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف کے بال مونڈنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھوں کو کاٹنا۔ ❷

اور ایک حدیث میں ہے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کے تراشنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے، زیر ناف کے بال مونڈنے کے بارے میں آخری مدت چالیس دن مقرر فرمائی ہے، اس سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ ❸

ناخن کا بڑھانا مردوں عورتوں کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ فطرت اسلام کے خلاف ہے، لیکن کفار و کافرات کی تقلید میں مسلمان سوسائٹی میں ناخن بڑھانے کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ ناخن کے کاٹنے میں صفائی ستھرائی ہے، پوری دنیا متفق ہے کہ ناخن کے اندر میل کچیل سے جراثیم بد پیدا ہو کر نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح زیب وزینت کی خاطر سفر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کہا کہ مدینہ میں رات میں داخل ہوں تا کہ عورت کو زیر ناف صاف کرنے اور کنگھا کرنے کا موقع مل جائے۔

اچھا لباس پہننا

اسی طرح چاہئے کہ مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے اچھے سے اچھا

❶ صحیح مسلم: ۱/ ۲۲۳، حدیث نمبر: ۲۶۱۔ سنن النسائی، ص: ۷۶۵، حدیث نمبر: ۵۰۴۰.
❷ صحیح بخاری: ۱۰/ ۴۱۱، حدیث نمبر: ۵۸۸۹۔ صحیح مسلم: ۱/ ۲۲۲، حدیث نمبر: ۲۵۷.
❸ صحیح مسلم: ۱/ ۲۲۲، حدیث نمبر: ۳۵۸.

لباس پہنیں، حتی الامکان بخل نہ کریں۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ﴾ (۲۶:)

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے اوپر شرمگاہ کے ڈھکنے کے لئے لباس فرض کیا ہے، اور ظاہری زینت کا سامان بھی اتارا ہے، لیکن تقوی کا لباس سب سے بہتر ہے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، یہ سن کر کسی صحابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اور جوتا اچھا ہو، تو آپ نے فرمایا: یہ تو خوبصورتی ہے، اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبر یہ ہے کہ کوئی حق بات کو رد کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ [1]

ایک جنس کا دوسرے سے مشابہت کا حکم

مردوں اور عورتوں کے لئے زینت وہی جائز ہے جو شریعت نے حلال کی ہے، مرد مرد کی زینت کرے، عورتوں کی طرح شکل نہ بنائے۔ کوئی بھی زینت کی چیز جو شرعا اور عرفا عورتوں کے ساتھ خاص ہے مرد اسے ہرگز نہ استعمال کرے، اسی طرح عورت کے لئے مرد کی شکل وشباہت بنانی حرام ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی شکل بناتے

---

[1] صحیح مسلم: ۹۳/۱، حدیث نمبر: ۹۱.

ہیں۔آپ نے مزید فرمایا: کہ انہیں اپنے گھروں سے بدر کردو، چنانچہ خود نبی ﷺ نے فلاں کو نکال دیا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا۔ ❶

دوسری روایت میں ''مُتَرَجِّلَاتٌ'' کی تفسیر آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مردوں سے مشابہت بنانے والی عورتیں ہیں۔'' ❷

اس لئے مرد سونے کی انگوٹھی نہ پہنے، کسی مرد کو پہننے کے لئے سونے کی انگوٹھی کا ہدیہ بھی دینا جائز نہیں، بہت سے لوگ بیوی کے گھر والوں سے پائی ہوئی سونے کی انگوٹھی بڑے فخر سے پہنتے ہیں۔ اگر کوئی کسی مرد کو سونے کا کوئی بھی زیور ہدیہ میں دے تو قبول کرسکتا ہے وہ اس کا مال ہوگا عام مال ہی کی طرح اس سے استفادہ کرسکتا ہے مگر پہن نہیں سکتا۔ یہ بات جاننی چاہئے کہ سونے کی کوئی چیز بھی مرد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اسی طرح ریشمی کپڑے کا پہننا بھی مرد کے لئے جائز نہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ يَلْبَسِ الذَّهَبَ مِنْ أُمَّتِي فَمَاتَ وَهُوَ يَلْبَسُهُ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ذَهَبَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ مِنْ أُمَّتِي فَمَاتَ وَهُوَ يَلْبَسُهُ حُرِّمَ عَلَيْهِ حَرِيْرُ الْجَنَّةِ.)) ❸

''میری امت میں سے کوئی بھی سونا پہنے ہوئے مرے گا تو جنت کا سونا اللہ تعالی اس کے اوپر حرام کردے گا، اسی طرح میری امت میں سے کوئی بھی ریشم کا کپڑا پہنے ہوئے مرے گا تو اللہ تعالی اس پر جنت کا ریشمی کپڑا حرام کردے گا۔''

---

❶ مسند احمد: ۱: ۲۲۷۔ ❷ مسند احمد: ۱/ ۲۵۴۔

❸ مسند احمد: ۲/ ۱۶۶۔

یہ حدیث اور اسی طرح دوسری عام حدیثوں سے سونے کے استعمال کی حرمت مرد وعورت دونوں کے لئے ظاہر ہوتی ہے، لیکن اسی حدیث میں حریر اور ریشم کی حرمت کا بھی ذکر ہے، اس وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم کے لفظ کے ساتھ صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ حریر اور ریشم عورتوں کے لئے بالاتفاق حلال ہے۔ اور پھر دوسری احادیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے داہنے دست مبارک میں سونا لیا اور بائیں دست مبارک میں ریشم لیا، اٹھا کر کے فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ ❶

مسلمانوں کے اندر غیر مسلموں کی تقلید میں ایک عادت یہ بھی آ گئی ہے کہ شوہر کو لڑکی والے سونے کی انگوٹھی منگنی کے وقت دیتے ہیں، اور اس کو بہت سے پہنتے بھی ہیں اور فخر سے کہتے ہیں کہ یہ منگنی کی انگوٹھی ہے۔ در اصل یہ عادت ایک خاص عقیدے کے تحت نصاری کی ایجاد ہے، اس اعتبار سے اگر منگنی میں شوہر و بیوی ایک دوسرے کو چاندی ہی کی انگوٹھی پہناتے ہیں تو مشابہت کفار کی بنا پر حرام ہوگا۔ چہ جائیکہ مرد کو سونے کی انگوٹھی پہنائی جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔ ❷

اسی طرح عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کا انگارا قصداً اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے چلے

---

❶ مسند احمد: ۹۶/۱۔ یہ حدیث صحیح ہے، اس کے بہت سے شواہد بھی ہیں۔

❷ صحیح بخاری: ۳۸۷/۱۰، حدیث نمبر: ۵۸۶۴.

جانے کے بعد کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالو کسی کام آجائے گی، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جب اسے نبی کریم ﷺ نے پھینک دیا تو میں اسے ہرگز نہ لوں گا۔ ❶

ابوثعلبہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ایک لکڑی سے اس پر مارنے لگے، جب نبی کریم ﷺ سے انہیں ذرا سا موقع ملا تو ابوثعلبہ نے اسے نکال کر پھینک دیا، نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہیں تکلیف بھی پہونچائی تمہارا نقصان بھی ہوا۔ ❷

اس لئے ہم مسلمانوں کو اسلامی عقل سے اپنے معاملات کو سوچنا ہے، اور اسلامی عقل ہی سے انہیں برتنا ہے، بچوں کی طرح اپنی عقل نہ بنا کے رکھیں کہ ہر کسی چیز سے وہ بہل جاتے ہیں اور اسی سے مانوس ہوجاتے ہیں۔ اسی صورت میں ہم لغویات اور ناجائز اعمال سے محفوظ رہ سکیں گے۔

مردوں کو داڑھی بڑھانے کی تاکید

مردوں کے لئے داڑھی منڈانا حرام ہے، داڑھی بڑھانے کا حکم نبی کریم ﷺ نے مختلف الفاظ میں دیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى.)) ❸

''مونچھوں کو پست کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔''

---

❶ صحیح مسلم: ۳/ ۱۶۵۴ - ۱۶۵۵، حدیث نمبر: ۲۰۸۹.

❷ سنن النسائی، ص: ۷۸۴، حدیث نمبر: ۵۱۹۰.

❸ صحیح بخاری: ۱۰/ ۴۳۰، حدیث نمبر: ۵۸۹۳.

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَوَفِّرُوا اللُّحٰى، وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.)) ❶

''مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج اور عمرہ کے بعد داڑھی کو مٹھی سے پکڑ کر نیچے سے کاٹ دیتے تھے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل کی تاویل یہ کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے قول ﴿ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ﴾ (الفتح: ۲۷) ''یعنی اپنے سروں کے بالوں کو منڈاؤ گے اور کاٹو گے'' کی بنا پر حج یا عمرہ میں جب سر کے بال منڈا لیتے تو پھر بال کے کاٹنے کا موقع نہ رہتا تو داڑھی کو اپنے اجتہاد سے کاٹ کر مقصرین پر بھی عمل کر لیتے تھے، عام طور پر دوسرے اوقات میں وہ داڑھی کو نہ کاٹتے تھے۔

ٹخنوں سے نیچے مردوں کے کپڑوں کا حکم

مرد اپنے کپڑے ٹخنوں سے نیچے ہرگز نہ پہنیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ شعبہ بن حجاج، محارب بن دثار سے اور محارب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) ❷

''جو اپنے کپڑے گھمنڈ سے گھسیٹ کر چلا تو اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ شعبہ محارب بن دثار سے کہتے ہیں کہ کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے تہبند کا ذکر کیا تھا؟ محارب کہتے ہیں کہ نہ تہبند کی تخصیص کی اور نہ ہی

❶ صحیح بخاری: ۱۰: ۴۲۸، حدیث نمبر ۵۸۹۲.
❷ صحیح بخاری: ۱۰/ ۳۱۶، حدیث نمبر: ۵۷۹۱.

قمیص کی۔"

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"مَوْضِعُ الْإِزَارِ...الخ" "تہبند کی حد آدھی پنڈلی تک ہے، اگر مزید نیچا کرنا ہوتو پوری پنڈلی تک ہو" ((وَلَا حَقَّ لِلْكَعْبَيْنِ فِي الْإِزَارِ)) "تہبند میں دونوں ٹخنوں کا کوئی حق نہیں ہے۔"❶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل تہبند لمبا اور ٹخنوں سے نیچے کر کے چلنے والے کو نظر رحمت سے نہیں دیکھتا۔❷

خوشبو کا استعمال

مرد کو چاہئے کہ طیب یعنی خوشبو کا بھی استعمال کرے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی اگر اللہ نے دیا ہے تو اس میں بخل نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ.))❸

"تمہاری دنیا کی چیزوں میں مجھے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔"

اسی طرح اسلام میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر خصوصاً خوشبو استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اللہ تعالی دے تو اچھے کپڑے پہنے خصوصا جب مرد عورت کے سامنے ہو، لیکن یہ زینت شرعی حدود میں ہونا ضروری ہے۔

---

❶ سنن النسائی، ص: ۸۰۱، حدیث نمبر: ۵۳۲۹.

❷ سنن النسائی، ص: ۸۰۳، حدیث نمبر: ۵۳۳۲.

❸ صحیح الجامع الصغیر: ۸۷/۳.

کپڑوں کی شرعی حالت

یہ بات اسلام کی ضروری تعلیمات میں سے ہے کہ مرد وعورت میں سے ہر ایک کو شوہر و بیوی کے علاوہ دوسروں سے اپنی ستر کو ڈھانکنا ضروری ہے اس لئے مرد کو ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں جس سے اس کی ستر اور شرمگاہ نہ ڈھکے، مثلاً شفاف کپڑے، یا ایسے تنگ کپڑے پہنے جن سے آگے پیچھے کی شرمگاہ ظاہر ہو رہی ہو، کیونکہ لباس کا مقصد ہی شرمگاہ کا چھپانا اور اس سے زینت لینا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ﴾ (۲۶:۷)

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے اوپر لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے۔''

کپڑوں میں فوٹو کا حکم

مرد اور عورت دونوں کو ایسے کپڑے پہننے جائز نہیں جن میں ذی روح کی تصویر بنی ہو، کیونکہ بلاضرورت فوٹو اسلام میں جائز نہیں، بنانے والے پر بھی گناہ اور فوٹو کے استعمال کرنے والے پر بھی گناہ ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے ایک چادر خریدی جس میں فوٹو بنے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے ہی پر کھڑے ہو گئے، گھر میں داخل نہ ہوئے، تو میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار محسوس کیے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کے جناب میں اور اللہ کے رسول کے سامنے میں توبہ کر رہی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا ہے، اس پر آپ

نے فرمایا:

((اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.)) [1]

''بے شک ان تصویروں والے عذاب دیے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ جن کو تم نے اپنے ہاتھ سے گھڑا اور بنایا ہے انہیں زندہ کرو، پھر فرمایا کہ جس گھر میں فوٹو ہوتے ہیں ان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں جن میں فوٹو کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں صلیب (سولی) جو نصاری کی دینی علامت ہے اس کا لٹکانا جائز نہیں، لیکن مسلمانوں میں دینی شعور کی کمی کی یا عدم شعور کی وجہ سے صلیب بھی مسلمانوں میں رائج ہے اور بعض نوجوان غیر مسلموں کو دیکھ کر صلیب کی زنجیر گردن میں لٹکائے ہوئے دیکھے گئے، جس طرح بعض ملکوں میں مسلمان نوجوان ہندو قوم کی علامت رکھشا بندھن کو بھی اپنے ہاتھ میں باندھتے دیکھے گئے، یہ چیز جائز نہیں۔ اسی طرح کپڑوں میں صلیب کا فوٹو بھی ہو تو وہ کپڑا پہنا جائز نہیں جب تک کہ صلیب کو مٹا نہ دیا جائے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز دیکھتے جس میں صلیب کی نشانی ہوتی تو اسے توڑ دیتے۔ [2]

اسی طرح مرد و عورت کسی کے لئے جائز نہیں کہ شہرت کا اور اجنبی شکل کا لباس پہنیں کہ لوگ دیکھ کر کہیں کہ فلاں نے نئے قسم کا لباس جو عرف عام میں استعمال نہیں

---

[1] صحیح بخاری: ۳۲۵/۴، حدیث نمبر ۲۱۰۵.

[2] صحیح بخاری: ۷۰/۱۰، حدیث نمبر: ۵۹۵۲، باب نقض الصور.

ہوتا ہے پہن رکھا ہے، اس میں غیر مسلموں کے لباس یا ایسے خاص رنگ کے لباس جو مسلمانوں میں رائج نہیں ہیں سب داخل ہیں۔

غیر مسلموں کے لباس کا حکم

اسی طرح کوئی ایسا لباس نہ مرد پہنے نہ عورت پہنے جو غیر مسلموں کا لباس ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آذربیجان کے لوگوں کو خط بھیجا جس میں آپ نے تاکید فرمائی کہ:

((اِیَّاکُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِیَّ اَهْلِ الشِّرْکِ.)) ❶

''ناز ونعمت میں زندگی گذارنے اور مشرکوں کے لباس سے دور رہو۔''

اور پھر کفار کے خاص لباس کا پہننا ان کی مشابہت میں سے ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.)) ❷

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔''

عورت کا زیب وزینت کرنا

عورت کے اوپر بھی ضروری ہے کہ شوہر کی خاطر زیب وزینت کرے یہ شوہر کا حق ہے۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی اور ابو الدرداء کے درمیان مواخات کیا تھا (یعنی ہجرت کے بعد دونوں کو بھائی بنایا تھا) سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تو ام الدرداء کو دیکھا کہ عام کپڑوں میں بغیر زیب و

---

❶ صحیح مسلم: ۶۴۲/۳، حدیث نمبر: ۱۲/۲۰۶۷.

❷ سنن ابی داؤد، ص: ۲۰۳، حدیث نمبر: ۴۰۳۱، باب فی لبس الشهرة.

زینت کے رہتی ہیں تو ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ تم یوں بہت سادی سی رہتی ہو؟ ام الدرداء نے جواب دیا کہ آپ کے بھائی ابوالدرداء کو دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ جب ابوالدرداء آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانے کا انتظام کیا اور کہا کہ کھاؤ، ابو الدرداء نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہ کھاؤں گا، پھر ابوالدرداء نے کھایا۔ جب رات ہوئی تو ابوالدرداء قیام اللیل کرنے کے لئے اٹھے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جاؤ، سو گئے۔ پھر اٹھے کہ قیام اللیل کریں پھر سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ، وہ پھر سو گئے۔

جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اٹھو پھر دونوں نے قیام اللیل کی صلاۃ پڑھی، اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے رب کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے، تو ہر ایک حق والے کا حق ادا کرو۔ ابوالدرداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور سلمان رضی اللہ عنہ کی بات کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا۔ (1)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو چاہئے کہ گھر میں زیب و زینت سے رہے، اور یہی طریقہ عہد نبوی میں صحابیات کا تھا، تبھی تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھ کر کہا کہ تم ان سادے کپڑوں میں کیوں ہو؟ انہوں نے مقصدِ سوال سمجھ کر جواب دیا کہ کس کے لئے زیب و زینت کروں جبکہ ہمارے شوہر ہماری طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عورت کا حق بستر اور ہم بستری اس کا اپنا شرعی

---

(1) صحیح بخاری: ۴/۲۰۹، حدیث نمبر: ۱۹۶۸.

حق ہے، اور حق کی عدم ادائیگی کی صورت میں انسان کو اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہوگا۔ اور مسلمان کو بھولنا نہ چاہئے کہ حقوق العباد کی وجہ سے حق چھیننے والے اور حق ادا نہ کرنے والے کی نیکیاں چھین کر مظلوم (جس کی حق تلفی کی گئی ہے) کو دے دی جائیں گی۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ جو عورت شوہر والی نہیں ہے تو اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ زیب وزینت سے دور رہے، لیکن اگر زینت کر رہی ہے تو جائز ہے لیکن زینت کے متعلق پابندیوں کو ملحوظ رکھے، یہاں تک کہ اگر بوڑھی عورت بھی زینت کا لباس پہنتی اور دوسری زینت کی اشیاء کو استعمال کر رہی ہے تو اس کے لئے بھی جائز ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ﴾ (النور: ٦٠)

”بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید اور خواہش نہ رہی وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں۔“

شوہر والی عورت کے لئے خضاب ومہندی وغیرہ بھی مستحب ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کسی عورت نے ایک خط دینے کے لئے نبی کریم ﷺ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک نہ بڑھایا، عورت نے کہا، اے اللہ کے رسول! خط دینے کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا لیکن آپ نے خط نہیں لیا، تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس

عورت نے کہا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے، سن کر آپ نے فرمایا کہ تم عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی سے رنگ لیتی۔ ❶

اگر عورت کے بال سفید ہو رہے ہیں تو کالے رنگ کو چھوڑ کر کسی بھی رنگ سے اپنے بالوں کو خضاب لگا سکتی ہے، اسی طرح مرد بھی وہی خضاب لگا سکتا ہے۔ کالے رنگ کے علاوہ کوئی بھی رنگ بالوں میں لگانا جائز ہے، کیونکہ جب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کے سر کے سفید بال کو کالے رنگ کے علاوہ کسی بھی رنگ سے بدل دو۔ ❷

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مہندی کا لگانا عورتوں کے لئے مستحب ہے، اسی طرح اگر ناخن پالش کا استعمال کر رہی ہیں یا کوئی ایسا رنگ جو ناخن وغیرہ پر طہارت کا پانی پہونچنے سے مانع نہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر رنگ منجمد ہو اور طہارت کے پانی کے پہنچنے میں مانع ہوتا ہو تو ایسا رنگ لگانا جائز نہیں، ہاں اگر نفاس یا حیض کی حالت میں جب کہ غسل اور وضو کی ضرورت نہ ہو لگائیں جو وقت ضرورت پر نکل جائے تو ایسی حالت میں منجمد رنگ کا لگانا جائز ہے۔ لیکن عورتیں اپنی زینت کی اشیاء شوہر یا محارم کے علاوہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ (النور: ۳۱)

”اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی

---

❶ سنن ابی داؤد، ص: ۱۲۲۱، حدیث نمبر: ۴۱۶۶۔ سنن النسائی، ص: ۲۷۱، حدیث نمبر: ۵۰۸۹.
❷ صحیح مسلم: ۱۶۶۳/۳، حدیث نمبر: ۲۱۰۲.

شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔''

یعنی جس کا ظاہر کرنا ناگزیر ہے مجبوراً اگر کوئی زینت ظاہر ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اسی طرح زینت کو ظاہر کرنے کا قصد نہ کریں، حتی کہ ایسی چال نہ چلیں جس سے مردوں کی نظریں اٹھیں اور وہ متوجہ ہوں۔ اگر زینت کی کوئی ایسی چیز پہن رکھی ہے جس میں آواز ہو تو اس آواز کو چھپانا ان پر واجب ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ﴾

(النور: ۳۱)

''اور اپنے پیروں کو زمین پر مار کر نہ چلیں جس سے ان کی چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو۔''

نیز یہ بھی ہر گھڑی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک مسلمان مرد یا عورت کی نیت ہمیشہ صالح ہی ہونی چاہئے، مرد یا عورت کوئی بھی اگر حق زوجیت کی ادائیگی اور حسنِ معاشرت وطلبِ عفت کے لئے ایک دوسرے کے لئے زینت کر رہے ہیں تو انہیں اس فعل میں اجر ملے گا، اس لئے دونوں کی یہ نیک نیت ہو کہ کسی اجنبی عورت یا اجنبی مرد کے لئے زینت نہیں کر رہے ہیں۔ یقیناً اگر نیت میں یہ فساد آیا تو گناہ ہوگا۔ اسلام کا عام قاعدہ ہے ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) ''اعمال کی صحت وقبولیت کا دار ومدار نیتوں ہی پر ہے۔''

نیز عورت اور مرد دونوں پر لازم ہے کہ حرام چیز سے زیب وزینت نہ کریں، عورتوں کی زینت کے محرمات کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ۔ کفار سے مشابہت کی

زینت بھی حرام ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.)) ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، اُس کا شمار اُنھی میں ہوگا۔''

اسی طرح بہت سی مشتبہ چیزیں بھی ہیں جن کے حلال وحرام ہونے کا شبہ ہے تو مشتبہ سے اجتناب ضروری ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ.... الخ.)) [1]

''حلال چیز واضح ہے، حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان حلال یا حرام ہونے میں مشتبہ بھی کچھ چیزیں ہیں تو جس نے مشتبہ اشیاء سے پرہیز کیا تو اس نے اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ کر لیا، اور جو مشتبہ اشیاء میں پڑا تو اس کی مثال یہ ہے کہ ایک چرواہا کسی کے خاص چراگاہ کے اردگرد اپنے جانور کو چرا رہا ہے تو خطرہ ہے کہ اس کے جانور دوسرے کی چراگاہ میں سے کھالیں۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ: ''جو شخص شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں پڑ گیا۔'' [2]

جس کا مطلب یہ ہوا کہ مشتبہ چیز کے استعمال سے آدمی حرام میں پڑ سکتا ہے، کیونکہ جب کسی چیز کے بارے میں یقینی طور پر نہ معلوم ہو کہ یہ حلال ہے تو اس سے بچنا واجب ہے، بہت ممکن ہے کہ وہ حرام چیز ہو تو اگر وہ چیز واقعی حرام ہے تو اس کے استعمال سے جو گناہ ہو سکتا تھا اس سے آدمی بچ جائے گا، اور اگر وہ حلال تھا تو مشتبہ

[1] صحیح بخاری: ۱۲۸/۱.

[2] صحیح مسلم: ۱۲۱۹/۳، حدیث نمبر: ۱۵۹۹۔ اسی طرح سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن کبری بیہقی وغیرہ میں بھی ہے۔

ہونے کی وجہ سے بچنے پر اسے اجر ملے گا۔

عورت کے بال کے متعلق اہم مسائل

عورت کے بال کے متعلق اہم مسائل یہ ہیں کہ عورت کو سر کا منڈانا جائز نہیں، نبی کریم ﷺ نے سر منڈانے والی عورت سے براءت کا اظہار کیا ہے۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیمار تھے انہیں غشی آ گئی تو ان کے گھر کی کوئی عورت چیخ پڑی، جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے کہا کہ میں اس چیز سے بری ہوں جس سے نبی کریم ﷺ بری ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے براءت کا اظہار فرمایا ہے جو بآواز بلند چیخے اور سر کے بال منڈائے اور کپڑوں کو پھاڑے۔ ❶

(اس حدیث کے عام لفظ (اَلْحَالِقَۃَ) سے معلوم ہوا کہ عورت کو عام حالات میں سر کے بال منڈانا جائز نہیں۔ اسی معنی کی ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ ❷

ہاں! اگر عورت بال منڈانے پر مجبور ہو جائے تو جائز ہے۔

تنبیہ: بال کے کاٹنے کی زینت سے متعلق یہ کہنا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ عہد نبوی میں عورتیں چوٹیاں رکھتی تھیں، بالوں کو شادی کے بعد نہ کاٹتی تھیں جیسا کہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن تابعی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات، رسول اللہ ﷺ کے بعد اپنے بالوں کو کاٹ لیتی تھیں یہاں تک کہ وفرۃ کی شکل میں ہو جاتا۔ 'وفرہ' اس

---

❶ صحیح مسلم: ۱۰/۱۱، حدیث نمبر: ۱۶۷۔

❷ سنن الترمذی، ص: ۲۲۰، حدیث نمبر: ۹۱۴۔ یہ حدیث اسنادی طور پر اگرچہ ضعیف ہے مگر پہلی حدیث کی بنا پر اسے حسن لغیرہ کا درجہ دیا جائے گا۔

بال کو کہتے ہیں جو کان کی لو تک پہنچتا ہو۔ ❶

لیکن یہ بات محقق ہے کہ ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد زینت نہ کرنے کے لئے بالوں کو کاٹتی تھیں، اور تا کہ بال پر توجہ دینے میں تکلف نہ کرنا پڑے۔ لیکن ان شاء اللہ اگر عورت اپنے بال اس حد تک کاٹتی ہے کہ کافرہ عورتوں یا مردوں سے مشابہت نہ ہو تو اس حد تک زینت اور سنگھار کے لئے بال کا کاٹنا جائز ہوگا۔

عورت کا اپنے بالوں کو دوسرے بال کے ساتھ جوڑنا

عورت کا اپنے بالوں کو دوسرے بال کے ساتھ جوڑنا گناہ ہے۔ ❷ اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے:

((لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.))

"نبی کریم ﷺ نے اس عورت پر لعنت بھیجی ہے جو عورت کے بال کے ساتھ دوسرے بال کو جوڑنے کا کام کرتی ہے، اور اس پر بھی لعنت بھیجی ہے جو اپنے بال کے ساتھ دوسرے بال لگاتی اور لگواتی ہے۔"

اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ کسی عورت نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری لڑکی کے بال بیماری کی وجہ سے گر گئے ہیں، اس کی شادی بھی کر دی ہے، کیا اس کے سر میں دوسرا بال جوڑ سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہے اس عورت پر جو یہ کام کرے اور دوسرے سے کروائے۔

---

❶ صحیح مسلم: ۲۵۶/۱، حدیث نمبر: ۳۲۰.

❷ صحیح بخاری: ۴۵۷/۱۰، حدیث نمبر: ۵۹۳۶

مصنوعی بال لگانا

وِگ یعنی پورے سر کے لئے مصنوعی بال کا لگانا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ ایک فریب اور جھوٹ ہے، جیسا کہ سعیدؒ بن مسیب سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس سال حج کیا تو انہوں نے بالوں کا ایک گچھا ہاتھ میں لے کر منبر پر یہ بات کہی کہ لوگو! تمہارے علماء کہاں چلے گئے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی چیزوں سے منع فرمایا ہے، اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بنواسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس کو استعمال کیا۔ [1]

اسی طرح گودنا لگانا اور لگوانا اور ابرو کے بال اکھاڑنا اور اکھڑوانا، اپنے زعم میں خوبصورتی کے لئے دانتوں کو گھسنا گھسانا بھی ناجائز ہے۔ علقمہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ گودنے والی اور گودوانے والی اور بھوں کے بال اکھاڑنے والی اور دانتوں کو گھسانے والی پر اللہ کی لعنت ہو، جو اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑتی ہیں۔ بنواسد کی ایک عورت ام یعقوب کو یہ بات پہنچی تو عبداللہ بن مسعود کے پاس آ کر کہنے لگیں کہ آپ ایسی ایسی عورتوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں، عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ جس پر اللہ کے رسول نے لعنت بھیجی میں کیوں نہ اس پر لعنت بھیجو۔ اور یہ لعنت اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔

کہنے لگیں کہ میں نے پورا قرآن پڑھا ہے مگر مجھے آپ کی یہ بات قرآن میں نہ ملی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم تدبر سے پڑھی ہوتیں تو تمہیں یہ مسئلہ اللہ کی کتاب میں ملتا۔ کیا تم نے یہ آیت ﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ

---

[1] صحیح بخاری: ۱۰/۴۵۷، حدیث نمبر: ۵۹۳۲.

عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ نہیں پڑھی، ''کہ جو کچھ رسول دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آجاؤ'' کہا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: تو پھر پیارے رسول نے اس سے منع کیا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ خود آپ کی اہلیہ یہ کام کررہی ہیں، آپ نے فرمایا: جاکے دیکھو، گئی اور دیکھا تو کچھ نہ پائی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو میں اس کے ساتھ نہ ہوتا۔ ❶

زینت کے دوسرے پہلو

شریعت نے نکاح کے نتائج میں سے یہ بھی بتایا ہے کہ زن وشوہر میں آپس میں محبت قائم رہ کر دائم ہوکر مزید بڑھتی رہے، اس لئے عورت اور مرد جائز حدود تک ضرور زینت کریں، کیونکہ اس سے ایک دوسرے میں محبت بڑھ کر ایک کا دل دوسرے کے ساتھ مزید سکون حاصل کرے گا، اور پھر ایک دوسرے کے لئے عفت وغض بصر کا بھی سبب بنے گا۔ اس لئے ہونٹوں کے سرخ کرنے کے رنگ اور پوڈر، اسی طرح رخسار کو کسی بھی پسندیدہ رنگ میں بدلنے میں عورت پر کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ یہ مواد نقصان دہ نہ ہوں، اور شوہر کو پسند ہوں۔ اگر ان کا ضرر محقق ہو تو ان کا استعمال حرام ہوگا اور مشکوک ہو تو بھی حرام یا مکروہ ہوگا۔

بعض جلدی امراض کے ڈاکٹروں سے بعض اقسام کے رنگوں اور پوڈروں کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے ان کے بے ضرر ہونے کا یقین دلایا، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ چہرے پر خاص رنگ کے پورڈر اور رنگ لگانے والی عورتوں کے چہروں پر جلد ہی سکڑن شروع ہوجاتی ہے۔

❶ صحیح بخاری: ۸/۱۱۲، حدیث نمبر: ۴۸۸۶.

زیر ناف اور بغل کے بالوں کے ازالے کی تاکید یقینی ہے اس کے علاوہ عورت کے جسم کے دوسرے بالوں کے ازالے کے متعلق راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سینے اور پنڈلیوں یا ہاتھوں کے بالوں کو صاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ صاف نہ کرنے کی صورت میں بدشکل ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ اور نصوص شرع میں اس کی حرمت کی دلیل نہیں ملتی، اس لئے اسے جائز کہا جائے گا۔

رخصتی کے وقت خصوصی زینت کا استحباب

شادی میں لڑکی کی رخصتی کے وقت مستحب یہ ہے کہ جائز زینتوں کے ذریعہ اس کی خصوصی زیبائش و آرائش کی جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ سے شادی کی تو میری عمر چھ سال تھی، جب مدینہ ہجرت کر گئے تو ہم لوگ بنوا لحارث بن خزرج میں اترے، تو مجھے سخت بخار آ گیا، یہاں تک کہ میرے بال گر گئے، بال اگنے کے بعد کندھوں تک آ گئے تھے۔ ایک دن میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر کھیل رہی تھی اسی درمیان میری ماں ام رومان نے مجھے آواز دی، میں دوڑی آئی، مجھے کچھ علم نہ تھا کہ کس لئے بلایا ہے، مجھے لا کر گھر کے دروازے پر کھڑا کیا میری سانس پھول رہی تھی، جب کچھ سکون ہوا تو پانی سے میرا سر اور میرا چہرہ دھویا پونچھا پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں، وہاں کچھ انصاری عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے کہا: خیر و برکت ہو، اور اچھا شگون ہے، میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کر دیا، انہوں نے مجھے سنوارا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت آئے، مجھے آپ کے حوالے کر دیا اس وقت میں نو سال کی تھی۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری: ۷/۲۸۳۔۲۸۲، حدیث نمبر: ۳۸۹۴.

شادی میں آلات طرب وگانے بجانے کے حدود

شادی میں دف جو ایک خاص قسم کا آلہ ہے، جو چھلنی کی شکل کا ہوتا ہے جبکہ بعض روایات میں اسے چھلنی ہی کہا گیا ہے، اس کا بجانا مستحب ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ اس کے بجانے والی عورتیں ہوں مردوں کے لئے اس کا بجانا جائز نہیں۔ رُبیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری رخصتی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے اور کچھ چھوٹی بچیاں دف بجارہی تھیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر جو لوگ شہید ہوئے تھے ان کا ذکر کررہی تھیں، ان میں سے ایک نے یہ کہا "وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ" "کہ ہم میں نبی ہیں جو مستقبل کی باتیں جانتے ہیں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یہ بات نہ کہو، پہلے جو کہہ رہی تھیں وہی کہو۔ ❶

عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت کی کسی انصاری سے شادی ہوئی، رخصتی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ! کیا تم لوگوں کے پاس کوئی لہو اور تسلی کی چیز نہیں تھی، کیونکہ انصار کو (جائز) لہو ولعب اچھا لگتا ہے۔ ❷

ایک روایت میں اس "لَهْو" کی تفسیر آئی ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا اس کے ساتھ کوئی چھوٹی لڑکی بھیجی ہے جو دف بجائے اور گائے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ وہ گانے میں کیا کہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کہے:

اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم

"ہم آ گئے ہم آ گئے ہمیں مبارکبادی دو ہم آپ لوگوں کو مبارکبادی دیں۔"

---

❶ صحیح بخاری: ۴۰۰/۷، حدیث نمبر: ۴۰۰۱.

❷ صحیح بخاری: ۲۸۱/۹، حدیث نمبر: ۵۱۶۲.

لولا الذهب الاحمر ما حلت بواديكم

''اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو دلہن تمہاری وادی میں نہ آتی۔''

ولو لا الحنطة السمراء ما سمنت عذاريكم

''اگر گیہوں نہ ہوتا تو تمہاری دوشیزائیں موٹی نہ ہوتیں۔'' ❶

یہ بھی یاد رہے کہ لڑکیوں کا دف بجانا اور گانا صرف شادی اور عید ہی میں جائز ہے۔ عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں قرظہ بن کعب اور ابومسعود البدری اور کوئی تیسرے صحابی تھے ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ کچھ چھوٹی لڑکیاں دف بجارہی تھیں، اور گارہی تھیں، تو میں نے کہا: کہ آپ تو محمد ﷺ کے ساتھی ہو کر اس پر چپ ہیں، تو انہوں نے کہا کہ شادی میں اس کی رخصت ہے، اور میت پر رونے کی بھی رخصت ہے اگر باآواز نہ ہو۔ ❷

صرف دف بجانا جائز ہے

کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے، امام بخاری نے ابو عامر یا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانے کے آلات کو حلال کرلیں گے۔ ❸

اس حدیث سے واضح طور پر آلات طرب کی حرمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ لفظ حدیث ''یَسْتَحِلُّوْنَ'' ''حلال کرلیں گے'' آیا ہے، نیز آلات طرب کو قطعی حرام اشیاء یعنی مردوں کے لئے ریشم کی حرمت اور شراب کی عام حرمت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

❶ المعجم الصغير للطبراني، ص: ٦٩، حدیث نمبر: ٨٣٠۔ مستدرک الحاکم: ١٨٤/٢.

❷ مستدرک الحاکم: ١٨٤/٢۔ السنن الکبری للبیهقی: ٢٨٩/٧.

❸ صحیح بخاری: ٦٣/١٠، حدیث نمبر: ٥٥٩٠۔ السنن الکبری: ٢٢١/١.

یہ بھی یاد رہے کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل نے ہر قسم کے آلات کو حرام کہا ہے سوائے دف کے اور وہ بھی عید اور شادی کے موقع پر، عام حالات میں کسی نے حلال نہیں کہا ہے۔ اس لئے دف کا بجانا مباح اور مستحب ہے۔

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ.)) ❶

"یعنی حلال وحرام نکاح میں فرق کرنے کے لئے دف بجایا جائے، اور آواز ہو یعنی اس کو مشہور کیا جائے۔"

عید کے دن بھی لڑکیوں کا دف بجانا جائز ہے۔ عام دنوں میں اسے شیطان کا باجا کہا گیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ایام منی میں آئے، اس حالت میں کہ دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں، وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ مبارک کو کپڑے سے ڈھک کر لیٹے تھے، دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لڑکیوں کو جھڑکا، ڈانٹا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر کہا: ابوبکر! انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ ❷

دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا کہ شیطان کا باجا رسول اللہ کے پاس بجا رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انہیں گانے دو۔ جب ابوبکر ذرا غافل ہوئے تو میں نے دونوں کو اشارہ کیا، وہ نکل گئیں۔ ❸

اسی طرح گیت گانوں میں عفت و پاکبازی کے اشعار ہونے چاہئیں جن میں

---

❶ سنن النسائی، حدیث نمبر: ۳۳۶۹۔ سنن الترمذی، ص: ۲۵۷، حدیث نمبر: ۱۰۸۸۔ سنن ابن ماجہ، ص: ۳۳، حدیث نمبر: ۱۸۹۶۔ مستدرک الحاکم: ۲/۱۸۴.

❷ صحیح بخاری: ۲/۱۰۲، حدیث نمبر: ۹۸۷.

❸ صحیح بخاری: ۲/۱۱۸، حدیث نمبر: ۲۹۰۷.

برائی کی طرف دعوت نہ ہو، کھل کر عورتوں کے حسن و جمال کا ذکر کر کے سوئی ہوئی شہوت کو بھڑکانے اور فسق و فجور کی دعوت نہ ہو، شراب و کباب کا ذکر نہ ہو، کیونکہ یہ چیزیں عام حالات میں بھی ممنوع ہیں اور شادی میں بھی ممنوع ہیں۔ [1]

نیز فحش اشعار اور گانے کے متعلق صحابی جلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے:

"اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ" ''گانا دل میں نفاق پیدا کر دیتا ہے۔'' [2]

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بچوں کے مربی کو لکھ کر کے حکم دیا کہ انہیں گانے بجانے سے بغض و نفرت رکھنے پر تربیت دے، کہا: کہ سب سے پہلے تمہاری تربیت سے یہ عقیدہ ان کے دلوں میں جاگزیں ہو کہ وہ لہو باطل جس کی ابتداء شیطان سے ہوتی ہے، اس سے بغض و کراہت کرنے لگیں، جس کا نتیجہ رحمٰن کی ناراضگی ہے۔ کیونکہ مجھے قابل اعتماد لوگوں کے ذریعہ یہ بات پہنچی ہے کہ آلاتِ طرب اور گانے سننے اور انہیں گانے سے دل میں نفاق اگتا ہے، اسی طرح جس طرح پانی میں گھاس اگتی ہے، اللہ کی قسم! ایسی جگہوں سے بچنا ایک عقلمند کے لئے دل میں نفاق کے پالنے سے آسان ہے۔ [3]

نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عمر بن الولید کو خط لکھا:

((وَاِظْهَارُکَ الْمَعَازِفَ وَالْمَزَامِیرَ بِدْعَةٌ فِی الْاِسْلَامِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ اِلَیْکَ مَنْ یُّجُزُّ جُمَّتَکَ جُمَّةَ السُّوْءِ.)) [4]

---

[1] دیکھیں: نیل الاوطار: ۲/۲۰۰.

[2] کتاب ذم الملاہی لابن ابی الدنیا۔ السنن الکبری للبیھقی: ۱۰/۲۲۳. اور اس حدیث کو ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، ص: ۸۳۷، حدیث نمبر: ۴۹۲۷ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت درست نہیں ہے۔

[3] تحریم آلات الطرب للالبانی، ص: ۱۲۰.

[4] سنن نسائی: ۲/۱۷۸۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، ص: ۱۳۶.

''تمہارا آلات طرب وگانے کو رواج دینا دین اسلام میں ایک بدعت ہے، میں نے سوچا کہ کسی کو بھیجوں وہ تمہاری بری زلفوں کو کاٹ ڈالے۔''

اسراف اور فضول خرچی کی حرمت

مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک کے اوپر واجب ہے کہ اسراف وفضول خرچی نہ کریں۔لباس اور زینت کی اشیاء نیز کمالیات میں خصوصی طور پر نہ کریں۔اللہ نے اپنے نیک بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝﴾ (الفرقان:٦٧)

''اور وہ لوگ (اللہ کے بندے) ہیں جو خرچ میں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی بخیلی کرتے ہیں، ان دونوں کے درمیان اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: ٣١)

''اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو مگر حد سے نکل کر فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

دولہا اور دلہن کے کمرے میں منکرات

جاندار کے فوٹو کا بنانا یا ان کو حاصل کرنا اور درودیوار پر لٹکانا منع ہے، خواہ وہ فوٹو

مجسم ہوں یا ہاتھ سے بنائے گئے ہوں یا فوٹو گرافی کے ہوں یا پرنٹ کئے گئے ہوں، سب کا استعمال برائے زیب وزینت حرام ہے۔ بوقت ضرورت اور بحسب ضرورت جائز ہوں گے۔ زیبائش وآرائش کے لئے فوٹو گرافی کی کوئی ضرورت نہیں، اگر غلطی سے کسی نے انہیں حاصل کیا ہو تو ان کا ضائع کر دینا واجب ہے، اگر کسی کے پاس ہوں تو جو شخص ایسے لوگوں پر طاقت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ ان فوٹوؤں کو ضائع کر دے۔

عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، میں نے گودام کے دروازے پر پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں فوٹو بنے تھے، ایک روایت میں ہے کہ پر والے گھوڑوں کی شکل بنی تھی، دیکھتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ دیا اور آپ کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، اور فرمایا: عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے یہاں ان لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا جو اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کی نقل اتارتے ہیں، دوسری روایت میں ہے کہ ان فوٹو والوں کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو زندہ کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں فوٹو یا اسٹیچو ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے اسے پھاڑ کر اس سے تکیے بنا دیے، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس پر ٹیک لگائے ہوتے تھے، اس میں فوٹو دکھائی دے رہے تھے۔ [1]

اس حدیث سے فوٹو بنانے، اس کو استعمال کرنے اور لٹکانے کی حرمت معلوم ہوتی ہے۔ اس بات کی توضیح بھی ضروری ہے کہ اگر انسان ایسی چیز کو غلطی سے حاصل کر لیتا ہے جس میں فوٹو بنے ہوں تو فوٹو کی شکل بگاڑ کر استعمال کرنا جائز ہوگا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے

[1] صحیح بخاری وغیرہ، آداب الزفاف للالبانی، ص: ۱۸۵.

گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے جن میں فوٹو ہوں۔ کتنی بڑی محرومی ہوگی فرشتوں کے نہ داخل ہونے سے، جو مسلمانوں کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں، شاید ان کی دعاؤں سے بھی محرومی رہے۔ اور کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ کے بندوں کو آفات ومصائب سے بچانے پر بھی مقرر ہیں ان کی مدد سے بھی محرومی ہوسکتی ہے:

﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ﴾ (الرعد: ۱۱)

''اللہ رب العزت کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

اسی طرح مختلف قسم کے گانے بجانے کے آلات کا وجود بھی ایک مسلمان کے گھر میں جائز نہیں، توبہ واستغفار کر کے اسے دور کر دینا واجب ہے۔

رخصتی کے وقت وعظ ونصیحت کی اہمیت

رخصتی کے وقت شوہر اور بیوی کو گھر والوں کی طرف سے نصیحت بہت اہم ہے، خیر کی تذکیر اور یاد دہانی ہر وقت مشروع ہے اور اس انسان کے فلاح وصلاح کی بات ہے کہ آپس میں تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کرتے رہیں۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَالۡعَصۡرِ ۝۱ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝۳﴾ (العصر)

''زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

میاں اور بیوی ایک دوسرے سے اجنبی تھے، بہت ممکن ہے کہ عادات واطوار میں بھی ایک دوسرے کے بعض عادات واطوار کے خلاف پلے ہوں، اور پھر دونوں میں سے ہر ایک اپنے گھر اور خاندان سے کچھ نہ کچھ دور ہوکر زندگی گذارنے پر مجبور ہوں گے۔ بچہ ابھی بچہ تھا، شادی سے پہلے ہمیشہ ماں باپ بھائی بہنوں کی نظروں کے سامنے رہتا تھا، اب ان سے کچھ نہ کچھ دوری اسے سہنا پڑے گی۔

اور لڑکی بھی اپنے ماں باپ کے گود میں اپنے بھائی بہنوں اور خاص اقارب کے درمیان پل رہی تھی، اب نئے افراد اور نئے چہروں کے سامنے ہوگئی، اس لئے ہر ایک کو دوسرے کا حق ادا کرتے ہوئے ایک دوسرے کے اقارب کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے، اور اس باب میں صبر کی بھی ضرورت ہوگی۔ اگر ہر ایک نے ایک دوسرے کے گھر والوں کے ساتھ حسب مطلوب حسن اخلاق نہیں پیش کیا تو خطرہ ہے کہ میاں بیوی کے آپس کے حسن اخلاق پر اس کا غلط اثر نہ پڑ جائے، اور پھر مودت ورحمت کی دیوار میں دراڑ پڑنی شروع نہ ہوجائے۔ اس لئے ماں باپ کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو اچھی سے اچھی نصیحتیں کرتے رہنا چاہئے، اسی طرح ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے ماحول کے لوگوں کو نصیحتیں کریں۔

سب سے اہم نصیحت یہ ہے کہ دونوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو مدنظر رکھیں، کتاب وسنت کے مطابق زندگی گذارنے کا عزم کریں۔ ہر ایک پر جو واجبات اور فرائض ہیں ادا کریں، شوہر اور بیوی کے جو حقوق ہیں ادا کرنے میں کمی نہ کریں۔

حُجر بن قیس کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہ کی منگنی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نصیحت کی اور شرط لگائی کہ:

((هِيَ لَكَ عَلَى أَنْ تُحْسِنَ صُحْبَتَهَا.)) [1]

''کہ فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دے رہا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

فرافصۃ بن الاحوص نے جب اپنی بیٹی نائلہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی کر کے رخصت کیا تو اسے نصیحت کی کہ:

پیاری بیٹی! تم قریش کی ایسی عورتوں میں جا رہی ہو کہ وہ خوشبو اور صفائی ستھرائی پر تم سے زیادہ قادر ہیں، تو مجھ سے دو چیزوں کی نصیحت لے لو، سرمہ لگایا کرنا اور پانی سے اپنے کو صاف ستھری رکھنا یہاں تک کہ تمہاری بو ایسی رہے جیسے مشکیزے سے بارش پڑنے سے بو آتی ہے۔

ام ایاس بنت عوف بن مسلم کے رخصتی کے وقت اس کی ماں نے مندرجہ ذیل نصیحت کی:

بیٹی! اپنا ماحول چھوڑ کر تم جا رہی ہو، جس گھونسلے میں بڑھی پلی اسے خیر باد کہہ رہی ہو۔

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ کی سرمایہ داری اور مالداری کی بنا پر شوہر سے بے نیاز ہو سکتی تو تمہیں ہرگز اپنے سے دور نہ کرتی۔

بیٹی! اپنا ماحول اور اپنا گھونسلہ چھوڑ کر ایسے گھونسلے میں جا رہی ہو جس کے متعلق تمہیں کچھ معلومات نہیں، اور ایسے ساتھی کے پاس جا رہی ہو جس سے تمہیں الفت اور پہلے سے انسیت نہیں، اب وہ تمہارے اوپر مالک اور نگراں ہو گیا ہے، تو تم اس کے لئے لونڈی بن جاؤ، وہ تمہارا غلام بن جائے گا، اور دس باتیں گرہ میں باندھ لو بہت ہی

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۱/ ۱۰۹، حدیث نمبر نمبر: ۱۶۶.

کام آئیں گی:

پہلی بات یہ ہے کہ ہر وقت اس کے سامنے اطاعت میں جھکی رہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ بات کہے تو اسے اچھی طرح سن اور سمجھ کر اس پر عمل کرو۔

تیسری اور چوتھی بات یہ ہے کہ جہاں تمہارے جسم پر اس کی آنکھ اور اس کی ناک پڑتی ہے اس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھو تا کہ اس کی آنکھ کسی ناپسندیدہ چیز پر نہ پڑے اور اچھی خوشبو کے علاوہ بدبو تم سے نہ پائے۔

پانچویں اور چھٹویں بات یہ ہے کہ اس کے کھانے اور سونے کے وقت کا خاص خیال رکھو، کیونکہ بھوک آدمی کو آگ کی طرح بھڑکا دیتی ہے اور نیند کے اچاٹ ہو جانے سے غصہ آتا ہے۔

ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے مال کی حفاظت کرنا اور اس کے اولاد اور خدام کی حفاظت کرنا، مال میں فضول خرچی نہ کرنا، اولاد کو اچھے انداز سے پالنا۔

نویں اور دسویں بات یہ ہے کہ شوہر کی کسی بات کی نافرمانی نہ کرنا، نہ ہی اس کے راز کو فاش کرنا، کیونکہ اگر تم نافرمانی کروگی تو اس کے سینے میں کینہ آ جائے گا، اور اگر اس کے راز کو فاش کروگی تو اس کی بے وفائی سے تم محفوظ نہیں رہ سکتیں۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اگر وہ غمگین ہو تو تم خوشی نہ ظاہر کرنا اور اگر وہ خوش ہو تو تم غم اور رنج نہ ظاہر کرنا۔ [1]

میاں بیوی کے خلوت کے آداب

پہلی رات کی خلوت شوہر اور بیوی کی زندگی کی بہت ہی اہم رات ہوتی ہے اس وجہ سے اس رات میں میاں بیوی کو سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے اس نئی رات اور

---

[1] تحفة العروس، ص: ۹۱۔۹۲۔

نئی زندگی کو شروع کرنا چاہئے، سیرت نبوی کے تصرفات کی برکت سے زندگی میں خوشگواری پیدا کرنی چاہئے۔ اس لئے عروسین کے خلوت سے پہلے شوہر اور بیوی کے محارم کے ساتھ ایک کھلی مجلس کا انعقاد کیا جائے اور اس میں ادب و احترام کے ساتھ بڑے لطف اور وقار و محبت سے سب سے پہلے آپس میں کچھ کھانے اور پینے کا سلسلہ شروع کرنا سنت کے مطابق ہے۔ اس مجلس کو اجنبی مرد و زن کے اختلاط اور اجتماع کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

اسماء بنت یزید بن السکن کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سنوارا، پھر انہیں آپ کے پاس لے کر آئی اور لوگوں کے سامنے کچھ دیر بیٹھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں بیٹھ گئے، اس کے بعد آپ کو دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا، آپ نے دودھ پیا، اور پیالہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرما کر سر نیچا کر لیا، اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے لے لو، تب جا کر لیا اور تھوڑا سا پیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اپنی سہیلی کو پیالہ دے دو، اسماء کہتی ہیں میں نے کہا کہ اللہ کے رسول! آپ لے کر کے اس میں سے کچھ پی لیں، پھر اپنے ہاتھ سے مجھے دے دیں، آپ نے لے کر اس میں سے کچھ پیا پھر مجھے دیا، تو میں بیٹھ گئی اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر پیالے کو ہونٹ کے ساتھ گھماتی رہی تاکہ جہاں سے آپ نے پیا ہے وہاں میرے ہونٹ لگ جائیں، پھر آپ نے میرے پاس کی عورتوں کو پیالہ دینے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اشتہا نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بھوک اور جھوٹ اکٹھا نہ کرو۔ [1]

---

[1] مسند احمد/ ۶/ ۴۳۸، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۸۔ آداب الزفاف للالبانی، ص: ۹۱۔۹۲.

یہاں ایک اہم مسئلہ ملحوظ رہے وہ یہ کہ رخصتی اور شوہر و بیوی کی خلوت سے پہلے گھر کے لوگوں کے ساتھ دونوں کو ایک کھلی مجلس میں کھلی ملاقات کرانے کی سنت کے بہت سے فوائد ہیں۔

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ سب کے سامنے دونوں میں ایک گونہ انسیت ہو جائے گی اور دونوں ایک دوسرے سے قریب ہوتے جائیں گے۔

دوسری بات یہ بھی یاد رہے کہ پیالہ بڑھاتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پیالہ نہیں لیا، اس قسم کی ادا خاص طور پر ایسے موقع ومحل پر بہت ہی مناسب ہے جیسا کہ تامل اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، شوہر کو سنت رسول کے مطابق اس قسم کی اداؤں سے اپنی ہتک نہ محسوس کرنی چاہیے۔

اور پھر اسماء بنت یزید کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو جھڑک کر کہنا اس ماحول کو اور ہی بارونق بنا دیتا ہے۔

اور اس پر مستزاد نبی کریم کا حاضر عورتوں کی طرف توجہ فرمانا بھی اس ماحول کو عطر بیز اور نور افشاں بنا دیتا ہے، جس سے اجتماعیت کے آداب ملتے ہیں۔ لیکن اس بات کی تاکید ہو کہ کہیں یہ مجلس سنت کے خلاف عام مرد و زن کے اختلاط کا مجموعہ نہ بننے پائے۔

خلوت خاص کے آداب

خلوت کے وقت سب سے پہلے شوہر کو چاہیے کہ عورت کے سر پر پیشانی کی طرف ہاتھ رکھ کر پیشانی کے بال پکڑ کر، بسم اللہ کہہ کے یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَاجَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ

مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ.))

''یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اس عورت کا ہر وہ خیر طلب کرتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے، اور تجھ سے اس عورت کے ہر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی عورت سے شادی کرے، یا کوئی غلام یا لونڈی خریدے تو پیشانی کے بال کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔اسی طرح کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کو پکڑ کر مذکورہ دعا پڑھے۔ [1]

شوہر اور بیوی کا اکٹھا دو رکعت صلاۃ پڑھنا

ابوسعید مولی ابی اسید کہتے ہیں کہ غلامی کی حالت میں نے شادی کی تو میں نے کچھ اصحاب رسول کو بلایا، ان میں عبداللہ بن مسعود، ابوذر اور حذیفہ بن الیمان تھے۔ جب صلاۃ کی اقامت ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے چلے تو دوسرے صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ نہیں آگے نہ جاؤ، (یعنی جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ کوئی کسی کے گھر میں امامت نہ کرے) ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر صلاۃ پڑھائی حالانکہ میں غلام ہی تھا۔

اس کے بعد صحابہ کرام نے مجھے سکھایا اور کہا کہ جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو دو رکعت صلاۃ پڑھو اور اللہ سے اس کے خیر کو طلب کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو، پھر دوسرا کوئی کام کرو۔اسی طرح شقیق کی روایت ہے کہ ابوحریز نامی ایک آدمی آئے، اور کہا کہ میں نے ایک نوجوان دوشیزہ باکرہ سے شادی کی ہے، مجھے خوف ہے

[1] سنن ابی داؤد، ص:۳۲۷، حدیث نمبر:۲۱۶۰۔سنن ابن ماجہ، ص:۳۳۳، حدیث نمبر:۱۸۱۸.

کہ وہ مجھے پسند نہ کرے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ الفت ومحبت اللہ کی طرف سے ہے، اور بغض وکراہت شیطان کی طرف سے ہے، شیطان چاہتا ہے کہ اللہ کی حلال کردہ چیز کو تمہارے لئے ناپسند کرنے کا سبب بنے، تو جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو تم دو رکعت صلاۃ پڑھو اور وہ تمہارے پیچھے صلاۃ پڑھے۔ ❶

جماع (ہم بستری) کے وقت کی دعا

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.))

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! تو ہم دونوں کو شیطان سے دور رکھ اور ہمیں جو روزی دے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر ان دونوں کے درمیان اللہ نے اولاد کو مقدر کیا ہے تو شیطان انہیں کبھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ ❷

جماع میں ثواب اور اس کے آداب

جماع اور ہم بستری نیک نیتی اور مشروع طریقے پر ہو تو اس میں بھی اجر وثواب ہے۔

۱: نیک نیتی کا معنی یہ ہے کہ اس سے میاں بیوی کی نیت پاکبازی مقصود ہو اور اولاد صالح کی نیت ہو، نیز مشروع طریقے سے ہونے کا معنی یہ ہے کہ جہاں سے اولاد کی امید ہوتی ہے وہیں جماع ہو، دُبر (پیچھے کے راستے) میں نہ ہو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ مالدار حضرات ہم سے ثواب میں آگے بڑھ گئے، ہماری طرح وہ بھی صلاۃ پڑھتے، صوم رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں۔ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ

❶ آداف الزفاف، ص: ۲۲. ❷ صحیح بخاری: ۹/ ۲۸۴، حدیث نمبر: ۵۱۶۵.

نے تمہارے لئے صدقہ کا راستہ کھول رکھا ہے، ہر تسبیح، ہر تکبیر، ہر تہلیل اور ہر تحمید صدقہ ہی ہے، اسی طرح نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا صدقہ ہی ہے، اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے۔ صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت وخواہش پوری کرتا ہے اس پر بھی اسے اجر ملے گا، آپ نے فرمایا: اچھا بتاؤ اگر وہی شہوت حرام طریقے سے پوری کرے تو کیا اس پر گناہ نہ ہوگا، فرمایا: ضرور ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تو اسی طرح اگر وہ حلال طریقے پر پوری کرتا ہے تو اسے اجر ملے گا۔ مزید آپ ﷺ نے اور چیزوں کو بھی صدقہ کا اجر بتایا اور فرمایا کہ ان سب کے بدلے چاشت کی دو رکعت کافی ہوں گی۔ [1]

۲: جماع کے بعد جماع

اگر ایک بار جماع کے بعد دوسری بار بھی جماع کرنا چاہیں تو افضل یہ ہے کہ بیوی اور شوہر دونوں غسل کرلیں، نہیں تو کم از کم وضو کرلیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بیوی سے جماع کرنے کے بعد دوسری بار بھی جماع کرنا چاہے تو وضو کرلے کیونکہ اس سے مزید چستی آئے گی۔ [2]

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اپنی تمام بیویوں سے جماع کیا، مگر ہر ایک کے پاس غسل کرلیتے، تو میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! آخر میں ایک ہی غسل کافی نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ پاکی اور صفائی کے

---

[1] صحیح مسلم ۲/۶۹۷، حدیث نمبر: ۱۰۰۶.

[2] صحیح مسلم: ۱/۲۴۹، حدیث نمبر: ۳۰۸، صحیح ابن خزیمۃ: ۱/۱۱۰۔ السنن الکبری للبیھقی: ۱/۲۰۸ جس میں چستی کا ذکر ہے، وہ روایت ابن خزیمہ اور بیہقی کی ہے۔

لئے افضل ہے۔ ❶

۳: دبر میں جماع کی حرمت

کسی حالت میں بھی دبر میں جماع کرنا جائز نہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ ایسے آدمی کی طرف نہیں دیکھتا جو کسی مرد یا عورت کے دبر میں جماع کرتا ہے۔ ❷

دوسرے لفظ میں آیا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو عورتوں کے دُبر میں جماع کرتا ہے۔ ❸

دبر میں جماع غیر فطری اور غیر شرعی کام ہے، طبع سلیم اس سے گھن محسوس کرتا ہے، کیونکہ یہ گندگی کی جگہ ہے، نیز اس صورت میں عورت کو لذت جماع سے محروم کر کے اسُ کی حق تلفی ہوتی ہے، نیز طلب طلاق یا خلع کے بہت سے واقعات اس فعل بد کی بنا پر واقع ہوجاتے ہیں۔

۴: جماع سے پہلے بوس وکنار

جماع کے آداب میں سے یہ اہم بات بھی ہے کہ جماع سے پہلے بوس وکنار اور محبت اور پیار کی باتوں سے نفسیاتی طور پر ہر ایک دوسرے کو تیار کر لے۔ یہ ایک فطری چیز ہے جسے فطرت کے پابند حیوانات وطیور سے بھی سیکھا جا سکتا ہے۔

---

❶ سنن ابی داؤد، ص:۳۸، حدیث نمبر ۲۱۹۔ آداب الزفاف، ص:۱۰۸.

❷ سنن الترمذی، ص:۲۷۶، حدیث نمبر:۱۱۶۵.

❸ مسند احمد: ۲/۴۴۴، ۴۷۹۔ سنن ابو داؤد، ص:۳۲۷، حدیث نمبر:۲۱۶۲ من حدیث عقبہ بن عامر و من احدیث ابی ہریرۃ۔ آداب الزفاف للالبانی بھی دیکھیں، اس میں اور حدیثوں کا بھی ذکر ہے۔

۵: جماع کے بعد سونے کا حکم

جماع کے بعد اگر سونے کا ارادہ ہے تو غسل کر کے سوئیں تو افضل ہے، ورنہ اگر چاہیں تو کم از کم وضوء کر کے سوئیں لیکن یہ وضوواجب نہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ جنابت کی حالت میں کوئی سونا چاہے تو کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا: سوسکتا ہے اور اگر چاہے تو وضو کر لے۔

ایک روایت میں ہے کہ وضوء کر لے اور اپنے ذکر کو دھو کر سوئے۔ ❶

۶: جماع کے بعد غسل کرنا

اگر جماع کی حالت میں منی کا انزال نہ بھی ہو پھر بھی غسل واجب ہے۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ماں یا اے ام المومنین! ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم محسوس ہوتی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شرم نہ کرو جو کچھ پوچھنا ہے بے تکلفی سے اسی طرح پوچھو جس طرح اپنی حقیقی ماں سے پوچھتے ہو، میں تمہاری ماں ہوں، ابوموسی اشعری نے کہا کہ کس چیز سے غسل واجب ہے؟ کہنے لگیں کہ جاننے والے سے پوچھ رہے ہو، نبی ﷺ نے فرمایا کہ مرد جب اپنی بیوی کے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھا اور دونوں کے ختنے کی جگہیں مل گئیں تو غسل کرنا واجب ہو گیا۔ ❷

۷: شوہر اور بیوی کا اکٹھا غسل کرنا

شوہر و بیوی کو اکٹھا ایک دوسرے کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی ساتھ ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل

---

❶ صحیح بخاری: ۱/۵۱۷، حدیث نمبر: ۲۸۹-۲۸۷۔ صحیح مسلم: ۱/۱۷۱، حدیث نمبر: ۴۳۰-۴۲۸.

❷ صحیح مسلم: ۱/۲۷۱، حدیث نمبر: ۳۴۹.

کرتے تھے، ہمارے ہاتھ آپس میں ٹکراتے اور لگتے رہتے تھے، آپ ﷺ جلدی بڑھ کر پانی لیتے تو میں کہتی کہ میرے لئے بھی چھوڑ دو، میرے لئے بھی چھوڑ دو۔ [1]

اس حدیث میں ملاطفت اور ملاعبت کا پہلو بھی نظر آتا ہے، اور یہ حالت بھی حسن معاشرت اور عورت کے دل میں سرور ڈالنے کا باعث ہے۔

۸: حالت حیض ونفاس میں جماع کا حکم

حالت حیض ونفاس میں جماع حرام ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّـوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾

(البقرہ: ۲۲۲)

''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے قریب نہ جاؤ (یعنی ہمبستری نہ کرو) ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

حیض کی حالت میں جماع کرنے پر بہت سخت وعید آئی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حیض کی حالت میں یا عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے یا کاہن کے پاس جاتا ہے تو وہ محمد ﷺ کی شریعت سے

[1] صحیح بخاری: ۱/ ۴۷۹، ۴۹۲، حدیث نمبر: ۲۵۰، ۲۶۱۰ صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۶، حدیث نمبر: ۴۶/۳۲۱.

کفر کر رہا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ وہ محمد ﷺ کی شریعت سے بری ہو جاتا ہے۔ ❶

۹: حالت حیض ونفاس میں جماع کا کفارہ

اگر بشری کمزوری کی بنا پر شوہر نے غلطی کر کے حیض کی حالت میں جماع کر لیا تو اسے توبہ واستغفار کے ساتھ حسبِ استطاعت ایک دینار یا آدھے دینار کے صدقے کا کفارہ ادا کرنا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حالت حیض میں جماع کرے تو وہ ایک دینار یا آدھے دینار کا کفارہ ادا کرے۔ ❷

۱۰: جماع کے علاوہ بیوی شوہر کا ساتھ رہنا سونا

جماع کے علاوہ حائضہ عورت کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، اکٹھا سونا اور بوس وکنار کرنا جائز ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہودی حائضہ عورت کو گھر سے نکال دیتے، ان کے ساتھ نہ رہتے، نہ کھاتے نہ پیتے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حائضہ عورتوں کے ساتھ گھروں میں رہو، جماع کے علاوہ ان کے ساتھ لطف اندوزی کا ہر کام کر سکتے ہو۔ یہودیوں کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص ہماری ہر چیز کی مخالفت کر رہا ہے۔ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہودی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں تو ہم کیوں نہ عورتوں سے حیض کی حالت

---

❶ سنن ابی داؤد، ص:۵۸۷، حدیث نمبر: ۳۹۰۴۔ سنن الترمذی، ص:۴۳، حدیث نمبر: ۱۳۵.

❷ سنن ابی داؤد، ص:۴۵، ۳۲۸، حدیث نمبر: ۲۶۴، ۲۱۷۰۔ سنن النسائی، ص:۵۲، ۶۵، حدیث نمبر: ۲۸۹، ۳۷۰۔ سنن ابن ماجہ، ص:۱۲۴، حدیث نمبر: ۶۴۰.

میں جماع کریں؟ سن کر نبی کریم کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا، نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آیا تو ان کو پلایا تب جا کر دونوں کو اطمینان ہوا کہ آپ ان پر غصہ نہیں ہوئے۔ ❶

۱۱: حیض کے ختم ہو جانے کے بعد غسل سے پہلے جماع

حیض کے ختم ہو جانے کے بعد افضل یہ ہے کہ بیوی کے غسل کرنے سے پہلے جماع نہ کرے، اکثر علماء کا یہی کہنا ہے۔ لیکن کئی تابعین اور علما کا کہنا ہے کہ جب حیض کا خون منقطع ہو گیا تو جماع جائز ہے۔ ❷

۱۲: جماع سے متعلق شوہر اور بیوی کے درمیان کے اسرار کا بیان کرنا

شوہر اور بیوی کے درمیان جماع اور لطف اندوزی کے اسرار کو لوگوں میں بیان کرنا حرام ہے۔ اس مسئلے میں کئی حدیثیں آئی ہیں۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برے درجے کا وہ آدمی ہے جو عورت سے لطف اندوز ہو کر اس راز کو لوگوں میں بیان کرتا ہے۔ ❸

اسی طرح اسماء بنت یزید کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کی مجلس میں تھیں، دوسرے مرد اور عورتیں بھی مجلس میں موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری اور خلوت کے بارے میں لوگوں کو بتاتا

---

❶ صحیح مسلم: ۱/۲۴۶، حدیث نمبر: ۳۰۲۔ سنن ابی داؤد، ص: ۴۴، حدیث نمبر: ۲۵۸ و ص، ۳۲۸، حدیث نمبر: ۲۱۶۵.

❷ نیل الاوطار للشوکانی: ۱/۲۰۲۔ آداب الزفاف للالبانی، ص: ۱۲۵.

❸ صحیح مسلم: ۲/۱۰۶۰، حدیث نمبر: ۱۴۳۷.

ہے، اور کوئی عورت بھی بتاتی جو کچھ اس کے شوہر نے اس کے ساتھ کیا ہے، سب چپ رہے، اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کے رسول سب یہ کام کررہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اس کی مثال یہی ہوئی کہ ایک شیطان ایک شیطانہ سے ملا اور پھر اس سے لوگوں کے سامنے جماع کیا۔ ❶

ولیمہ اور اس کی شرعی حیثیت

شوہر اور بیوی کے اکٹھا ہونے اور خلوت ہو جانے کے بعد ولیمہ بھی ایک شرعی چیز ہے، ولیمہ واجب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی کوئی شادی بغیر ولیمہ کے نہیں کی اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔ بریدہ بن الحصیب کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منگنی کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّهُ لَابُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيْمَةٍ)) ''شادی کے لئے ولیمہ ضروری ہے۔''

تو سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میرے ذمہ ایک مینڈھا ہے اور بعض انصار نے کہا کہ میرے ذمہ اتنا اتنا باجرہ ہے۔ ❷

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ آئے، تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا، سعد رضی اللہ عنہ انہیں اپنے گھر لے گئے، کھانا لائے، دونوں نے کھایا، سعد نے کہا کہ بھائی میں مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال والا ہوں، میرا آدھا مال آپ لے لیں، اور میری زوجیت میں دو بیویاں ہیں، تمہارے پاس بیوی نہیں، دیکھو دونوں میں کوئی ایک آپ کو پسند ہو تو میں اسے طلاق دیدوں اور عدت گذر جانے کے بعد آپ اس

❶ مسند احمد: ٤٥٦/٦۔ آداب الزفاف للالبانی، ص: ١٤٢.

❷ مسند احمد: ٣٥٩/٥.

سے شادی کرلیں۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا، اللہ آپ کے اہل ومال میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتادیں۔ بازار انہیں بتادیا گیا، وہاں گئے، کچھ خریدا کچھ بیچا اور نفع ہوا، دوسرے دن بھی گئے تو بیچنے سے بچ جانے پر کچھ سوکھی پنیر اور گھی لے کر آئے۔ کچھ دنوں کے بعد آئے تو ان کے کپڑوں میں زعفران کا رنگ لگا ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر کہا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انصاریہ سے شادی کرلی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ مہر میں کیا دیا ہے؟ کہا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے، آپ نے فرمایا: ((بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ)) ''اللہ تمہیں برکت سے نوازے'' ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ)) ''ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا کیوں نہ ہو۔'' عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایک پتھر بھی اٹھاتا تو اس کے نیچے سونے چاندی ملنے کی امید رکھتا۔ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی یہ برکت تھی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے دیکھا کہ جب ان کی میراث تقسیم ہوئی تو ان کی ہر عورت کو ایک لاکھ دینار ملا۔ ❶

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زوجہ مطہرہ کے دخول کے بعد مجھے ولیمہ کھانے کے لئے لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا۔ ❷

ولیمہ کسی بھی کھانے سے ہوسکتا ہے (گوشت کا ہونا ضروری نہیں)

آدمی کو جو کچھ میسر آئے اس کا ولیمہ لوگوں کو کھلا دے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو صفیہ بنت حُیی بن اخطب منجملہ قیدیوں میں سے آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے واپسی کے راستے میں ان سے

❶ صحیح بخاری وغیرہ، نیز دیکھیں: آداب الزفاف للالبانی، ص:۷۷.

❷ صحیح بخاری: ۹/ ۲۸۸، حدیث نمبر: ۵۱۶۸.

شادی کی، ان کے ساتھ رات گذارنے کے بعد صبح آپ نے لوگوں سے کہا کہ جس کسی کے پاس کوئی کھانا ہو وہ لے کے آئے، دستر خوان بچھایا گیا، لوگ کھجور، گھی اور ستو لے کے آئے، سب کو ملا کر حیس بنایا گیا اور یہی نبی کریم ﷺ کا ولیمہ تھا۔ [1]

زوجین میں حسن معاشرت کا حکم

میاں بیوی کی زندگی کا اصل خلاصہ اور مقصد حسن معاشرت ہی ہے، جس کے نتیجے میں ہر چیز کی برکت کی امید ہے، اس لئے زوجین کے اوپر حسنِ معاشرت واجب ہے، دونوں کو چاہئے کہ ہر ایک اپنے واجبات کو ادا کرے، معاشرت کہتے ہی ہیں مل جل کر زندگی بسر کرنے کو۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ ﴾ (النساء: ۱۹)

''یعنی ان عورتوں کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرو، پھر تم اگر ان کو ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی نے تمہارے لئے اس میں بہت کچھ خوبی اور بھلائی رکھ دی ہو۔''

اس آیت میں شوہر کو اشارہ ملتا ہے کہ اگر عورتوں کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ حرکت کا بھی سامنا ہو تو صبر کرتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے ان کے دلوں کو ملائے رکھے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں وصیت خیر لے لو، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی سب سے اوپر کی پسلی ہوتی ہے، اگر تم اسے سیدھی

---

[1] صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۷۲.

کرنے کی کوشش کرو گے تو ٹوٹ جائے گی، اور اگر ٹیڑھی چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ❶

یعنی ٹیڑھی رہتے ہوئے بھی تم استفادہ کرتے رہو، کیونکہ جس طرح پسلی سے بے نیاز نہیں ہو سکتے اسی طرح عورت سے بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت پسلی کی طرح ہے، اگر اسے سیدھی کرو گے تو توڑ دو گے، اس کے ساتھ نرمی کرکے ہی اس کے ساتھ زندگی گذار سکتے ہو۔ ❷ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌۢ بِإِحْسَانٍ ﴾ (بقرہ:۲۲۹)

''یعنی اچھائی کے ساتھ عورتوں کو رکھو یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دو۔''

عورتوں کے لئے تادیبی کاروائی

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾ (النساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، تو

❶ صحیح بخاری: ۶/۴۴۷، حدیث نمبر: ۳۳۳۱.

❷ موارد الظمان، حدیث نمبر: ۱۳۰۸.

نیک فرماں بردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والی ہیں، اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے بصورت نافرمانی عورت کو سمجھانے اور ان کے بستر کو چھوڑ دینے کی ہدایت فرمائی ہے، تاکہ دونوں کا اختلاف ختم ہو کر اپنے اصلی مقصود نکاح پر آجائیں یعنی سکون واطمینان، مودت ورحمت ان میں پیدا ہو جائے۔ آخری مرحلے میں اگر سمجھانے اور بستر الگ کرنے سے بھی عورت سیدھی راہ پر نہ آئے تو ہلکی مار مارنے کی اجازت ہے، وحشیانہ اور ظالمانہ مار نہ ہو۔ اگر وہ فرماں برداری کرنے لگیں تو گذشتہ رنجش کو دل سے نکال دو، بے سبب ان پر ظلم نہ کرو، ان کے حقوق کو ادا کرو، ورنہ اللہ بڑا قادر ہے، آج تمہیں طاقت دی گئی ہے تو ظلم کرلو، مگر ظلم کا بدلہ اللہ تم سے ضرور لے گا۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ اس میں ان مردوں کو دھمکی دی گئی ہے جو بلاوجہ عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، تو جان لیں کہ اللہ بلند وبالا ان کا مالک ہے جو ان پر ظلم کرے گا اس سے انتقام لے کر رہے گا۔

اس آیت کریمہ میں اگرچہ عورتوں کو مارنے کا حکم ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہلکی مار ہو، ہڈی توڑ یا اپنا اثر چھوڑنے والی مار نہ ہو۔ عمرو بن الاحوص حجۃ الوداع میں آپ کے خطبے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو نصیحتیں کیں اور فرمایا:

((أَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا.... الخ))

''لوگو! سن لو، عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، وہ تمہارے پاس قیدی اور لونڈی کی طرح ہیں، یہی کیا کم ہے۔ ان پر کسی زور وظلم کا تمہیں حق نہیں، ہاں! اگر کھلے طور پر غلط کام کریں تو تم ان کے بستر کو چھوڑ دو، اور ان کو مارو لیکن سخت مار نہ ہو۔ اگر وہ فرمان برداری کرنے لگیں تو پھر ان کے ستانے کا کوئی راستہ نہ ڈھونڈو۔ جان لو کہ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا تمہارے اوپر حق ہے، تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بستر کو دوسروں سے ملوث نہ کریں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، تمہارے گھر میں ایسے لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ یہ بھی جان لو کہ تمہاری بیویوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ ان کو کھانا کپڑا اچھے انداز سے دو۔''[1]

بیویوں کو مارنے کے مباح ہونے کی صورت میں بھی نبی کریم ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ عبداللہ بن ابی ذباب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ.)) ''اللہ کی بندیوں کو نہ مارو۔''

عمر رضی اللہ عنہ آئے، اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ عورتیں بڑی ڈھٹائی کرنے لگیں، تو آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دی، پھر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس بہت سی عورتوں نے شوہروں کے مارنے کی شکایت کی، اس پر آپ نے فرمایا کہ بہت سی عورتوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کی ہے، وہ لوگ اچھے لوگ نہیں ہیں۔[2]

---

[1] سنن الترمذی، ص: ۲۷۲، حدیث نمبر: ۱۱۶۳۔ نیز دیکھیں: صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۲۱۸.

[2] سنن ابی داؤد، ص: ۳۲۵، حدیث نمبر: ۲۱۴۵.

عورتوں کو مارنا عیب ہے

عورتوں کو مارنے کی عادت کو نبی کریم ﷺ نے مردوں میں عیب بتایا ہے جس کی بنا پر اگر کوئی ولی امر یا خود کوئی عورت کسی بھی شخص سے شادی کا مشورہ طلب کرے، تو مشورہ دینے والے پر ضروری ہے کہ اس شخص کا یہ عیب کہ وہ عورتوں کو مارتا ہے یا اور کوئی عیب ہو تو ضرور بیان کر دے، کیونکہ مشورہ دینے والے پر امانت داری واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ.)) ''مشورہ دینے والے پر امانت داری واجب ہے۔'' ❶

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی، انہوں نے آ کر نبی کریم ﷺ سے عدت کے بعد ذکر کیا کہ معاویہ اور ابوجہم رضی اللہ عنہما نے مجھ سے شادی طلب کی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم کی لاٹھی ہر وقت ان کے کندھے پر ہوتی ہے، اور معاویہ نادار و فقیر ہیں، تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، کہتی ہیں پہلے تو میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے شادی کو ناپسند کیا لیکن نبی کریم ﷺ کے کہنے پر انہیں سے شادی کر لی، تو اللہ نے مجھے خیر سے نوازا اور بہت خوش رہی۔

دوسری روایت میں ہے کہ ''ابوجہم عورتوں کو بہت مارتے ہیں۔'' ((اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ))

''ایک اور روایت میں ہے کہ وہ عورتوں پر بڑی سختی کرتے ہیں۔'' ❷

یہاں نبی ﷺ نے مارنے کے عیب کی وجہ سے ابوجہم سے شادی نہ کرنے کا

---

❶ سنن ابی داؤد، ص: ۷۲۸، حدیث نمبر: ۵۱۲۸۔ سنن الترمذی، ص: ۵۳۳، حدیث نمبر: ۲۳۶۹۔

❷ صحیح مسلم: ۱۱۱۹/۲۔ ۱۱۱۴، حدیث نمبر: ۱۴۸۰۔

مشورہ دیا۔

مرد کی قوامیت کے اسباب

مرد کو اللہ نے قوام اور حاکم بنایا ہے اس کی دو وجہ بیان فرمائی ہیں: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ نے مرد کو اصل خلقت میں عورت پر فضیلت اور بالاتری دی ہے، عام طور پر مرد کی قوت عقلی عورت سے زیادہ ہوتی ہے، مرد کی قوت جسمانی عورت سے بڑھ کر ہوتی ہے، مرد میں صبر اور تحمل کی طاقت عورت سے زیادہ ہوتی ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے کہ اللہ نے جو یہ فضیلت دی کہ مرد کی قوت عقلی وقوت جسمانی عورت سے بالاتر ہوتی ہے تو اس اعتبار سے کہ عموما جنس مرد جنس عورت سے طاقتور ہے ورنہ انفرادی طور پر ایسی بہت سی عورتیں تاریخ میں گذری ہیں، اور آتی رہیں گی کہ وہ ہزاروں مردوں سے عقل مند اور جسم کی قوت میں بڑھ کر ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ اور اللہ کا وعدہ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ٦٩) اور ﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (النجم: ٣٩) تو کتنی ایسی عورتیں ہیں جو جدوجہد کر کے ان کاموں میں بھی آگے بڑھ جاتی ہیں جنہیں مردوں کے کام کہے جاتے ہیں، یہاں تک کہ کھیل کود میں بھی آگے ہو جاتی ہیں۔

اور تعلیمی میدان میں میں نے زندگی گذاری ایک یونیورسٹی کے استاذ اور پروفیسر کی حیثیت سے میں یہ بات کہتا ہوں کہ ہم نے بی اے، ایم اے، اور پی ایچ ڈی میں کتنی ایسی لڑکیوں کو پڑھایا ہے جو بہت سے لڑکوں سے آگے ہیں ان کے علمی اور فکری بحثوں سے ان کے وفور عقل کی دلیل ملتی ہے، اسی طرح جدوجہد سے بہت سے مرد

عورتوں کے کاموں مثلاً کھانا پکانے، سلائی کڑھائی میں ہزاروں عورتوں سے بڑھ کر ماہر ہوتے ہیں۔

مگر فرق مراتب کا انکار انسانی فطرت اور خلقت کا انکار کرنا ہے، عام طور پر مردوں کے عقل کی بالاتری کا اعتراف ہمیشہ انسانیت نے کیا ہے، عمران کی بیوی نے جب اپنے حمل کو لڑکا سمجھ کر اللہ کی راہ میں وقف کیا تھا، اور جب انہوں نے لڑکی جنی یعنی مریم علیہا السلام تولد ہوئیں تو اللہ کے سامنے رونے لگیں ﴿ رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰی وَ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی ﴾ (آل عمران: ۳۶) ''اے میرے مولا میں نے تو لڑکی جنی ہے، حالانکہ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کیا جنا ہے، اور اے اللہ لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہے۔'' تو مرد بہر حال عمومی طور پر عورت سے بدن کی قوت اور عقل کی قوت اور سخت جانی میں عورت سے بڑھ کر ہے، عورت کو اللہ نے نرم و نازک بنایا ہے۔

اسلام دین عدل وانصاف ہے، اسلام کو دین مساواۃ کہنا صحیح نہیں، ہر ایک کو اس کے لائق کام اور حق دیا ہے، یہی حقیقی مساوات ہے، مرد وعورت کو اسلام نے ہر معاملہ میں برابر نہیں کیا ہے، دنیا کا مشاہدہ اور تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتاتا ہے کہ عام ایجادات اور مہارتیں مردوں ہی کی مرہون منت رہی ہیں، عورت کے جذبات بیشک بہت ہی کمزور ہوتے ہیں، معمولی امور سے متاثر ہو جاتی ہیں اور ان کے آنکھوں کے آنسو بہہ کر اس کی گواہی دینے لگتے ہیں، اس زمانے میں جب کہ اللہ کے دین سے بےزار قوموں نے مردوں اور عورتوں کو ہر میدان میں برابری دینے کا دعوی کیا، اور برابری وہمسری دے رہی ہیں تو آج بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مرد ہی محنت ومشقت کے کاموں میں آگے ہوتے ہیں۔ عورتوں کی قوت عقل اور قوت بدن کا واضح طور پر

مساوات وہاں بھی نہیں ہے، ہزار آزادیوں اور مساوات کے باوجود عورتیں مردوں سے پیچھے ہیں، اور پھر مردوں اور عورتوں کے باتھ روم الگ وہاں بھی ہم نے دیکھے، کئی ایسی ہدایات وہاں بھی دیکھیں جن میں عورتوں کے ساتھ خاص مراعات کی درخواست ہوتی ہے۔

اسلامی شریعت واحکام پر قربان جائیں کہ اس کے تمام احکام مبنی بر انصاف ہیں، جنہیں دنیا کے عقلاء سراہتے ہیں اور دن بدن جوں جوں علمی ترقی ہوتی ہے اسلام کے احکام کی حکمتیں ان کی اچھائیاں لوگوں پر ظاہر ہورہی ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہیں گی۔ یہ اسلام اور نبی اکرم کا معجزہ ہے: ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ﴾ (فصلت: ۵۳) ''ہم آفاق میں اپنی نشانیاں انہیں دکھائیں گے۔''

نبوت اور خلافت مرد ہی کا خاصہ ہے، اللہ حکیم نے عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر کیا ہے، یعنی ایک مرد کی اکیلی گواہی دو عورتوں کی گواہی کے برابر ہے، میراث میں بھی مرد کو عورت کی دوگنی میراث دی ہے کیونکہ مرد ہی بیوی اور بچوں پر خرچ کرنے کا مکلف ہے، شریعت میں بچوں کی نسبت باپ ہی کی طرف ہوگی، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:۵)

''لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں ہی کی طرف منسوب کر کے بلاؤ، اللہ کے نزدیک یہی انصاف کا حق ہے۔''

اسی طرح دوسرے اہم مسائل بھی انہیں کے ساتھ خاص ہیں جن میں جد وجہد اور مشقت ہوتی ہے، عورتوں کو اللہ نے ان کا مکلف نہیں بنایا۔ مردوں کو قوام اور حاکم بنانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بیوی کا تمام خرچ شوہر کے ذمہ ہے۔ مرد ہی شادی کے

مقدمات خطبہ (منگنی) نیز مہر و مسکن اس کے علاوہ زندگی بھر کے خرچ کو برداشت کرنے کا عہد کرتا ہے اور اسی کے اوپر فرض ہے کہ خرچ کرے۔ انہیں اسباب کی بنا پر نکاح، طلاق اور رجوع کا مالک بھی مرد ہے۔ لیکن جس طرح وہ حاکم ہے اسی طرح ضروری ہے کہ وہ اپنی طاقت کو بیوی اور بچوں پر ظلم کے لئے استعمال نہ کرے، ورنہ بڑے خطرے میں ہوگا۔

اہل وعیال کے ساتھ رحم وکرم کا مطالبہ

چاہئے کہ تعلیم ربانی کی روشنی میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اللہ رب العزت نے اس ذات کو بھی جو ہر مومن کے لئے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب ہے یعنی نبی کریم ﷺ کو بھی حکم دیا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝١٥٩﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

''اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، تو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں، اور کام کا مشورہ ان سے لیا کریں۔''

اس آیت کریمہ میں کسی بھی درجے کے حاکم اور متولی امر کو ہدایت ہے کہ بلاضرورت سختی نہ کرے اور اپنے ماتحتوں کو قریب کرنے کے لئے ان سے مشورہ لیا

کرے۔ جب مشورے کا حکم نبی کریم ﷺ کو دیا گیا جب کہ آپ کو اللہ تعالی وحی سے نوازتا تھا تو آپ کے امتی پر یہ حکم تاکیدی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝٢١٥﴾

(الشعراء:٢١٥)

"اے نبی! جو مومن آپ کی اتباع و پیروی کرتے ہیں ان کے ساتھ تواضع برتیں اور ان پر دستِ شفقت رکھیں۔"

سختی کے برعکس نرمی برتنے میں خیر ہے، یعنی بے جا سختی کرنے میں شر کا پہلو ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ جو مہربانی کے برتاؤ سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے۔

دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی مہربان ہے، مہربانی کے اوپر جو مرحمت فرماتا ہے وہ شدت مزاجی پر نہیں فرماتا۔

تیسری حدیث میں ہے کہ مہربانی کا برتاؤ ہر چیز کی رونق بڑھاتا ہے، اور جہاں مہربانی نہیں وہاں عیب آجاتا ہے۔ [1]

اس وجہ سے اللہ سے ڈرنے والے کو چاہئے کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ رحمت اور شفقت کا ہاتھ ان پر پھیلائے رکھے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((ارْحَمُوْا تُرْحَمُوْا، وَاغْفِرُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ، وَوَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَوَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ عَلَى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ.)) [2]

---

[1] یہ روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہیں، صحیح مسلم: ۲۰۰۴-۲۰۰۳/۴، حدیث نمبر: ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴۔

[2] مسند احمد: ۲۱۹/۲، ۱۶۵.

''تم رحم کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا، لوگوں کو معاف کر دیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا، خرابی ہو ان کے لئے جو اچھی بات سن کر یاد نہیں رکھتے، خرابی ہو ان کے لئے جو غلط کام پر جانتے ہوئے اصرار کرتے ہیں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو، اور تمہارے اچھوں میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہوں۔ ❶

اس لئے جس کی نیک بیوی اس کے اچھے ہونے کی شہادت دے وہ اچھا ہوگا، کیونکہ آپس کے ملنے جلنے اور ساتھ رہنے سے عام طور پر آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں اس وجہ سے اسی شخص کی گواہی اعلیٰ درجہ کی گواہی ہوگی جس نے کسی کے ساتھ رہ کر کچھ وقت گذارا ہو، سفر کیا ہو، معاملات میں ایک دوسرے سے دو چار ہوا ہو، تو شوہر اور بیوی کا جب رات دن ہی ساتھ رہنا ہوتا ہے تو دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اخلاقی معلومات حاصل کر لیتا ہے، اور انہیں میں ایک کی گواہی دوسرے کے لئے پکی اور سچی گواہی ہوگی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو، اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے تم سے اچھا ہوں۔ ❷

یہ بات بھی شوہر کو ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ بیوی کو خاص شروط اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے، یہ عہد و پیمان بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے، یہ عہد و وعدہ اللہ

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۴۷۲، ولہ شواھد.

❷ مشکل الآثار للطحاوی: ۲/ ۲۱۱۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۰، ۴۷۲۔ نیز دیکھیں آداب الزفاف، ص: ۲۶۹.

کی امانت اور امان ہے جیسا کہ حجۃ الوداع کے خطبے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ.)) [1]

''عورتوں کے حق میں اللہ سے ڈرو، تم نے انہیں اللہ کی امانت سے لیا اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ ان کی شرمگاہ کو حلال کیا ہے۔''

اللہ کی امانت کی اہمیت کو اگر ایک مسلمان محسوس نہ کرے تو اس کے دین وایمان کی کمزوری کی دلیل ہے، اور اللہ کا کلمہ اس کی شریعت ہے جس میں حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہے: ﴿ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۹) ''اچھے انداز سے روک رکھو یا پھر اچھے انداز سے چھوڑ دو۔''

حسن معاشرت کے اسباب اور اسکی مثالیں

حسن معاشرت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے دردوغم کا احساس ہو، اور جب شادی کے مقاصد میں یہ بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے سکون اور محبت حاصل ہو تو پھر ہر ایک دوسرے کے ساتھ ہنس مکھ رہے۔

مرد گھر سے باہر نکلا ہزاروں مشقتوں اور ذہنی پریشانیوں کا بوجھ لئے گھر پر پہونچا تو کتنا ہی اچھا ہو کہ بیوی ہشاش بشاش مسکرا کر، نرم اور پیاری باتوں کے ذریعہ مرد کا استقبال کرے، اس حسن استقبال سے مرد کے ہموم وغموم رفع ودفع ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح شوہر کو چاہئے کہ خوش مزاجی سے اور مسکراتے ہنستے خندہ پیشانی سے گھر میں داخل ہو، سنت رسول کے مطابق سلام کرے، اس کی بیوی بھی تو گھر اور بچوں کے انتظام میں بے حال ہو چکی ہوگی، اسے بھی ضرورت ہے کہ شوہر ہنس کر خوش ہو کر

---

[1] صحیح مسلم: ۸۸۹/۲ بلفظ ''امان اللہ''، حدیث نمبر: ۱۲۱۸۔ سنن ابی داؤد، ص: ۲۹۲، حدیث نمبر: ۵۱۹۰.

اس کی تکان اور ذہنی پریشانیوں کو دور کرنے یا ہلکا کرنے کا سبب بن جائے، ایسے ہی معاملات میں میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں سعادت مل سکتی ہے۔

اس کے برعکس شوہر شیر کی طرح گھر میں داخل ہوا، بیوی بھی اپنی مشغولیات کی بنا پر تھک چکی ہے، وہ بھی اگر عبوس وقمطریر چہرے سے اس کا استقبال کرے یا اس کی طرف توجہ ہی نہ دے تو آہستہ آہستہ وہ گھر باعث سکون وراحت ہونے کے بجائے باعث نفرت اور قلق بن کے رہ جائے گا، ایک دوسرے میں تلخی بڑھتی جائے گی، جس کا نتیجہ بہرحال اچھا نہ ہوگا۔ اس انسان کو چاہئے کہ خیر کا موقع ہو تو اسے ضائع نہ کرے۔ اللہ رب العزت نے ایسے اعمال پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے جس میں انسان کو معمولی مشقت بھی نہ اٹھانی پڑے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَبَسُّمُکَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْکَ صَدَقَةٌ.....الخ.)) ❶

"کسی مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، کسی آدمی کو راستہ بتادینا صدقہ ہے، کمزور نظر والے کو سجھا دینا صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کانٹا اور ہڈی دور کردینا صدقہ ہے، کنویں سے پانی کا ڈول نکال کردینا اپنے ڈول سے دوسرے کے ڈول میں ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔"

جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پردہ نہ کیا، اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو مسکرادیتے۔ ❷

❶ سنن الترمذی، ص: ۴۴۵، حدیث نمبر: ۱۹۵۶.

❷ صحیح بخاری: ۱۶۱/۶، حدیث نمبر: ۳۰۳۵.

تو ایک مسلمان کو چاہئے کہ اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے ساتھ مسکرانے اور ہنسنے میں بخیلی کر کے اپنے کو اجر سے محروم نہ کرے، اور ان کمزوروں کے دلوں میں خوشی کے اسباب مہیا نہ کر کے ان کی حق تلفی نہ کرے۔ ہم امت رسول کو اپنے رسول کی سیرت کو نمونہ بنا کر اپنی دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے اسباب مہیا کرنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کس قدر عورتوں کا خیال رکھتے اور ان کی دل جوئی کے مواقع ان کے لئے ڈھونڈھتے اس کی بعض مثالیں دیکھیں:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے (جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے کہ عید کے دن نیزے اور تلواروں سے مشق کر رہے تھے) تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ ان کے کھیل کو دیکھنا چاہتی ہو؟ تو میں نے کہا کہ ہاں، تو آپ دروازے سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ میں آئی اور آپ کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر اپنا چہرا آپ کے رخسار سے لگا کر دیکھنے لگی، نبی کریم ﷺ نے کہا کہ عائشہ کافی ہے، یا مزید دیکھنا ہے، تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ جلدی نہ کریں، آپ کھڑے رہے، پھر آپ نے کہا کہ اب کافی ہے تو میں نے کہا جلدی نہ کریں، درحقیقت مجھے حبشی لوگوں کو دیکھنے کا شوق نہ تھا بلکہ یہ چاہتی تھی کہ عورتیں جان لیں کہ نبی کریم ﷺ کے دل میں میری کتنی وقعت ہے۔ [1]

صحیح بخاری کی روایت میں یہ لفظ ہیں: ((فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ)) ''چھوٹی عمر کی لڑکی کی قدر کرو، جو لہو ولعب سننا اور دیکھنا چاہتی ہو۔'' [2]

نبی کریم ﷺ کس طرح بیویوں کے ساتھ رحیم اور شفوق تھے، کیونکہ نہ ہوں،

---

[1] السنن الکبری للنسائی: ۱۸۱/۸، حدیث نمبر: ۸۹۰۳.

[2] صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۹۱، ۵۲۳۶۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۰۰.

آپ کو اللہ تعالی نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے کہ آپ ہر طرح سے ان کے دلوں میں خوشی اور مسرت پہنچاتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں گئی، میں عمر کی چھوٹی، جسم کی ہلکی پھلکی تھی، آپ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ آگے ہو جاؤ سب آگے ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں، مقابلہ کیا تو میں آپ سے آگے نکل گئی۔ کچھ سال گذر گئے، جب میرا جسم کچھ بھاری ہو گیا، تو پھر کسی سفر میں آپ کے ساتھ گئی تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ آگے ہو جاؤ، سب آگے بڑھ گئے۔ مجھ سے کہا کہ آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں، تو ہمارا مقابلہ ہوا، اس میں آپ آگے نکل گئے، آپ ہنسنے لگے اور فرمایا: یہ جیت پہلی ہار کے بدلے ہے، میں پہلے مقابلے کو بھول چکی تھی۔ ❶

بیوی کو جائز طریقے سے اپنے ذوق کا اگر کوئی لہو ولعب پسند ہے تو اس کے لئے بھی اسے موقع دینا سنت نبوی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے بعد بھی میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیا سے کھیلتی تھی، آپ جب گھر میں داخل ہوتے تو وہ سب سہیلیاں متفرق ہو جاتیں، پھر آپ ان کو میرے ساتھ کھیلنے کے لئے مجھ تک پہنچاتے۔ ❷

حسن معاشرت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسان بیوی کے اقارب کا خاص خیال رکھے بیوی کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ھالہ بنت خویلد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت طلبی یاد آ گئی، اور آپ چونک پڑے اور کہا: ((اَللّٰهُمَّ هَالَةُ

---

❶ مسند احمد: ۶/ ۲۶۴.

❷ صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۶۴۴۰.

بِنْتُ خُوَیْلِدٍ)) ''یا اللہ! ھالہ بنت خویلد آئی ہیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے بڑی غیرت آئی، میں نے کہا کہ آپ قریش کی ایک بوڑھی کا ذکر کر رہے ہیں جو سرخ جبڑے والی تھی جن کو مرے ایک زمانہ گذر گیا۔ اور پھر اللہ نے آپ کو ان سے اچھی بیوی دے دی ہے۔ ❶

اور پھر اس سے بڑھ کر بیوی کے ساتھ وفاداری کی کیا مثال ہوسکتی ہے کہ افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی سہیلیوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ مجھے ازواج رسول میں سے کسی پر ایسی غیرت نہ آئی جیسی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آئی، میں نے ان کا زمانہ بھی نہ پایا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت ذکر کرتے، اور بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے پاس گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔ ❷

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی چیز آتی تو آپ کہتے کہ اسے خدیجہ کی سہیلی فلاں عورت کو دے آؤ۔ ❸

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپ نے اس سے پوچھا کون؟ تو اس نے کہا میں جثامہ المزنیہ ہوں، آپ نے فرمایا بلکہ حسانہ المزنیہ ہو، پھر آپ نے کہا کہ کیسے ہو، ہمارے بعد کیسے رہیں، اس عورت نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اچھی حالت میں تھی اور ہوں۔ جب وہ نکل کر چلی گئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس بوڑھی عورت پر آپ نے بہت

---

❶ صحیح مسلم: ۱۸۸۹/۴، حدیث نمبر: ۲۴۳۷۔ صحیح بخاری: ۱۶۷/۷، حدیث نمبر: ۳۸۲۱.

❷ صحیح بخاری: ۱۶۶/۷، حدیث نمبر: ۳۸۱۸۔ سنن الترمذی، ص: ۴۵۶، حدیث نمبر: ۲۰۱۷۔ مستدرک الحاکم: ۱۹۴/۴.

❸ صحیح ابن حبان: ۴۶۷/۱۵۔ مستدرک الحاکم: ۱۹۴/۴ کتاب البر والصلة۔ صحیح الادب المفرد: ۹۰/۱.

توجہ فرمائی، تو آپ نے کہا کہ یہ بوڑھی عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی، اور حسن وفا ایمان کا جزء ہے۔ ❶

عورتوں کے ساتھ دل لگی اور ہنسی خوشی آپ نے مشروع ومستحب فرمائی ہے، نیز جماع اور ہمبستری کا حق ادا کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم کسی غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، واپسی میں جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میں نے اپنے تیز رو اونٹ سے مدینہ پہنچنے کے لئے جلدی کی، اتنے میں کسی نے میرے اونٹ کو چونکا لگایا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے، آپ نے کہا: کیوں اتنی جلدی کرر ہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے ابھی قریب ہی میں شادی کی ہے۔ آپ نے پوچھا، باکرہ سے شادی کیا ہے یا ثیبہ (یعنی خاوند سے جدا شدہ) عورت سے؟ میں نے کہا کہ ثیبہ سے، آپ نے فرمایا: کیوں کنواری چھوٹی عمر کی لڑکی سے شادی نہ کی تا کہ تم اس کے ساتھ کھیلو اور وہ تمہارے ساتھ کھیلے۔ پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انتظار کر کے رات میں مدینہ میں داخل ہوتا، کہ پراگندہ بال والی عورت کنگھی کر لے اور زیر ناف بال وغیرہ صاف کر لے۔ اس کے ایک راوی ہُشیم نے کہا کہ مجھ سے معتمد شخص نے بتایا کہ آپ ﷺ نے جابر سے یہ بھی کہا: "الکیس، الکیس" یعنی "اولاد لانے کی کوشش کرو۔" ❷

اس حدیث کی شرح میں علماء نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ جماع کرو جو اولاد کے لانے کا سبب ہے۔

---

❶ مستدرک الحاکم: ۶۲/۱، کتاب الایمان، حاکم اور ذہبی دونوں نے اس کو صحیحین کی شرط پر صحیح کہا ہے، اور کہا کہ اس میں کوئی سبب ضعف نہیں۔ معجم الطبرانی الکبیر: ۳۲۰/۱۶.

❷ صحیح بخاری: ۴۲۱/۹، حدیث نمبر: ۵۲۴۵.

نبی کریم ﷺ کا عورتوں کے ساتھ یہ لطف اور رحم وکرم کہ آپ نے عورتوں کو کمزور شیشے سے تشبیہ دی، انجشہ ایک کالے غلام تھے، ان کی آواز بڑی اچھی و پیاری تھی، سفر میں عورتوں کے اونٹوں کے لئے وہی حُدی خوان تھے، (حدی کہتے ہیں ان اشعار کو جو لدے ہوئے جانوروں کو چستی دلانے اور تیز چلانے کی خاطر پڑھے جائیں)

انجشہ جب حدی پڑھتے تو اونٹ بہت تیز چلتے، آپ ﷺ نے کہا: انجشہ شیشوں کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے، اونٹ ذرا آہستہ ہانکو۔

ابوقلابہ کہتے ہیں: دیکھئے پیارے رسول ﷺ نے ایسا لفظ استعمال فرمایا کہ اگر ہم میں کوئی وہ لفظ بولتا تو تم لوگ اسے معیوب سمجھتے۔ عورتوں کو شیشوں سے تشبیہ دی، اور کہا کہ انجشہ اونٹوں پر شیشے ہیں انہیں نرم چال میں ہانکو، شیشے ٹوٹ نہ جائیں۔ [1]

امام رامہرمزی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو ان کی کمزوری اور حرکت سے تکلیف محسوس کرنے کی بنا پر شیشوں سے تشبیہ دی ہے، یا پھر اس وجہ سے کہ ان کا دل معمولی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے، جس کا جوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ [2]

عورت کے ساتھ ہنسی مذاق دل لگی یہ چیزیں مباح اور مستحب ہیں۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ایک تیر کے ذریعہ اللہ تعالی تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، تیر بنانے والے کو جو نیک نیتی سے طلب خیر کے لئے بناتا ہے اور جو تیر چلاتا اور جو کسی کو تیر اٹھا کر دیتا ہے، تیر اندازی کرو، سواری کی بہ نسبت تیر اندازی مجھے زیادہ پسند ہے، تین ہی قسم کا لہو ولعب جائز ہے، گھوڑے کی

1. صحیح بخاری: ۱/۱۱۵۹، حدیث نمبر: ۶۱۴۹۔ السنن الصغری للبیہقی: ۴/۱۷۹، حدیث نمبر: ۳۳۳۶.
2. فتح الباری: ۱/۵۴۳.

مشق، آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ خوش مزاجی اور دل لگی کرنا، تیر کمان کی مشق کرنا، تیر اندازی سیکھ کر بھول جانے والے نے ایک بڑی نعمت کی ناشکری کی۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوی اور بچوں کے ساتھ رہنے، ملنے جلنے سے آدمی کی وہ کیفیت خشوع وخضوع اور ذکر الٰہی کی نہیں رہتی جیسا کہ تنہا رہنے میں رہتی ہے، اس کے باوجود سنت رسول میں ان حقوق کی ادائیگی کا اقرار فرمایا گیا ہے۔

حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ حنظلہ کیا حال ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا، ابوبکر رضی اللہ نے کہا: سبحان اللہ، کیا کہہ رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے ہیں، آپ جنت اور جہنم کا ذکر کر کے جب ہمیں نصیحت کرتے ہیں، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم جنت اور جہنم کو دیکھ رہے ہیں، جب ہم آپ کے پاس سے نکل کر بیوی اور بچوں سے ملتے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہمارا بھی یہی حال ہے۔

چنانچہ میں اور ابوبکر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہوگیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: بات کیا ہے؟ میں نے کہا کہ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ جنت وجہنم کا ذکر کر کے ہمیں نصیحت کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم جنت اور جہنم کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، لیکن جب آپ کی مجلس سے نکل کر بیوی اور بچوں میں گھلتے ملتے بستے ہیں اور معاشی امور میں مشغول ہوجاتے ہیں تو آپ سے جو چیز سنی ہوتی ہے ان میں سے اکثر کو ہم بھول جاتے ہیں۔

---

[1] سنن ابی داؤد، ص: ۳۸۲، حدیث نمبر: ۲۵۱۳.

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہر حالت میں اسی طرح رہو جس طرح میرے پاس ہوتے ہو اور ہمیشہ یاد رکھو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستے میں چلتے ہوئے تم سے مصافحہ کرتے، لیکن حنظلہ کبھی اس طرح رہو، کبھی دوسری طرح۔ [1] یعنی اللہ رب العزت نے اسی کا مکلف کیا ہے۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بیوی بچوں اور معیشت اور اکتساب کے لئے وقت دینے کا بھی ایک مسلمان مکلف ہے، بیوی سے ملنا اور پھر اس کے ساتھ دل لگی، انبساط بھی تو ایک حق کی ادائیگی ہے جس پر انسان کو اجر ملے گا، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

حسن معاشرت کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک اللہ سے ڈر کر دوسرے کے حقوق کو ملحوظ رکھے، اور یہ بات حاضر ذہن رکھے کہ حقوق کی ادائیگی میں کمی کی صورت میں ہر ایک پر گناہ ہوگا۔

حسن معاشرت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ مرد اپنے کو مرد سمجھ کر عقل کامل کا مظاہرہ کرے اور عورت کے ناقص عقل ہونے کو مستحضر رکھے، اور عورت بھی اللہ کی تقدیر و تقسیم پر راضی رہ کر مرد کو کامل العقل سمجھ کر اس کے مشورے اور احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرے نہ کہ شوہر پر تعلّی اور سر بلندی کرے، اور اپنی ہی رائے کو مرد پر تھوپنے کی کوشش نہ کرے۔ ورنہ آپس کے تعلقات میں فتور اور فساد پیدا ہو سکتا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتو! صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں جانے والوں میں تمہیں سب سے زیادہ دیکھا ہے۔ عورتوں

[1] صحیح مسلم: ۲/۲۱۰۷، حدیث نمبر: ۲۷۵۰.

نے کہا کہ اللہ کے رسول! کس وجہ سے عورتیں جہنم میں زیادہ دکھائی گئیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ لعن وطعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم جیسی کم عقل اور کم دین عقلمند آدمی کو پاگل کرنے والی کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ہماری عقل اور ہمارے دین کی کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں کہ ایک عورت کی گواہی ایک مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات تو ہے۔ آپ نے فرمایا: یہی عورتوں کے عقل کی کمی کی دلیل ہے۔ اسی طرح جب عورت کو حیض آتا ہے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ نہ صلاۃ پڑھتی ہے اور نہ صوم رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات تو ہے۔ آپ نے فرمایا: یہی عورت کے دین کی کمی کی دلیل ہے۔ ❶

اسی طرح مرد یہ بات بھی مستحضر رکھے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے عورتوں کے ساتھ خیر کی وصیت لے لو، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ ٹیڑھی سب سے اوپر کی پسلی ہوتی ہے، اگر تم اسے سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے، اگر ٹیڑھی رہتے ہوئے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو تو اسے اسی حالت پر چھوڑ دو۔ ❷

صحیح ابن حبان میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت پسلی کی طرح ٹیڑھی ہے، اگر سیدھی کرو گے تو اسے توڑ ہی ڈالو گے، اس کے ساتھ خوش خلقی رکھو تو زندگی گذر جائے گی۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری: ۵۳۴/۱، حدیث نمبر: ۳۰۴۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۶/۲، حدیث نمبر: ۹۰۷.
❷ صحیح بخاری: ۴۴۷/۶، حدیث نمبر: ۳۳۳۱۔ صحیح مسلم: ۱۰۹۲/۲، حدیث نمبر: ۱۴۶۸.
❸ صحیح ابن حبان: ۴۸۵/۹، حدیث نمبر: ۴۱۷۸.

اسی ٹیڑھے پن کی وجہ سے عورتیں احسان فراموش واقع ہوئی ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی صلاۃ پڑھی، اس کے بعد خطبہ دیا، جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا یا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس کا ایک گچھا پکڑا، اگر میں اسے لے کر آجاتا تو قیامت قائم ہونے تک تم اس کو کھاتے رہتے۔ اسی طرح جہنم بھی دیکھا، تو اس جیسا بھیانک منظر کبھی نہیں دیکھا، اور جہنم میں سب سے زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیوں ایسا ہے؟ کیا اللہ سے کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ عورتیں شوہر کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں، اگر تم ہمیشہ ان میں سے کسی کے ساتھ احسان کرو اور ایک بار اگر کوئی ناگوار چیز دیکھ لے تو سب پر پانی پھیر دے گی، اور کہہ جائے گی کہ میں نے تم سے کبھی خیر دیکھی ہی نہیں۔ [1]

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورت کم عقل ہوتی ہے، اور مرد انہیں کم عقلی کا عار بھی دلاتے ہیں تو مرد کے کمال عقل کا تقاضا ہے کہ کم عقل کے ساتھ کمال عقل کا معاملہ کرے نہ کہ خود بھی اس کے ساتھ کم عقل ہو جائے۔ ایک بچے کے ساتھ اگر بڑا آدمی بچے ہی کی طرح اس کے معیار میں اتر کر معاملہ کرنے لگے تو لوگ یقیناً بڑے آدمی ہی کو ملامت کریں گے کہ دیکھو بچوں جیسی حرکت کرتا ہے۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کی ناراضگی کے وقت چپ ہو کر دور ہو جائے، غصہ آئے بھی تو پی جائے، یہی سنت رسول ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ﴾ ”آپس میں ایک کی دوسرے پر فضیلت کا معاملہ ذہن سے غائب نہ ہو۔“

حسن معاشرت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مرد اور عورت میں سے ہر ایک

---

[1] صحیح بخاری: ۹/ ۳۷۲، حدیث نمبر: ۵۱۹۷۔ صحیح مسلم: ۱/ ۶۲۶، رقم: ۹۰۷۔

دوسرے کی ہر بات پر اعتراض نہ کرے اور ہر بات پر تنقید اور اس کے ورے ایک دوسرے کی تحقیر ذات البین کے افساد کا سبب بنے گا۔ نیز تربیت کا طریقہ یہ ہے کہ ہر بات پر نہ ٹوکا جائے ورنہ مقابل فرد کے دل سے دوسرے کا احترام اور اس کی ہیبت جاتی رہے گی۔ اگر اللہ کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہو تو وہاں چپ رہنا یا چشم پوشی کرنا بجا نہ ہوگا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم کو یا کسی عورت یا کسی جانور کو بھی اپنے ہاتھ سے مارا ہے، یا آپ کے ساتھ گستاخی یا آپ کو ایذا دی گئی تو آپ نے اس کا بدلہ لیا ہو، ایسا نہیں کرتے البتہ اللہ کے حقوق سے متعلق اگر کوئی بات ہے تو آپ ضرور اس کا انتقام لیتے، نیز آپ کو دو چیزوں میں ایک کے اختیار کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ آسان چیز کو اختیار فرماتے، الا یہ کہ وہ آسان چیز گناہ کی بات ہو تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔ ❶

ہر بات پر عتاب اور ایک دوسرے کو ہمیشہ چھیڑنا سنت رسول کے خلاف ہے، آپ کے خلق عظیم کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

﴿وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳﴾

(التحریم:۳)

''اور یاد کرو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں سے ایک پوشیدہ بات کہی، پس جب اس نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کر دیا تو نبی نے بعض باتیں بیوی کو بتائیں اور بعض کو ٹال دیا، تو

❶ صحیح ابن حبان: ۲/ ۲۴۰، حدیث نمبر: ۴۸۸.

جب نبی ﷺ نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی کہ اس کی خبر آپ کو کس نے دی؟ کہا: سب چیزوں کے جاننے اور خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلایا ہے۔''

یہاں نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ کی ہر بات کا ذکر نہیں کیا، بلکہ بعض کو چھپالیا یہی تربیت کا طریقہ بھی ہے کہ مناسب مواقع پر خاص چیزوں کا ذکر کر کے میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنی شکایت کر سکتے ہیں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کے حساب کے پیچھے پڑنے سے دل میں کینہ و کدورت پیدا ہوگی۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس تھے اسی درمیان دوسری زوجہ مطہرہ نے ایک پلیٹ میں کچھ کھانا دے کر خادمہ کو بھیجا تو جن زوجہ مطہرہ کے گھر میں آپ تھے، انہوں نے خادمہ کے ہاتھ میں ایسی مار ماری کہ پلیٹ گر کر ٹوٹ گئی کھانا بھی گر گیا، نبی کریم ﷺ نے ٹوٹی ہوئی پلیٹ کو اکٹھا کر کے اس میں کھانا اکٹھا کیا اور ان کی غیرت کا خیال کرتے ہوئے کہا کہ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی۔ ناراض ہونے کی بجائے آپ نے ان کے لئے ایک عذر کا موقع نکال لیا۔ اس کے بعد آپ نے ان کے گھر سے دوسری پلیٹ دے کر خادمہ کو بھیجا۔ [1]

حسن معاشرت کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی باتوں کو توجہ سے سنیں جس سے ہر ایک محسوس کرے کہ ہم اس کے نزدیک محبوب ہیں اور ہمارا وزن اور ہماری وقعت اس کے دل میں ہے۔ کہیں بے توجہی کی بنا پر یہ شبہ دل میں نہ آ جائے کہ میری بیوی مجھے خاطر میں نہیں لاتی اور نہ ہی اس کے دل میں میری وقعت ہے، اسی طرح بیوی بھی سوچ سکتی ہے، اس لئے ایسے مواقع پر شوہر اور بیوی کو

[1] صحیح بخاری: ۳۹۹/۹، حدیث نمبر: ۵۲۲۵.

حساس رہنا چاہئے اور یہی سنت رسول ہے جنہیں اللہ نے اخلاق کا معلم اور نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک عجیب وغریب قصہ بیان کر رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی توجہ سے ان کی بات کو سن رہے ہیں، لمبا قصہ ہے لیکن آپ نے خوش خلقی کے ساتھ سنا نہ اکتاہٹ کا اظہار کیا اور نہ بے توجہی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "باب حسن المعاشرة مع الاهل" یعنی اپنے گھر والیوں سے اچھا سلوک کرنا" میں ذکر کیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں ایک جگہ بیٹھیں، انہوں نے آپس میں یہ قول وقرار کیا کہ اپنے خاوندوں کا سچا سچا حال بیان کریں، کوئی بات نہ چھپائیں۔

پہلی عورت بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبلے اونٹ کا گوشت وہ بھی ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ راستہ صاف کہ آسانی سے چڑھ کر اسے لے آئیں اور نہ وہ گوشت ہی ایسا فربہ تازہ ہے جس کے لانے کے لئے کوئی چڑھنے کی تکلیف گوارہ کرے۔ شاید یہ کہنا چاہتی ہے کہ اس کا خاوند بہت بخیل ہے اس پر طرہ یہ کہ وہ بد خلق بھی ہے۔

دوسری عورت بولی کہ میں اپنے شوہر کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں، میں ڈرتی ہوں کہ سب حال بیان نہ کرسکوں گی، اگر کروں تو کھلے اور چھپے سب عیب بیان کر ڈالوں گی۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا شوہر بے ڈھنگا لمبے تاڑ کی طرح ہے اگر کچھ بولوں تو طلاق لوں، اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی رہوں۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کے رات کی طرح ہے، نہ گرم نہ ٹھنڈا، نہ کوئی

خوف نہ غم۔

پانچویں عورت کہنے لگی کہ میرا شوہر گھر میں داخل ہوتے ہی چیتا بن جاتا ہے (یعنی داخل ہوتے ہی ہمبستری کے لئے مجھ پر چڑھ دوڑتا ہے، یا یہ معنی ہے کہ چیتے کی طرح سو جاتا ہے) گھر کے باہر شیر رہتا ہے، جو چیز گھر میں چھوڑ گیا ہے اس کے بارے میں پوچھتا نہیں ہے۔

چھٹی عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند ایسا پیٹو ہے کہ کھانے بیٹھے تو سارا کھانا ہڑپ کر جائے، پینے لگے تو گلاس میں ایک قطرہ نہ چھوڑے، لیٹے تو سو جائے، میرے کپڑوں میں ہاتھ نہیں ڈالتا کہ میرا دکھ درد اور میری خواہش معلوم کرے۔

ساتویں عورت کہنے لگی کہ میرا شوہر تو جاہل، سست اور احمق ہے کہ اس میں تمام بیماریاں ہیں، ہمبستری کے آداب سے ناواقف ہے، ہمبستری کے وقت اوندھا پڑ جاتا ہے، سر پھوڑے یا جسم زخمی کردے یہ اس کا کام ہے۔

آٹھویں عورت کہنے لگی کہ میرا شوہر ایسا نرم نازک ہے کہ چھوؤ تو خرگوش معلوم ہو اس کی خوشبو زعفران جیسی ہے۔

نویں عورت کہنے لگی کہ میرے شوہر کا گھر اونچا ہے اور وہ خود لمبا ہے، اس کے یہاں راکھ ڈھیر کی ڈھیر ہوتی ہے، اس کا گھر لوگوں کی عام مجلس کے قریب ہے (یعنی وہ بہت ہی سخی ہے کھانا پکاتا اور لوگوں کو کھلاتا ہے)

دسویں عورت کہنے لگی کہ میرے خاوند کا کیا پوچھنا، اس کے پاس جائداد ہے اور جائداد ایسی کہ اس طرح کی کسی کے پاس نہیں، اس کے پاس بہت سارے اونٹ ہیں جو اس کے گھر کے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں، چرنے کم جاتے ہیں، آگ جلانے والے کی آواز سن کر اونٹوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ مہمان آئے اور اب انہیں ذبح کیا

جائے گا۔

گیارہویں عورت کہنے لگی: میرا خاوند ابوزرع ہے، ابوزرع کا کیا پوچھنا، میرے دونوں کان زیوروں جھمکوں سے جھلا دیے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیے، خوب کھلا کر مجھے موٹی کر دیا اور میں نے اپنے کو موٹی محسوس کیا، شادی سے پہلے میری زندگی تھوڑی سی بھیڑ بکریوں میں گذرتی تھی، ابوزرع نے مجھے گھوڑوں اونٹوں اور جائداد والی بنا دیا، اس پر بھی اس کا مزاج کیسا عمدہ ہے کہ بات کہوں تو برا نہیں مانتا، مجھے کبھی برا نہیں کہتا، سوئی پڑی رہوں تو صبح تک کوئی نہیں جگاتا، پیوں تو اچھی طرح پی لوں۔

ابوزرع کی ماں یعنی میری ساس تو اس کا کیا کہنا، اس کا توشہ خانہ مال واسباب سے بھرا ہوا، گھر اچھا کشادہ۔ ابوزرع کا بیٹا وہ بھی کیسا خوبصورت نازک بدن، دبلا پتلا اس کے سونے کے لئے معمولی جگہ ہوتی (یعنی موٹا نہیں ہے) خوراک ایسا کہ بکری کے بچے کے ایک دستہ سے اس کا پیٹ بھر جائے۔

ابوزرع کی بیٹی ماشاء اللہ اس کا بھی کیا کہنا، اپنے ماں باپ کی پیاری تابعدار، اطاعت گذار کپڑے میں بھری ہوئی یعنی موٹی ایسی کہ دیکھ کر سوکن کو جلن ہو۔

ابوزرع کی لونڈی کا بھی کیا پوچھنا کبھی ہماری کوئی بات نہیں پھیلاتی، گھر کا راز پنہاں رکھتی ہے، کھانا تک نہیں چراتی، گھر میں کوڑا کرکٹ نہیں رہنے دیتی، ہمیشہ جھاڑ پونچھ کر صاف رکھتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دودھ متھا جا رہا تھا، مکھن نکالا جا رہا تھا، ابوزرع گھر سے نکلا، ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے دو بچے چیتوں کی طرح اس کی کمر تلے اس کے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ (یعنی شاید اناروں سے مراد پستان ہے کہ کمر کے ساتھ چپک کر دونوں دودھ پی رہے تھے) ابوزرع نے مجھ کو طلاق دے کر

اس عورت سے نکاح کرلیا۔

اس کے بعد میں نے ایک اور سردار سے نکاح کیا جو اچھا گھوڑ سوار، برچھ بردار نیزہ باز ہے اس نے مجھے بہت سے جانور دیے اور ہر قسم کے اسباب میں سے ایک ایک جوڑے دیے اور کہنے لگا: ام زرع کھاؤ پیو اور عزیزوں کو کھلاؤ۔ لیکن یہ سب اگر اکٹھا کروں تو جو کچھ ابوزرع نے مجھے دیا تھا اس کا ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ میں تیرے لئے ایسا ہی خاوند ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا۔ ❶

ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے بعض فوائد میں سے یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، جائز امور کے متعلق باتیں کہہ سن کر اس کو انسیت دے جب تک کوئی چیز شرعی طور پر مانع نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو حق ہے بلکہ مرد پر بیوی کا حق ہے کہ اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرے اور اس کے دل میں خوشی بہم پہنچائے، اور اس سے محبت کا اظہار کرے۔ ❷

حسن معاشرت کے امور میں سے یہ بھی ایک اہم بات ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک نے دوسرے کے حق میں بھول کر یا نادانی کی بنا پر کوئی کمی کی ہو تو حسن نیت سے اور نرم لہجے سے سمجھانے کا خو استعمال کریں، کیونکہ عذر و معذرت سے دل میں صفائی آئے گی۔ اور دونوں میں مودت اور محبت پیدا ہوگی۔ اور اس کمی کی شکایت کو دل میں پالنے سے یقینا مودت اور محبت میں کمی آئے گی، نیز بار بار عتاب اور شکایت بھی دونوں کے درمیان تلخی کا سبب بن سکتی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری: ۹/۷، حدیث نمبر: ۵۱۸۹.

❷ فتح الباری: ۹/۳۴۴.

حسن معاشرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر ایک دوسرے کا شکر گذار ہو اور ہر ایک دوسرے کے احسان کا اعتراف کرے اور اس کا اظہار بھی کرے، خصوصاً شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے کام خصوصاً گھر کی اور اولاد کی حفاظت اور گھر کے انتظام کا شکر گذار اور احسان مند رہے کیونکہ میری نظر میں بیوی کا گھر کا کام مرد کے باہر کے کام سے بھی کٹھن ہے، آدمی تصور کرے کہ چھوٹے بچوں کی صفائی ستھرائی اور ان کے کھانے پینے کا انتظام اور خصوصاً بچوں کے بہلانے اور روتے وقت ان کو چپ کرانے کا کام آسان نہیں، اگر کسی شوہر کو صرف دو گھنٹے ہی یہ سب کام کرنے پڑیں تو بے شک مرد بے حال ہو جائے اور بیوی بیچاری کو تو اکثر اوقات ان سب امور میں وقت گذارنا ہوتا ہے۔

حسن معاشرت کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ ہر ایک دوسرے کے ساتھ خواہ مخواہ کسی قسم کی بدظنی نہ کرے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ﴾

(النور: ۱۲)

”کیوں نہ ایسا کیا کہ جب تم لوگوں نے غلط بات سنی تو مومنوں کے ساتھ اچھا گمان رکھتے۔“

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ﴾ (الحجرات: ۱۲)

”اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور لوگوں کے بھید نہ ٹٹولا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔“

یقیناً بغیر کسی دلیل کے عورت مرد کو کسی چیز سے متہم کرے، یا مرد عورت کو متہم کرے، یا دونوں محض شبہ کی بنا پر دل میں کینہ کپٹ رکھیں تو یہ بڑا گناہ ہے۔ ایسے لوگوں کی شکایتیں سننے میں آئی ہیں کہ خواہ مخواہ عورت پر یہ شبہ بھی کرنے لگتے ہیں کہ یہ تو دوسرے مردوں کی طرف دیکھتی ہے، بازار ساتھ گئے گھر میں داخل ہوتے ہی مار پیٹ شروع ہوگئی کہ تو وہاں دوسروں کو قصداً دیکھ رہی تھی۔ بلا شک ایسی حرکتوں کے ہوتے ہوئے زن وشوہر میں شرعی مودت ومحبت ہرگز نہیں پیدا ہوسکتی اور دن بدن حالات ناسازگار ہوکر جدائی کی نوبت بھی آسکتی ہے۔ اور اگر واقعی اس قسم کی کوئی بات ہے تو یقین ہوجانے کے بعد تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کو اگر نصیحت کرنا چاہے تو تنہائی میں نصیحت کرے یا اگر کسی غلطی پر عتاب یا اظہار خفگی وناراضگی کرنی ہو تو برسرعام یا گھر کے لوگوں کے سامنے نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ نصیحت مضر اثرات بھی لاسکتا ہے کہ جس کو اس طرح سے نصیحت کی جاتی ہو تو بہت ممکن ہے کہ وہ مزید غصہ میں آکر بھڑک جائے۔

نیز شوہر اور بیوی کو چاہئے کہ کوئی ایک دوسرے پر اظہار غضب وغصہ یا تحقیر کی بات اپنے بچوں کے سامنے بھی نہ کرے، اس سے بھی دل میں کینہ پیدا ہوسکتا ہے، اگر مقصد نصیحت ہے تو تنہائی میں نصیحت ہو ورنہ وہ نصیحت فضیحت میں بدل سکتی ہے۔ اور پھر بچوں کی نفسیات پر اس کا برا اثر پڑسکتا ہے۔

بیوی اور بچوں کا نفقہ واجب ہے

شوہر کے اوپر بیوی اور بچوں کا نفقہ اور ضروری اخراجات کا انتظام کرنا واجب ہے، نان ونفقہ میں کمی کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ (النساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر اس وجہ سے حاکم ہیں کہ اللہ نے بعض کو بعض پر بالاتری دی اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مالوں کو عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.)) [1]

''کہ تمہارے اوپر ان کا کھانا اور کپڑا اچھے انداز کا واجب ہے۔''

اسی طرح عمرو بن الاحوص کی حجۃ الوداع میں خطبے کی روایت میں ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے کہ جن کو تم پسند نہیں کرتے ان سے تمہارے بستر کو استعمال نہ کرائیں، نہ ہی انہیں تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں۔ اور جان لو! عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ ان کے کھانے اور کپڑے کا اچھا انتظام کرو۔ [2]

معاویہ بن حیدہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ ہماری عورت کا ہمارے اوپر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب کھاؤ تو اسے کھلاؤ، اور جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو اور نہ ہی اسکے چہرہ کو برا کہو، یا اللہ تمہارے چہرے کو بگاڑے، نہ کہو۔ اگر ناراضگی میں انہیں چھوڑنا ہے تو گھر ہی میں چھوڑو یعنی نہ خود گھر سے باہر نکلو اور نہ انہیں گھر سے نکالو۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم: ۸۹۰/۲، حدیث نمبر: ۱۲۱۸ من حدیث جابر.

[2] سنن الترمذی، ص: ۲۷۶، حدیث نمبر: ۱۱۶۳.

[3] مسند احمد: ۴۴۶/۴۔ سنن ابی داؤد، ص: ۳۲۵، حدیث نمبر: ۲۱۴۲.

صاحب حق کی روزی کو روک لینا اور انہیں نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے

خیثمہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، کہ ان کا خازن آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ غلاموں کا کھانا پانی دیا؟ خازن نے کہا کہ نہیں، تو آپ نے کہا: فوراً جا کر انہیں دیدو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی روزی کا کوئی مالک ہو اور اس کی روزی روک لے۔ ❶

وہب بن جابر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو کے ایک آزاد کردہ غلام نے ان سے کہا کہ میں یہ مہینہ یہیں بیت المقدس ہی میں گذارنا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ اپنے بال بچوں کے لئے اس مہینے کا نفقہ اور خرچ چھوڑ رکھا ہے؟ کہا کہ نہیں، تو آپ نے کہا کہ جاؤ اور مہینے کا خرچ ان کے لئے چھوڑ کر آؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ آدمی اپنے ماتحتوں کی روزی ہڑپ کر لے۔ ❷

امام بغوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے اہل وعیال کے نفقہ میں سے صدقہ وخیرات کرے، کیونکہ یہ ثواب کے بجائے گناہ ہو جائے گا۔ ❸

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جو ضروری خرچ سے بچ جانے کے بعد ہو۔ اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کرو۔ کہا گیا، اے اللہ کے رسول! میرے عیال

---

❶ صحیح مسلم: ۷۸/۳، حدیث نمبر: ۲۳۵۹.

❷ مسند احمد: ۱۹۵/۲، حدیث نمبر: ۶۸۴۲۔ سنن ابی داؤد، ص: ۲۶۱، حدیث نمبر: ۱۶۹۲.

❸ شرح السنة: ۹: ۳۲۴.

کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تمہارے عیال میں سے ہے، اس کو کہنے کا حق ہے کہ مجھے کھلاؤ ورنہ الگ کردو، تمہاری لونڈی کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ مجھے کھلا کر مجھ سے کام لو، تمہاری اولاد تم سے شکایت کرسکتی ہے کہ مجھے کس کے بھروسے پر چھوڑ رہے ہو۔ ❶

"فقیل من اعول" کے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ تفسیر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، اگر مان لیا جائے کہ یہ تفسیر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے، پھر بھی یہ تفسیر متعین ہے کیونکہ دوسرے نصوص بھی اس پر دال ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں۔

اہل وعیال کے لئے اکتسابِ رزق صدقہ ہے

بیوی اور بچوں کے لئے اکتساب رزق حلال اور اس کے لئے جدوجہد بھی باعث اجر ہے، ایسے شخص کو اللہ کے رسول نے فی سبیل اللہ (جہاد) کے راستے میں شمار فرمایا ہے۔ اگر انسان حسن نیت سے حلال روزی جائز طریقے سے کماتا ہے تو وہ بہت بڑے اجر کا مستحق ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا تو صحابہ نے اس کی چستی اور جفاکشی کو دیکھ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! کاش اس کی یہ چستی اور جفاکشی اللہ کی راہ یعنی جہاد میں ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر وہ بچوں کو کھلانے پلانے اور ان کی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے نکلا ہے تو وہ فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ، جہاد) میں ہے۔ اگر وہ بوڑھے والدین کے لئے کمانے کے

---

❶ مسند احمد: ۵۲۷/۲، حدیث نمبر: ۱۰۸۱۸، ۱۸۸۳۰۔

لیے نکلا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے، اور اگر اپنے نفس کی عفت وعزت کے لیے کمانے کے لیے نکلا ہے تو وہ فی سبیل اللہ ہے۔ اگر وہ دکھاوے یا فخر وغرور کے لئے نکلا ہے تو شیطان کے راستے میں ہے۔ ❶

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں میری عیادت اور بیمار پرسی کے لئے آئے، آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی جس شہر سے ہجرت کر چکا ہے وہاں اس کی موت ہو، آپ نے فرمایا: اللہ تعالی ابن عفراء پر رحم کرے۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں، آپ نے کہا نہیں، پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کر دوں، فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا، تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو، وہ تہائی بھی زیادہ ہے، دیکھو اپنے وارثوں کو تم غیر محتاج چھوڑ کر مرو یہ اچھا ہے اس سے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ کر جاؤ کہ لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائیں۔ اور تم جو بھی خرچ کرو گے وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہے یہاں تک کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو گے تو وہ بھی صدقہ ہی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالی تمہیں اس بیماری سے شفا دے اور اس کے بعد کچھ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان اٹھائیں گے۔ ان دنوں ان کی اولاد میں صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ ❷

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا بالاجماع واجب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صدقہ کا نام اس لئے دیا ہے کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ فرض کے ادا کرنے میں اجر نہیں لوگوں کو معلوم تھا کہ صدقہ وخیرات میں اجر وثواب ہے، تو انہیں

---

❶ صحیح الترغیب والترهیب للالبانی، حدیث نمبر: ۴۲۴.

❷ صحیح بخاری: ۴۵۶/۵، حدیث نمبر: ۲۷۴۲۔ صحیح مسلم: ۱۲۵۰/۳، حدیث نمبر: ۱۶۲۸.

یہ بھی بتایا کہ اہل وعیال پر خرچ بھی صدقہ ہی ہے تا کہ عام صدقہ وخیرات اس وقت تک نہ کریں جب تک اہل وعیال کو ان کی ضرورت کا خرچ نہ دے دیں، اس میں فرض صدقہ کو نفلی صدقہ پر مقدم کیا ہے۔ [1]

اس موقع پر یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہئے کہ بیوی بچوں کو اسی قدر نفقہ طلب کرنا جائز ہے، جس کی طاقت شوہر اور باپ رکھتا ہو۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۧ ﴾ (الطلاق:۷)

''ہر ایک اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے، اللہ رب العزت کسی کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جتنا کسی کو دیا ہے، تنگی کے بعد اللہ آسانی کرے گا۔''

اس آیت میں بیوی اور بچوں کو یہ نصیحت ہے کہ صبر کریں، اگر اس وقت تنگی ہے تو آئندہ اللہ رب العزت فراخی رزق دے سکتا ہے۔ اس وجہ سے بیوی شوہر کی طاقت سے بڑھ کر خرچ کا مطالبہ نہ کرے، اس کو بھی حکم ہے: ((اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) ''زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

تنگیٔ رزق کے وقت شوہر کو ہدایت

انسان کو اللہ نے اس کی طاقت بھر ہی کی تکلیف دی ہے شرعی طور پر جب اس کے پاس زیادہ مال نہیں تو زیادہ کہاں سے لے کر آئے، کیا بیوی کی خاطر چوری،

[1] فتح الباری: ۹/۴۹۸.

ڈکیتی یا دھوکہ بازی سے مال کما کر لا کر اس کے قدموں میں ڈالے، یہ بھی تو گناہ کی بات ہے۔ ایسے موقع پر شوہر کو ایک نصیحت ہے کہ اگر وہ حسب ضرورت نفقہ کا انتظام نہیں کر رہا ہے تو اسے چاہئے کہ ایسی صورت میں خصوصی نرم گوئی اور حسن اخلاق سے بیوی کو سمجھائے یہی اللہ کا حکم ہے اگر اس کے حقوق مالیہ میں کمی بھی کر رہا ہے ساتھ ہی ساتھ سختی اور مار پیٹ کا معاملہ بھی کر رہا ہے تو اس صورت میں حسن معاشرت کہاں رہ پائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرے اللہ رب العزت نے سورہ اسراء میں اعزہ و اقارب کو دینے کا حکم دیا ہے، پھر ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا ﴿٢٨﴾ ﴾ (الاسراء:۲۸)

''اگر قرابت داروں کو نہ دے سکو اللہ کی رحمت اور وسعت رزق کی امید اور طلب کرتے ہوئے تو ان سے اچھی بات کہہ کر عذر کر دو۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر تم سے تمہارے اقارب یا جن کو دینے کا حکم ہم نے تمہیں دیا ہے کچھ طلب کریں اور تمہارے پاس انہیں دینے کے لئے نہ ہو اور ان سے چہرہ پھیر رہے ہو تو ان سے اچھی بات کہہ کر نکل جاؤ اور نرمی سے وعدہ کر دو کہ اللہ نے دیا تو ضرور تمہیں ملے گا۔ [1]

اسی طرح شوہر نیک نیتی سے وعدہ کر کے بیوی بچوں کو تسلی دیا کرے۔ لیکن خدانخواستہ اگر بیوی صبر کرنے پر راضی نہ ہو تو بڑے ہی نرم لہجے میں اس سے کہہ دے کہ میرے پاس اس سے زیادہ نام و نفقہ نہیں ہے اگر تم صبر کر سکتی ہو تو کرو ورنہ اگر دوسرا راستہ یعنی طلاق لینا چاہتی ہو تو میں تمہیں طلاق دے دوں۔ یہی اسوۂ رسول ہے، اور

[1] تفسیر ابن کثیر: ۵/۳.

اسی کی تعلیم نبی کریم ﷺ کو اللہ نے دی تھی۔ فرمان ربی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الاحزاب:۲۸تا۲۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ میں کچھ دے کر اچھائی سے تمہیں رخصت کر دوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو پسند کر رہی ہو تو بیشک تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ نے بہت بڑا اچھا بدلہ رکھ چھوڑا ہے۔''

نہ کوئی سخت کلامی اور نہ بدخلقی یعنی آؤ جس طرح صلح سے اکٹھا ہوئے تھے اسی طرح پورے ہوش وحواس اور عقل سے صلح وشانتی سے الگ ہو جائیں۔

عورتوں کا شوہروں سے وسعت سے زیادہ طلب کرنا ہلاکت کا سبب ہے

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التوحید میں صحیح سند سے ابوسعید خدری یا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لمبا خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی پہلی ہلاکت کا سبب یہ رہا کہ نادار آدمی کی بیوی اپنے شوہر کو کپڑے اور زیورات اسی طرح مہیا کرنے پر مجبور کرتی تھی جس طرح مالدار کی بیوی مجبور کرتی تھی۔ [1]

اہل وعیال کو تعلیم دینا اور دین پر چلانا

اہل وعیال کو تعلیم دینا دین کے امور کا سکھانا اور دین پر چلانا شوہر اور باپ پر

[1] کتاب التوحید، ص:۲۰۸.

فرض ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّ قُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ﴾ (التحریم:٦)

''اے مومنو! اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ (جن وانس) اور پتھر ہیں۔''

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''کُلُّکُمْ رَاعٍ....'' تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے، قیامت کے دن ہر ایک سے اس کی ریوڑ کے متعلق پوچھا جائے گا، امیر المومنین تمام لوگوں کا چرواہا ہے، اسے ان کے بارے میں جوابدہ ہونا ہے۔ آدمی اپنے گھر والوں کا چرواہا ہے، اور وہ ان کے بارے میں ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ عورت شوہر کے گھر اور بچوں کی چرواہن ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ایک غلام بھی اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اس سے بھی پوچھا جائے گا۔ جان لو ہر ایک چرواہا ہے، ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا۔ [1]

بھائیو! یہ سوال اس وقت ہوگا جبکہ حکومت اور ملکیت صرف اللہ ہی کی ہوگی اور سب لاچار بے یار ومددگار اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ سب کا حساب لے گا۔ یعنی قیامت کے دن، یہ حساب وکتاب ہوگا۔ اور وہ بہت ہی سخت مرحلہ ہوگا۔ اللہ پناہ دے۔

مالک بن حویرث کہتے ہیں ((اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ......)) کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے، ہم جوان اور ہم عمر تھے، آپ کے پاس بیس دن ٹھہرے، آپ ﷺ نہایت ہی رحمدل اور مہربان تھے، آپ نے دیکھا کہ ہم اپنے

---

[1] صحیح بخاری: ٢٢٢/٥، حدیث نمبر: ٢٥٥٤۔ صحیح مسلم: ١٤٥٩/٣، حدیث نمبر: ١٨٢٩.

اہل وعیال میں چلے جانے کے خواہاں ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے پیچھے کس کو چھوڑ کر آئے ہیں، ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کے پاس واپس چلے جاؤ، انہیں میں رہو۔ انہیں سکھاؤ اوران کو خیر کا حکم دو۔ جب صلاۃ کا وقت ہو جائے تو تم میں کوئی اذان دے، اور تم میں جو سب سے بڑا ہے وہ تمہاری امامت کرے۔ ❶

شوہر وبیوی کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا

شریعت اسلام میں چونکہ میاں بیوی کا فراق بہت ہی مکروہ ہے۔ جیسا کہ اللہ کے فرمان ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ﴾ ''کہ اگر زن وشوہر میں اختلاف کا خوف ہو تو صلح کرانے کے لیے دونوں کی طرف سے فیصلہ کرنے والوں کو بھیج کر صلح کی کوشش کرو'' سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے جس میں ذکر ہے کہ طلاق شیطان کے سبب سے ہوتا ہے، اور طلاق اس کا سب سے پسندیدہ کام ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے کارندوں کو بھیجتا ہے تو ان میں سے جو سب سے زیادہ فتنہ کرتا ہے وہی اس سے زیادہ قریب ہوتا ہے، ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کام کیا، ابلیس کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا، پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اتنا بڑا فتنہ کیا کہ شوہر اور بیوی میں جدائی کرادی، ابلیس خوش ہو کر کہتا ہے کہ تم اچھے رہے اور اسے اپنے سے

❶ صحیح بخاری: ۵۳۷/۱، حدیث نمبر: ۶۳۱، ۱۱/۸، حدیث نمبر: ۶۰۰۸۔ صحیح مسلم: ۴۶۵/۱، حدیث نمبر: ۶۷۴.

قریب کرتا ہے۔ ❶

اس وجہ سے اسلام نے ان دونوں کے درمیان خصوصا اور عام لوگوں کے درمیان عموماً اختلاف کے وقت صلح اور اتفاق کرانے کا حکم دیا ہے، اور اس مقصد کے لئے دوسرے لوگوں کو توریہ اور ایسے جھوٹ کے بولنے کو بھی جائز کر رکھا ہے، جس کے ورے کوئی خرابی اور نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا اور اچھی بات نقل کرتا ہے، یا اچھی بات ان کے سامنے کہتا ہے۔ ❷

امام زہری جو اس حدیث کے راوی بھی ہیں کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کے جھوٹ بولنے کی رخصت اور اجازت تین معاملات کے علاوہ اور کسی میں نہیں سنی، جنگ کے درمیان جھوٹ بولنا، یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا، اور عورت اور مرد کا ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔

اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے: شوہر بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے یا دشمن سے جنگ میں جھوٹ بولا جائے، یا عام لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر جھوٹ بولا جائے۔ ❸

بیوی اور شوہر کو چاہئے کہ ہر ایک دوسرے کے آرام و آسائش کا خیال رکھے، نبی کریم ﷺ کے عالی اخلاق کو نصب العین بنا کر دونوں زندگی گذارنے کی کوشش

---

❶ مسند احمد: ۳/۳۱۴۔ صحیح مسلم: ۴/۲۱۶۷، حدیث نمبر: ۲۸۱۳.

❷ صحیح مسلم: ۴/۲۰۱۱، حدیث نمبر: ۲۶۰۵۔ سنن الترمذی، ص: ۴۴۲، حدیث نمبر: ۱۹۳۸.

❸ سنن الترمذی، ص: ۴۴۲، حدیث نمبر ۱۹۳۹.

کریں۔ نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کی دلجوئی کے لئے معمولی چیزوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

عبید بن عمیر تابعی کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے کہا کہ ام المومنین آپ نبی کریم کی کوئی سب سے اچھی اور تعجب کی بات ہمیں بتائیں۔ کہتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر چپ رہیں پھر کہنے لگیں کہ نبی کریم ﷺ میری باری میں میرے پاس تھے، تو آپ نے کہا کہ عائشہ مجھے چھوڑ دو میں آج رات اپنے رب کی عبادت کروں، تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ کے قریب رہنا بھی چاہتی ہوں اور آپ کی مرضی کو بھی پسند کرتی ہوں۔ کہتی ہیں کہ آپ اٹھے، وضوء فرمایا، پھر آپ نے صلاۃ پڑھنا شروع کی، تو آپ مسلسل رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی گود کے کپڑے بھیگ گئے۔ [1]

آپ کی عظمت اخلاق ملاحظہ کریں کہ آپ بیوی سے اللہ کے لئے نفلی عبادت کے لئے اجازت طلب کر رہے ہیں، تاکہ ان کے دل کو ذرا بھی احساس اور تکلیف نہ ہونے پائے کہ ہماری باری میں آپ عبادت میں لگے رہے۔ آپ کے اس اسوۂ حسنہ سے یہ درس ملتا ہے کہ رات کا وقت بیوی کا حق ہوتا ہے، اگر شوہر کسی اور کام میں خواہ وہ نفلی عبادت ہی کیوں نہ ہو، مشغول ہوا تو خطرہ ہے کہ حق تلفی نہ ہو۔ اور اس زمانے میں لوگ عورتوں کے احساسات کا ذرا بھی پاس نہیں کرتے، اور دن ورات گھر سے غائب رہتے ہیں، اور کھانا تک بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بہت کم کھاتے ہیں۔ اس طرح کے معاملات سے بیوی اور بچوں کی نفسیات پر غلط اثر پڑتا ہے۔

آپ کی عظمت اخلاق کا دوسرا نمونہ دیکھیں، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ

---

[1] صحیح ابن حبان: ۳۸۶/۲، حدیث نمبر: ۶۲۰.

میں تم سے اپنے اور نبی کریم ﷺ کے متعلق ایک قصہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ضرور بتائیں، انہوں نے کہا: ایک رات جس میں میری باری تھی، آپ آئے اور اپنی چادر اتاری، جوتے اتار کر اپنے دونوں پاؤں کے پاس رکھا، اور پھر اپنے بچھونے پر اپنے تہبند کا ایک کنارہ بچھایا اور لیٹ گئے، اس وقت تک انتظار کیا جب تک آپ کو یہ گمان ہو گیا کہ میں سو گئی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی چادر آہستہ سے لی، اور بہت ہی آہستہ آہستہ اپنے نعلین کو پہنا، دروازہ کھول کر باہر نکلے اور دروازے کو بہت آہستہ سے بند کیا، اور چلے گئے۔ میں نے بھی اپنی قمیص پہنی اور اوڑھنی لی تہبند پہنی اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ بقیع میں آئے، اور دیر تک کھڑے رہے اور تین بار اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، پھر واپس ہوئے، تو میں بھی واپس ہوئی، آپ تیز چلنے لگے میں بھی تیز چلنے لگی، پھر دوڑنے لگے، میں بھی دوڑنے لگی، پھر آپ اور زیادہ تیز دوڑنے لگے، میں بھی تیز دوڑنے لگی، اور آپ سے آگے نکل گئی، گھر میں داخل ہو کر لیٹ گئی، آپ گھر میں داخل ہوئے، کہنے لگے عائشہ کیا بات ہے تمہاری سانس کیوں تیز چل رہی ہے؟ میں نے کہا کوئی بات نہیں، آپ نے کہا: ضرور بتاؤ، نہیں تو اللہ لطیف وخبیر ضرور بتائے گا۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، پھر آپ کو میں نے بتایا، آپ نے فرمایا کہ تمہارا ہی وجود میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں، اس پر آپ نے میرے سینے میں دردانگیز دھکا دیا، اور کہا کہ تم بدگمانی کر گئی تھیں کہ اللہ اور رسول تمہارے اوپر ظلم کریں گے۔ [1]

عبرت کا مقام ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ہی حجرہ سے نکلتے تو کوئی آپ کو روک نہ سکتا تھا، لیکن آپ کا حسن اخلاق کہ آپ نے ان کے

[1] صحیح مسلم: ۲/ ۶۷۱، ۶۶۹، حدیث نمبر: ۹۷۴.

سو جانے کا انتظار کیا کہ کہیں میرے غائب ہونے سے ان کے دل کو ٹھیس نہ لگے، اور پھر سوتے ہوئے کس نرم روی سے آپ نکلے تا کہ ان کی نیند میں خلل نہ پڑے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۞ ﴾ (القلم: ۴)

''اور بے شک آپ بڑے عمدہ اخلاق پر ہیں''

اس فرمان باری تعالیٰ کی روشنی میں دیکھا جائے تو کتنے لوگ سیرت رسول کے اس پہلو کے برعکس کرتے ہیں، بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ گھر میں بیوی اور بچوں کے ساتھ، ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ کی زبان کے علاوہ کوئی زبان جانتے ہی نہیں، اور ان کی نیند یا آرام کی پرواہ نہیں کرتے، ایسے آدمی بیوی بچوں اور گھر والوں کے لئے عذاب ہوتے ہیں، ان کے وجود سے گھر والے خوشی محسوس کرنے کے بجائے تنگی ہی محسوس کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ اسی کو مردانگی سمجھتے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کو نفسیاتی مریض کہنا مناسب ہوگا۔ افضل الخلق ﷺ تو جب گھر میں ہوتے تو گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، صلاۃ کا وقت ہوتا تو نکل جاتے۔ [1]

اختلاف یا ناراضگی ناگزیر ہے

کسی پر غصہ ہونا یا خفگی یا ناراضگی یہ سب فطری امور ہیں، اللہ نے انسان کے اس وجود میں یہ سب صفات بھی ودیعت کی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ رحیم وکریم نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپس میں تلخی کی وجہ سے تین دن تک ایک دوسرے سے الگ رہنے اور ایک دوسرے کو چھوڑنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد قطع

[1] صحیح بخاری: ۱۶۲/۲.

کلامی جائز نہیں۔

ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے کہ ملنے پر ایک دوسرے سے منہ پھیر لے، اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو سب سے پہلے سلام کرے۔ ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مقدس شخصیت کے بارے میں کون نہیں جانتا، ایک بار آپ نے اپنے لڑکے عبدالرحمن بن ابی بکر کے اوپر سخت غصہ کیا، انہیں بہت کچھ اور سخت سست کہا۔ ❷ لیکن ایک محب رسول غصہ کی حالت میں بھی حق کا دامن نہیں چھوڑتا، نیز غصہ میں حد سے بھی آگے نہ بڑھ کر ماحول کو اسلامی نقطہ نظر سے سازگار بنالیتا ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ بیوی سے اختلاف کے وقت مار پیٹ یا گالی گلوچ کے علاوہ اور کوئی کام جانتے ہی نہیں، بلکہ اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ فوراً طلاق کا لفظ ایک نہیں سیکڑوں کی تعداد میں ایک ہی سانس میں بول جاتے ہیں۔ ایک عقلمند اور اللہ سے ڈرنے والا آدمی غصہ کو پی جانے کی کوشش کرتا ہے، خصوصاً کمزوروں کے سامنے وہ بھی کمزور بن جاتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص طاقتور نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہو، طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے۔ ❸

ناحق غصہ ہر شر اور برائی کا مجموعہ ہے

ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت

---

❶ صحیح بخاری: ۱۰/ ۱۰۳، حدیث نمبر: ۶۰۷۷.

❷ صحیح بخاری: ۱۰/ ۱۵۶۰، حدیث نمبر: ۶۱۴۰۔ صحیح مسلم: ۳/ ۱۶۲۷، حدیث نمبر: ۲۰۵۷.

❸ صحیح بخاری: ۱۰/ ۶۳۵، حدیث نمبر: ۶۱۱۴.

فرمادیں، آپ نے اس سے کہا کہ غصہ نہ کرو۔ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ غصہ ہر قسم کے شر کا مجموعہ ہے۔ ❶

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے، حالانکہ غصہ کی تنفیذ پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے تمام لوگوں کے سامنے قیامت میں بلا کر اختیار دیں گے کہ جنتی حوریں پسند کرو وہ تمہاری ہیں۔ ❷

اس لئے ناحق غصے کے وقت مسلمان کو چاہئے کہ "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" کہہ لیا کرے، ان شاء اللہ غصہ جاتا رہے گا۔ ❸

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ جب تم میں کوئی غصہ ہو تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ رفع ہو گیا تو وہی مطلوب ہے ورنہ لیٹ جائے۔ ❹

اسوۂ رسول کو دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ازواج مطہرات نے غصہ دلایا لیکن آپ نے صبر کا نمونہ اپنی امت کے لئے پیش کیا کہ اسی میں امت کی صلاح وفلاح ہے۔ آپ نے نہ سخت کلامی کی، نہ ہی مار پیٹ کی اور نہ کوئی ایسی بات کہی جس سے بیویوں کو اذیت پہنچے، حکمت عملی سے آپ نے خود ان کی تربیت کی خاطر ان سے کچھ دنوں کے لئے علیحدگی اختیار کر لی۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے ایک انصاری پڑوسی کے ساتھ باری باندھ لی تھی کہ ایک دن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر وحی وغیرہ کی تمام معلومات مجھے دیں اور جب میں اپنی باری پر آپ کی خدمت

---

❶ صحیح الترغیب والترھیب: ۴۵/۳.

❷ سنن ابی داؤد، ص: ۷۱۸، حدیث نمبر: ۴۷۷۷.

❸ صحیح بخاری: ۵۷۰/۱۰، حدیث نمبر: ۶۰۴۸.

❹ سنن ابی داؤد، ص: ۷۱۹، حدیث نمبر: ۴۷۸۲.

میں رہوں تو پورے دن کی خبر اپنے پڑوسی کو دیدوں۔ ہم قریش خاندان کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے، جب ہم مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں مردوں پر غالب رہتی ہیں، تو ہماری بیویوں نے بھی ان کی عادات کو سیکھنا شروع کر دیا۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیویوں پر غصہ ہو کر ایک الگ کمرے میں خلوت اختیار فرمالیا، اور فرمایا کہ میں ان کے پاس ایک ماہ تک نہ جاؤں گا۔ جب انتیس دن گذرے تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کے رسول آپ نے ایک ماہ تک کی قسم کھائی تھی، میں ایک ایک دن گن رہی تھی، ابھی آج تو انتیس دن ہی ہوئے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ ❶

نبی کریم ﷺ کے داماد اور بیٹی کا بھی کچھ اسی طرح کا قصہ ہے، اس میں علی رضی اللہ عنہ نے اسوۂ رسول کو سامنے رکھ کر وہی کچھ کیا جو سنت رسول ہے۔ سہل بن سعد الساعدی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب نام اپنے لئے بہت پسند تھا، چاہتے تھے کہ لوگ انہیں ابوتراب ہی کے نام سے پکاریں، ان کا یہ نام نبی کریم ﷺ نے رکھا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک دن علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کچھ ناراضگی ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر مسجد کی دیوار سے لگ کر لیٹ گئے، نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے دیکھا کہ ان کی پیٹھ مٹی سے آلودہ ہے، آپ ﷺ ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے پوچھنے لگے اور کہا:

((اِجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ)) ''ابوتراب اٹھ بیٹھو۔'' ❷

معاویہ بن حیدہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی ایک کے اوپر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب

---

❶ صحیح بخاری: ۳۴۶/۹، حدیث نمبر: ۵۱۹۱.

❷ صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۰۴.

کپڑا خریدو اور پہنو تو اسے بھی پہناؤ، نہ اس کے چہرہ کے بارے میں ((قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَکَ)) ''یعنی اللہ تمہارا چہرہ بگاڑ دے'' کہو صحیح نہ کہو، چہرے پر نہ مارو، اگر خفگی سے اسے کچھ دن یا وقت کے لئے چھوڑنا ہے تو اپنے گھر ہی میں اسے چھوڑو، یعنی گھر سے باہر نہ نکالو۔ [1]

زوجین میں اختلاف کو ہوا دینا بڑا گناہ ہے

کسی فرد و بشر کے لیے جائز نہیں کہ زوجین میں اختلاف کی صورت میں اصلاح کی کوشش کے بجائے اختلاف کو مزید بڑھانے کا کام کریں۔ خصوصاً اہل خانہ اور عورت کے گھر والوں کی بے دخل اندازی اور عورت کی طرفداری کرنے سے بہت سے بسے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ اس لیے شوہر کے گھر والے ہوں یا عورت کے اہل خانہ ہوں، ان کا حق ہے کہ جس کی غلطی دیکھیں اسے بلا رو رعایت سرزنش اور ملامت کر کے اس کو صلح پر مجبور کریں۔ خصوصاً عورت کے گھر والوں کو چاہیے کہ عورت کو سمجھانے اور اصلاح حال میں کمی نہ کریں۔ یہ اسوۂ سلف ہے۔

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ کو اجازت ملی، آپ سے پہلے کچھ لوگ دروازہ رسول پر اجازت کے خواہاں تھے مگر کسی کو جازت نہ ملی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے اجازت ملی اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ آپ کے اردگرد ازواج مطہرات بیٹھی تھیں۔ ابوبکر نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے کے لیے ایک بات کہوں گا۔ کہا کہ اے اللہ کے رسول

---

[1] سنن ابی داؤد، ص: ۳۳۴۔ مستدرک الحاکم: ۲/۱۸۷.

آپ بنت خارجہ کو دیکھتے وہ مجھ سے نفقہ کی زیادتی طلب کر رہی تھی تو میں نے اٹھ کر اس کی گردن مروڑ دی، نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ دیکھو یہ سب بھی میرے سامنے بیٹھی نفقہ کی زیادتی طلب کر رہی ہیں۔ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ عائشہ کی گردن مروڑنے لگے۔ دوسری طرف عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی گردن مروڑنے لگے اور دونوں کہہ رہے تھے کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز طلب کر رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ وہ سب کہنے لگیں، اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ سے ہرگز کوئی ایسی چیز طلب نہ کریں گی جو آپ کے پاس نہیں ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی، اس درمیان یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الاحزاب: ۲۸ تا ۲۹)

''اے نبی! آپ اپنی ازواج سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے کر اچھی طرح آزاد کر دوں اور اگر تم اللہ و رسول اور آخرت چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اچھے کام کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

آپ نے سب سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ عائشہ! ایک بات کہوں مگر اس کے بارے میں جلدی نہ کرنا اپنے والدین سے مشورہ لے کر کچھ کرنا اور کہنا، انھوں نے کہا کہ وہ کیا بات ہے؟ آپ نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی تو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کے رسول! آپ کے بارے میں بھی میں اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کروں گی، میں اللہ ورسول اور دار آخرت کو اختیار کر رہی ہوں۔ مگر میری عرض ہے کہ میرے اس اختیار کی خبر اپنی دوسری ازواج کو نہ دیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں اگر ان میں سے کسی نے پوچھا تو ضرور بتاؤں گا، اللہ نے مجھے سختی میں ڈالنے والا نہیں بلکہ آسانی برتنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔ ❶

میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کا فتنہ ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى أَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا.)) ❷

''یعنی جس نے کسی لونڈی کو اس کے گھر والوں کے متعلق اکسایا تو وہ مجھ میں سے نہیں، اور جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف ابھارا اور دونوں میں فساد ڈالا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔''

اس لیے ہر شخص کو چاہیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت زوجین میں اصلاح ہی کی کوشش کرے۔ ورنہ بڑے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

بیوی پر شوہر کے حقوق

عورت کو بھی چاہئے کہ اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق شوہر کو معمولی تکلیف دینے سے بھی بچے اور حتی الامکان اس کی اطاعت کرے، کیوں کہ عورت کے اوپر

❶ صحیح مسلم: ج: ۲/۱۱۰۴، نمبر حدیث: ۱۴۷۸.

❷ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۱/۱۴۳، نمبر حدیث: ۳۲۴.

شوہر کے بھی بڑے حقوق ہیں۔ یہاں تک کہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کی موجودگی میں نفلی صوم رکھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر صوم رکھے۔ البتہ رمضان کے صوم میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر عورت نے پانچ وقتوں کی صلاۃ پڑھی، رمضان کے صوم رکھے، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، اور شوہر کی تابعداری کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی۔ [2]

حصین بن محصن کہتے ہیں کہ ان کی ایک پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی ضرورت سے آئیں، جب اپنی ضرورت سے فارغ ہوئیں تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم شوہر والی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، پوچھا: شوہر کے ساتھ تمہارا کیا سلوک ہے؟ کہا: جس کام کے کرنے سے عاجز نہیں ہوں اس میں کمی نہیں کرتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: دیکھ لو کہ اس کے ساتھ کیسے رہتی ہو، کیونکہ وہ شوہر تمہاری جنت ہے یا جہنم۔ [3]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کے ایک گھر کا اونٹ تھا، اسی سے کھجوروں اور کھیتی کی سینچائی کرتے تھے، وہ اونٹ اڑیل ہوگیا، انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی سختی کی شکایت کی اور کہا کہ کھجوروں کے درخت اور کھیتی سوکھ رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا: اٹھو، چلو، سب گئے، آپ باغ

---

[1] صحیح بخاری وغیرہ۔ آداب الزفاف، ص: ۲۸۲.

[2] صحیح ابن حبان: ۹/ ۴۷۱، حدیث نمبر: ۴۱۶۳.

[3] مسند احمد: ۶/ ۴۱۹۔ المستدرک: ۲/ ۲۰۶.

میں داخل ہوئے، اونٹ ایک کونے میں تھا، انصار نے کہا کہ اللہ کے رسول! وہ پاگل کتے کی طرح ہوگیا ہے، خوف ہے کہ آپ پر حملہ نہ کر جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آگے بڑھا اور آپ کے سامنے سجدہ میں پڑ گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کی پیشانی پکڑ کر کام میں لگا دیا۔ دیکھ کر صحابہ نے کہا کہ اللہ کے رسول یہ ایک بے عقل چوپایہ ہو کر آپ کو سجدہ کر رہا ہے، ہم تو عقل رکھتے ہیں کیوں نہ آپ کو سجدہ کریں؟ آپ نے فرمایا کہ: کسی بشر کو کسی بشر کے لئے سجدہ کرنا درست نہیں، اگر کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کے بڑے حق کی بنا پر بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر شوہر کے جسم میں پیر سے سر تک پھوڑے ہوں ان سے خون اور پیپ بہہ رہی ہو اور بیوی زبان سے چاٹ کر صاف کرے تب بھی شوہر کا حق ادا نہ ہوگا۔ ❶

دوسری روایت میں ہے کہ عورت اپنے رب کا حق اسوقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق نہ ادا کرے۔ اگر وہ عورت اونٹ کے پالان پر ہو اور شوہر اس سے خاص ضرورت پوری کرنے کی خواہش ظاہر کرے تو عورت کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ ❷

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مردوں میں سے جو لوگ جنت میں ہوں گے ان کے بارے میں تمہیں نہ بتادوں؟ ہم نے کہا، اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نبی جنت میں ہوں گے، صدیق جنت میں ہوں گے، وہ آدمی جنت میں ہوگا جو شہر کے کسی دوسرے کنارے

---

❶ مسند احمد: ۱۵۸/۲.

❷ سنن ابن ماجہ، ص: ۳۲۳، حدیث نمبر: ۱۸۵۳.

رہنے والے بھائی کی زیارت صرف اللہ کی مرضی کے لئے کرتا ہے۔ پھر فرمایا: کیا میں تم کو جنت کی عورتوں کے بارے میں نہ بتا دوں؟ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ہر وہ عورت ہے جو اپنے شوہر سے محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی ہو، جب وہ غصہ ہو یا اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے یا اس کا شوہر اس پر ناراض ہو تو شوہر کے پاس آ کر منت وسماجت کرتی ہے کہ میرا یہ ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے، جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ، میں ہرگز نہ سوؤں گی۔ ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر جب اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے، اور شوہر غصہ ہو کر رات گذارے تو صبح تک فرشتے اس بیوی پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ ❷

دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر جائے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے اس بیوی پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ ❸

ایک سوال:... یہاں ایک سوال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۸) یعنی "عورتوں کا اسی طرح حق ہے جیسا کہ ان پر حق ہے۔" تو جب شوہر اپنی خاص ضرورت کے لئے بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر جائے تو وہ اللہ کی ناراضگی اور فرشتوں کی لعنت کی

---

❶ صحیح الترغیب والترہیب: ۲/ ۴۱۷.

❷ صحیح بخاری: ۶/ ۳۸۵، حدیث نمبر: ۳۲۳۷۔ صحیح مسلم: ۲/ ۱۰۵۹، حدیث نمبر: ۱۴۳۶.

❸ صحیح الترغیب والترہیب: ۲/ ۴۱۷.

مستحق ہے تو کیا اگر عورت اپنی خاص ضرورت یعنی جماع کے لئے شوہر کو بلائے اور شوہر انکار کردے تو کیا شوہر بھی اللہ کی ناراضگی اور فرشتوں کی لعنت کا مستحق ہوگا؟

جواب:... تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ فرشتوں کی لعنت کا مستحق ہونے اور اللہ کی ناراضگی کے بارے میں اگر شریعت کی دلیلیں ہیں تب تو کہا جاسکتا ہے کہ فرشتے شوہر پر لعنت بھیجیں گے، لیکن میرے علم کی حد تک کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس میں اس کا ذکر ہو۔ البتہ اللہ رب العزت کی ناراضگی کی عام دلیلیں پائی جاتی ہیں کہ اگر شوہر بیوی کو حق بستر نہیں دے رہا ہے، اور بیوی کو جماع کے ذریعہ محظوظ ومحفوظ نہیں کرتا تو وہ ظلم کررہا ہے، اور ظلم اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ عرف عام یا بیوی کی ضرورت کے مطابق اس کے ساتھ جماع کرنا اس کا حق ہے، بشرطیکہ شوہر کو اس کی قدرت اور طاقت سے زیادہ مکلف نہ کرے، کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) ''کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے'' اور یہ قاعدہ عبادہ بن الصامت کی حدیث میں ہے، جسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بسند صحیح روایت کیا ہے۔ [1]

یہی معنی ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کا ہے کہ ''عرف عام کے مطابق یا حسب ضرورت ہر ایک کے اوپر دوسرے کا حق ہے۔

ایک اہم مسئلہ:

آخر میں ایک اہم مسئلہ کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے جو درحقیقت ہر زن وشوہر کا مسئلہ ہے، بلکہ یہ مسئلہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے، اسلام نے میاں بیوی کے واجبات اور فرائض کو تقسیم کرکے پوری انسانیت کے لئے امن وشانتی کا انتظام کیا ہے۔

وہ مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح مرد کو حکم ہے کہ گھر سے باہر نکل کر روزی کمائے، اور

---

[1] سنن ابن ماجہ، ص: ۴۰۰، حدیث نمبر: ۲۳۴۲-۲۳۴۱-۲۳۴۰.

خود بھی کھائے پہنے اور اپنی بیوی اور بچوں کو بھی کھلائے اور پہنائے ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:۱۰) یعنی ''جب جمعہ کی صلاۃ پڑھ لی جائے تو زمین میں چل پھر کر اللہ کی روزی تلاش کرو۔''

اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ گھر میں رہ کر شوہر کے گھر اور مال و اولاد کی حفاظت کرے، امور خانہ داری میں حتی الامکان کمی نہ کرے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عورت کے اوپر فرض ہے کہ جس حد تک شوہر اور اس کے گھر اور اولاد کی خدمت کر سکتی ہے اس خدمت کو خوشی خوشی ادا کرے، بلا عذر شرعی اس خدمت میں کمی نہ کرے۔ یہ امت انہیں امور پر عمل کر کے کامیاب ہو سکتی ہے جن امور پر عمل کر کے اس امت کے پہلے لوگ یعنی صحابہ و صحابیات کامیاب ہوئے تھے۔

شوہر اور بیوی ہر ایک دوسرے کی خدمت کرتے تھے۔ خصوصاً عورتیں گھر کے ضروری کام کی ذمہ دار تھیں، ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ شادی اور زفاف کی رات کی صبح ولیمہ کا کھانا تک خود دلہن نے تیار کیا۔ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے شادی کی رات میں خلوت کے بعد ولیمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ صحابہ کی دعوت کی تو اس دن کا کھانا ان کی بیوی ام اسید ہی نے تیار کیا۔ نیز رات ہی میں کھجوریں ایک برتن میں بھگو دی تھیں اور صبح ہاتھ سے مل کر شربت بنا کر سب کو پلایا، یہ سب کچھ ان کی پہلی رات کی بیوی ہی نے کیا۔ [1]

صحابہ کرام کی ازواج گھر سے باہر پردے کے ساتھ نکل کر شوہر کے ضروری کام بھی کیا کرتی تھیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ کہ زبیر (بن عوام) رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو

---

[1] صحیح بخاری: ۲۹۸/۹، حدیث نمبر: ۵۱۸۲۔ صحیح مسلم: ۱۵۹۰/۳، حدیث نمبر: ۲۰۰۶.

اس وقت ان کے پاس نہ کوئی زمین تھی اور نہ کوئی مال اور غلام تھا، صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا ان کے پاس تھا۔ میں خود ان کے گھوڑے کے چارہ کا انتظام کرتی اور پانی پلاتی، خستہ ڈول کی اصلاح بھی کرتی، خود آٹا گوندھتی، مگر اچھی طرح روٹی پکانا نہیں جانتی تھی، انصاری پڑوسی عورتیں بڑی اچھی اور سچی تھیں وہ ہماری روٹیاں پکا دیتی تھیں۔ دو میل کی دوری پر واقع ایک زمین نبی کریم ﷺ نے زبیر کو عطا فرمائی تھی وہاں جا کر اپنے سر پر رکھ کر کھجور کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی۔ ایک دن گٹھلی سر پر اٹھائے آ رہی تھی تو راستے میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے کچھ انصاری اصحاب ملے، مجھے آپ نے بلا کر اونٹ پر بیٹھانا چاہا، مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی، اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا خیال بھی آیا وہ بڑے غیرت والے تھے، نبی کریم ﷺ نے میری شرمندگی کا خیال کیا اور چلے گئے تو زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو بیٹھا کر مجھے اونٹ پر بٹھانا چاہا، مگر تمہاری غیرت کی یاد اور پھر شرم آڑے آئی، میں آپ کے اونٹ پر نہ بیٹھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حالت میں تمہارا گٹھلیوں کا سر پر اٹھانا میرے اوپر نبی کریم ﷺ کے اونٹ پر سوار ہونے سے زیادہ شاق اور بھاری ہے۔ کچھ دنوں بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے لئے ایک خادمہ یا لونڈی بھیجی جو گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھی، تو مجھے ایسا لگا کہ آج ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے غلامی سے آزاد کر دیا ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ میں ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کی خدمت اور اس کے لئے پورا انتظام کرتی، کھجور کی گٹھلیاں ان کے اونٹ کے لئے کوٹتی اور پانی بھر کر لاتی۔ دوسری روایت میں ہے کہ میرے اوپر گھوڑے کے انتظام سے زیادہ مشقت والا کوئی اور دوسرا کام نہ تھا، اس کے لئے گھاس کاٹ کر لاتی اور اس کی

[1] صحیح بخاری: ۹/۳۹۹، حدیث نمبر: ۵۲۲۴.

صفائی ستھرائی کی خدمت کرتی۔ ❶

خود نبی کریم ﷺ کی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ نے گھر کے کاروبار کا مکلف فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے سے تکلیف ہوتی تھی، جب انہیں خبر لگی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس غلام اور لونڈیاں آئی ہیں تو آپ کے پاس اپنی خدمت کے لئے ایک غلام یا لونڈی طلب کرنے کے لئے آئیں، مگر نبی کریم ﷺ گھر پر نہ ملے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ جب نبی کریم ﷺ گھر آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی، آپ فاطمہ کے گھر آئے، علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس اس وقت آئے جب ہم بستر پر لیٹ چکے تھے، ہم اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ لیٹے رہو، آپ ﷺ آ کر میرے اور فاطمہ کے درمیان اس طرح بیٹھے کہ آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک میں نے اپنے پیٹ پر محسوس کی، اور پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو میں ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لئے اس چیز سے بہتر ہے جو تم نے طلب کیا ہے، سوتے وقت بستر پر آ کر ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے غلام سے بہتر ہے۔ ❷

امام بخاری نے اس حدیث کو ''باب عمل المراۃ فی بیت زوجہا'' میں ذکر کیا ہے یعنی عورت کا شوہر کے گھر میں کام کرنا۔

اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ عورت کے اوپر شوہر کی اور اس کے گھر کی خدمت فرض نہیں ہے مگر امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر نادار ہے تو بیوی کے اوپر گھر کی خدمت لازم ہے، خواہ وہ بڑے سے بڑے شریف اور

---

❶ صحیح مسلم: ۴/۲۰۹۱-۲۰۹۲، حدیث نمبر: ۲۷۲۸-۲۷۲۷.

❷ صحیح بخاری: ۹/۱۳۲، حدیث نمبر: ۵۳۶۱.

باعزت گھر ہی کی ہو۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گھر کی خدمت کو لازم کیا اور علی رضی اللہ عنہ کو باہر کی خدمت کا پابند کیا۔ ❶

علامہ ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہما اللہ نے اسی مسلک کو راجح کہا ہے۔

چنانچہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے کہ کیا عورت کے اوپر شوہر کے گھر کا بستر ٹھیک کرنا کھانا پانی دینا، آٹا پیسنا اور روٹی پکانا اسی طرح خادمہ اور غلاموں کو کھانا دینا، جانوروں کو چارہ ڈالنا ضروری ہے یا نہیں؟

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عورت پر یہ خدمت واجب نہیں ہے، مگر یہ قول ضعیف ہے جس طرح یہ قول ضعیف ہے کہ شوہر پر عورت سے ہمبستری واجب نہیں، کیونکہ یہ اچھے انداز سے ساتھ زندگی گذارنا نہ ہوا، اور اگر رفیق سفر بھی اپنے رفیق سفر کی مدد نہ کرے تو وہ اچھے انداز سے معاملہ نہیں کر رہا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیوی کے اوپر مذکورہ خدمات کا ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں شوہر کو اس کا سردار (قوام) بتایا ہے، اور بیوی کو عانیہ یعنی لونڈی بتایا ہے جیسا کہ حدیث رسول میں آیا ہے۔ اس لئے لونڈی اور غلام پر خدمت واجب ہے اسی کو معروف اور بھلائی اور اچھے انداز سے زندگی گذارنا کہا جائے گا۔

اس قول کے قائلین میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ہلکی اور معمولی خدمت واجب ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عرف عام میں جو کام عورتیں کرتی ہیں ان کاموں کی ادائیگی بیوی پر واجب ہے اور یہی درست بات ہے، بنا بریں بیوی کو عرف عام میں اس جیسی عورت کی طرح خدمت کرنی ہے یہ خدمت واجب ہے، اور یہ عرف حالات کے تابع ہے، یعنی دیہات کی عورت کی خدمت شہر اور بستی میں رہنے والی

❶ فتح الباری: ۹/۲۳۳.

عورت کی طرح نہیں جیسے کہ طاقت ور عورت کی خدمت کمزور عورت کی طرح نہیں۔ [1]

علامہ ابن القیم نے بھی زاد المعاد میں اسی طرح کی رائے ظاہر کی ہے، بلکہ آپ کی رائے زیادہ واضح ہے، مذکورہ احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ عورت کا خدمت کرنا ہی حسن معاشرت ہے۔ فرمان باری تعالی ہے ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ:۲۲۸) یعنی ''عورتوں کا بھی اسی طرح اچھے انداز سے معاشرت حق ہے جیسا کہ ان کے اوپر بھی وہ واجب ہے۔'' اب اگر عورت کے بجائے مرد اس کی خدمت کرے تو یہ معروف نہیں بلکہ منکر ہو جائے گا یعنی شرعاً بری بات ہو گی۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عقد نکاح تو صرف شہوت کے ذریعہ لطف اندوزی کے لئے ہے نہ کہ خدمت لینے کے لئے تو ان کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ نکاح کے ذریعہ شوہر اور بیوی دونوں لطف اندوز ہوتے اور اپنی شہوت کو پوری کرتے ہیں، اس لئے اللہ رب العزت نے بیوی کا خرچ اور کپڑا اور رہائش اسی لطف اندوزی اور عورت کی طرف سے خدمت ہی کی بنا پر شوہر پر واجب کیا ہے۔ نیز عام معاہدے اور عقود عرف عام کے تابع ہوتے ہیں اور عرف عام یہی ہے کہ بیوی گھر کے اندرونی کام کرے۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ فاطمہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کی طرف سے شوہروں کی خدمت ان کی طرف سے احسان تھا واجب نہیں تھا، تو اس قول کی تردید میں ابن قیم کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خدمت اور گھریلو کام سے مشقت کی شکایت کر رہی تھیں اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے نہیں کہا کہ علی فاطمہ پر کام کاج کرنا واجب نہیں، یہ تمہارا کام ہے، ایسا نہیں کہا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرتے وقت کسی کی رو رعایت نہیں کرتے تھے۔

اور جب اسماء رضی اللہ عنہا کے سر پر گھوڑے اور اونٹ کا چارہ دیکھا تو آپ نے

---

[1] مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۳۴/۲.

زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ اس قسم کی خدمت اسماء کے اوپر واجب نہیں، تم ظلم کر رہے ہو، بلکہ آپ نے اس کو برقرار رکھا، بلکہ تمام صحابہ کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ ان کی بیویاں چارو ناچار گھروں کا ضروری کام کرتی ہیں پھر بھی آپ نے اس معاملہ کو برقرار رکھا، اس مسئلے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور ہاں شریف اور معزز عورت یا غریب و نادار عورت یا مالدار عورت کا بھی کوئی فرق نہیں۔ دیکھو فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام عالم میں اعلی شرف وعزت کی مالک ہوتے ہوئے اپنے شوہر کی خدمت کر رہی تھیں، اس خدمت کی شکایت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس شکایت کو دور نہیں کیا۔ [1]

اس کے باوجود یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ کا قانون ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرة: ٢٨٦)، (اللہ تعالی کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھانے کا مکلف نہیں کرتا ہے) ایک عام غلام کے بارے میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ انہیں ان کی طاقت سے زیادہ بھاری کام پر مجبور نہ کرو تو پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ ایک شریک خوشی وغم، شریک حیات اور ام الاولاد کو کوئی متبع سنت اس کی سکت سے بڑھ کر کام وکاج پر مجبور کرے۔

معرور بن سوید کہتے ہیں کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ربذہ مقام پر ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ جس طرح وہ خود لباس پہنے ہوئے ہیں اسی طرح ان کا غلام بھی پہنے تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ کسی آدمی سے میری سخت کلامی ہوئی تو میں نے اسے اس کی (عجمی) ماں کا عار دلایا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بوجہ انکار کہا کہ تم نے اسے اس کی ماں کا عار دلایا ہے، ابھی تمہارے اندر جاہلیت باقی ہے۔ تمہارے بھائی تمہارے تابع ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھ میں دیا ہے، تو

---

[1] دیکھیں: زاد المعاد: ۴: ۶۴ و ۵/ ۱۸۹، ۱۸۷.

جس کسی کا کوئی بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے ہو، تو جو کھائے اس میں سے اسے کھلائے، اور جو پہنے اس میں سے اسے پہنائے، اور پھر انہیں ان کی سکت سے بڑھ کر کام پر مجبور نہ کرو، اگر ایسا بھاری کام ان سے لینا ہے تو ان کی مدد کرو۔ ❶

اس لئے شوہر کو چاہیے کہ موقع دیکھ کر مناسب اوقات میں بیوی کے کاموں میں ہاتھ بٹایا کرے، اس سے آپس میں حسن معاشرت اور مودت ورحمت کے جذبات فروغ پائیں گے اور زندگی میں خوشگواری اور سعادت ملے گی۔

افضل الخَلق والخُلق ﷺ کے بارے میں آپ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب نبی کریم ﷺ گھر میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں ہوتے، اور جب صلاۃ کا وقت ہوتا تو نکل جاتے۔ ❷

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اتباع قرآن وسنت کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اسی صورت میں دنیا میں سعادت مند زندگی گذر سکتی ہے اور آخرت میں اللہ اچھا اجر دے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾﴾

(النحل:۹۷)

''جو شخص نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔''

والحمد للہ رب العالمین

---

❶ صحیح بخاری: ۱/۱۴، حدیث نمبر: ۳۰۔ ❷ صحیح بخاری: ۲:۱۶۲۔